قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

قرونِ وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک

اُن تین لکچروں کے مجموعہ کا اُردو ترجمہ جو ہندوستانی
ایکیڈیمی کی سرپرستی میں تاریخ ۱۳ و ۱۴ ستمبر
سنہ ۱۹۲۸ع کو

بہ زبان ہندی

رائے بہادر مہامہوپادھیاے گوری شنکر ہیرا چند اوجھا
نے دئے

مترجمہ

منشی پریم چند

الہ آباد

ہندوستانی ایکیڈیمی ، یو - پی -

۱۹۳۱ ع

فہرست مضامین

پہلي تقرير

صفحہ

مذہب اور معاشرت

صفحہ

صفحہ

دوسری تقریر

صفحہ

صفحہ

صفحہ

تیسری تقریر

صفحہ

فہرست نقشہ‌جات

نقشہ نمبر			صفحہ
۱۷—شیو کا تانڈو رقص	...	...	۱۵۷
۱۸—ایلورا کا پہاڑی کیلاس مندر		...	۲۱۳
۱۹—دراوڑ نمونہ کے مندر کا دھرم راج راتھہ		...	۲۱۴
۲۰—دراوڑ نمونہ کا ہندو مندر ...		...	۲۱۵
۲۱—ہویس لیشور کے مندر کا باہری حصہ		...	۲۱۶
۲۲—آریہ نمونہ کا ہندو مندر ...		...	۲۱۷
۲۳—آبو کے جین مندر کا گنبد اور دروازہ		...	۲۱۸
۲۴—بڑنگر (گجرات) کے مندر کا پھاٹک		...	۲۱۹

تمہید

ممالک متحدہ کی سرکار نے هندی اور اُردو زبانوں کی ترقی کے لئے هندوستانی ایکاڈیمی قایم کرکے قابل تعریف کام کیا هے - اس ایکاڈیمی نے مجھکو سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع یعنی راجپوت عہد کی تہذیب پر تین خطبے پیش کرنے کی دعوت دے کر میری عزت‌افزائی کی هے - اس کے لئے میں اس انجمن کا ممنون هوں - یہہ ۶۰۰ سال کا زمانہ هندوستان کی تاریخ میں بہت ممتاز درجہ رکھتا هے -

اس عہد میں هندوستان نے مذهبی ' مجلسی اور سیاسی ' هر ایک اعتبار سے نمایاں ترقی کی تھی - مذهبی اعتبار سے تو اس دور کے هندوستان کی حالت واقعی حیرت‌انگیز تھی - بودھہ ' جین ' هندو ' اور ان مذاهب کے صدها فرقے سب اپنے اپنے دائرہ میں شاهراہ ترقی پر گامزن تھے - کتنے هی فرقے معدوم هو گئے ' کتنوں هي کا ظہور هوا - اسی طرح کئی فلسفیانہ فرقوں کا بھی آغاز اور عروج هوا - ان مختلف مذاهب کی کشمکش ' ترقی ' یا زوال کی داستان نہایت دلچسپ اور عجیب هے - اِسی زمانہ میں شنکراچاریہ جیسے متبحر عالم پیدا هوے جنھوں نے فلسفہ کی دنیا

میں انقلاب کر دیا - اُن کے علاوہ رامانج اور مادھواچاریہ وغیرہ مذہبی پیشوا بھی اسی زمانہ میں پیدا ہوئے -

یونانیوں ، چھتریوں اور کشنوں کی سلطنت ختم ہونے کے بعد گپت خاندان بھی عروج سے گزر کر زوال کی طرف جا رہا تھا - ہندوستان میں مختلف خاندان اپنی مقبوضات کا دائرہ وسیع کرتے جاتے تھے - دکھن میں سولنکی راجاؤں کا خاص اقتدار تھا ، شمال میں بیس (ہرش) پال ، سین وغیرہ خاندان ترقی کرتے جاتے تھے - مسلمان بھی سندھ میں آ چکے تھے اور گیارھویں بارھویں صدی میں تو مسلمانوں کے قدم جم چکے تھے اور کئی صوبوں پر اُن کا اقتدار ہو چکا تھا - اس طرح مختلف خاندانوں کے عروج یا زوال وغیرہ سیاسی تغیرات نے بھی اس دور کو بہت اہم بنا دیا ہے -

ان معرکۃ الارا سیاسی اور مذہبی تغیرات کے باعث اس زمانہ کی مجلسی حالت میں اہم تبدیلیاں ہوئیں - اس زمانہ کے طرز خیال ، اور ریت رواج میں بھی کم اہم تبدیلیاں نہیں ہوئیں - مجلسی نظام بھی کچھ تبدیل ہو گئے - اور صرف مجلسی حالت نہیں ، اس زمانہ کی سیاسیات پر اس کا معتدبہ اثر پڑا - اس

زمانہ کے نظام حکومت اور شاہی اداروں میں بھی کچھہ تبدیلیاں نمودار ہوئیں -

زراعت ' تجارت اور حرفت تینوں ہی کی گرم بازاری تھی - اس لئے مالی اعتبار سے بھی یہہ دور بہت ممتاز ہے - یوروپ اور ایشیا کے دیگر ممالک سے ہندوستان کی تجارت بہت بڑھی ہوئی تھی - ہندوستان محض زراعتی ملک نہ تھا ' مصنوعات میں بھی اس کی نمایاں حیثیت تھی - پارچہ بافی کے علاوہ سونا ' لوہا ' کانچ ' ہاتھی دانت ' وغیرہ کی مصنوعات بھی بہت ترقی پر تھیں - اس لئے ہندوستان اب سے زیادہ دولتمند اور صاحب ثروت تھا - کھانے پینے کی چیزیں ارزاں تھیں اس سے لوگ آسودہ اور خوشحال تھے -

ذہنی مرکز نگاہ سے بھی وہ ترقی کا دور تھا - مثنویوں ' ناٹکوں ' افسانوں ' وغیرہ ادبی تصانیف کے علاوہ نجوم ' ریاضیات ' طب اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے وہ ایک یادگار زمانہ تھا - ایسے اہم اور مہتم بالشان موضوع پر تفصیل سے رائے زنی کرنے کے لئے کافی عرقریزی اور کاوش اور مطالعہ کی ضرورت ہے - لیکن اس کام کو بہ حسن اسلوب انجام دینے کی قابلیت مجھہ میں نہیں ہے - میری منشا تھی کہ یہہ بار زیادہ لائق آدمی کے سر رکھا جاتا - مجھے افسوس ہے کہ ضعف صحت کے

باعث میں اس کام کے لئے خاطر خواہ وقت اور مہلت نہ صرف کر سکا –

اس موضوع کو میں نے تین ابواب میں تقسیم کیا ہے – پہلے باب یا تقریر میں اس زمانہ کے مذہبوں، بودھہ، جین، اور ہندو کے مختلف شاخوں اور فرقوں کے عروج اور زوال، اور نیز اس زمانہ کی مجلسی حالات، رسم غلامی، طور طریق، آداب و اخلاق، اور نظام ورن آشرم پر روشنی ڈالی گئی ہے –

دوسری تقریر میں ہندوستانی ادبیات، یعنی لغات، صرف و نحو، فلسفہ، ریاضیات، نجوم، طب، سیاسیات، مالیات، صنعت و حرفت، موسیقی، فن تصویر، وغیرہ مضامین کی معاصرانہ حالات پر غور کیا گیا ہے – تیسرے حصہ میں اُس زمانہ کے نظام حکومت، دیہی پنچائتوں کی ترتیب اور اُن کے اختیارات، نظام حرب اور آئین انصاف وغیرہ مضامین پر روشنی ڈالتے ہوئے اُس طولانی زمانہ کے واقعات کا مجمل ذکر کیا گیا ہے اور نیز اُس دور کی مالی حالت، زراعت، تجارت، حرفت، تجارتی راستے، مالی فارغ البالی وغیرہ پر بھی رائے زنی کی گئی ہے – متذکرہ بالا مباحث میں ہر ایک اتنا اہم اور وسیع ہے کہ اُس پر علحدہ تصنیف کی ضرورت ہے – صرف تین خطبوں میں اتنے مباحث کا

اجتماع محض اجمالی صورت میں هی هو سکتا هے -

اُس دور کی تہذیب کو قلمبند کرنے کے لئے جو مسالہ دستیاب هوتا هے وہ بہت قلیل هے - خالص تاریخی تصانیف جن میں معاصرانہ تہذیب کا ذکر صراحت سے کیا گیا هو انگلیوں پر گنی جا سکتی هیں - ممکن هے اس مبحث پر متعدد تصانیف لکھی گئی هوں اور حوادث روزگار نے اُنھیں تلف کر دیا هو - تاهم اس دور کے متعلق مختلف کتابوں سے مدد مل سکتی هے - انھیں کتابوں کا هم یہاں مختصر ذکر کرتے هیں -

سب سے پہلے قدیم چینی سیاح هون‌سانگ اور اِتسنگ کے سفرناموں سے اُس زمانہ کی مذهبی ' تمدنی ' سیاسی اور مالی حالت کا بہت کچھہ اندازہ هو جاتا هے - چینی سیاحوں کے علاوہ عرب سیاح المسعودی اور البیرونی کے سفرنامے بھی نہایت قابل قدر تصانیف هیں - اُس زمانہ کے سنسکرت ' پراکرت ' یا دراوڑ بھاشا کی شاعرانہ تصانیف ' ناٹکوں اور افسانوں وغیرہ سے بھی اس زمانہ کی بہت سی باتیں معلوم هو جاتی هیں - قدیم سکوں کتبوں اور تامب پتروں سے بھی کم مدد نہیں ملتی - یاگیہ‌ولکیہ ' هاریت ' وشنو وغیرہ کی سمرتیوں اور وگیانیشور کی لکھی هوئی یاگیہ ولکیہ سمرتی کی تفسیر متاکشرا سے

اس زمانہ کی کل امور پر بہت خاصی روشنی پڑتی ہے -

اس قدیم مسالہ کے علاوہ جدید مضمون کی کتابوں سے بھی کافی مدد لی گئی ہے - ان میں سے رمیش چندر دت کی تصنیف "اے ہسٹری آف سویلزیشن اِن ایشنٹ انڈیا" (قدیم ہندوستانی تہذیب کی تاریخ) ' سر رام کرشن بھنڈارکر کی تصنیف "ویشنوازم ' شیوازم اینڈ ادر مائنر رلیجنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز" (ویشنو اور شیو فرقے اور ہندوؤں کے ضمنی مذاہب اور خیالات) ' ونے کمار سرکار کی تصنیف "دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز" (ہندوؤں کے سیاسی نظام اور مطلبے) ' رادھا کرشن مکرجی کی تصنیف "ہرش" ' کے ایم پنی کار کی تصنیف "شری ہرش آف قنوج" سی وی وید کی کتاب "ہسٹری آف میڈیول انڈیا" (ہندوستانی قرون وسطی کی تاریخ) ' میکڈانل کی تصنیف "انڈیاز پاسٹ" (ہندوستان ماضی) ' نریندرو ناتھہ لا کی تصنیف "اسٹڈیز اِن انڈین ہسٹری اینڈ کلچر" (ہندوستانی تاریخ اور تہذیب کا مطالعہ) ' ہربلاس ساردا کی تصنیف "ہندو سوپیریارٹی" (ہندوؤں کی فضیلت) ' جان گریفتھہ کی کتاب "دی پینٹنگز آف اجنتا" (اجنتا کی تصاویر) ' لیڈی ہیرنگھم کی تصنیف "اجنتا فریسکوز"

این سی مہتا کی "اسٹڈیز ان انڈین پینٹنگ"، "امپیریل گزٹیر آف انڈیا" پروفیسر میکڈانل اور کیتھہ کی تصنیف "ویدک انڈکس" اور آفریکٹ کی کتاب "کیٹالوگس کیٹا لوگرم" ائیٹ، کی "هسٹری آف انڈیا" میری تصنیف "بھارتیہ پراچین لپی مالا" (هندوستان کا قدیم رسم الخط)' "سولنکیوں کی قدیم تاریخ" "راجپوتانہ کی تاریخ"، "ناگری پرچارنی پتر کا" اور "انڈین انٹیکویری" "ایپی گرافیا انڈیکا" وغیرہ رسالے خاص طور پر قابل ذکر هیں -

هندوستانی ایکاڈیمی کا ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے میں اب دور معینہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا هوں -

---

پہلی تقریر

مذہب اور معاشرت

(۱) بودھہ مذہب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک ہندوستان میں تین خاص مذاہب مروج تھے : ویدک ' بودھہ اور جین - ساتویں صدی کے آغاز میں اگرچہ بودھہ مذہب کا زوال ہو رہا تھا تاہم اس کا اثر بہت کچھہ باقی تھا جیسا کہ ہیون سانگ کے سفرنامہ سے ظاہر ہے - اس لئے ہم بودھہ مذہب کی تشریح پہلے کرتے ہیں -

بودھہ دھرم کا آغاز اور اشاعت

ہندوستان کا قدیم مذہب ویدک تھا جس میں یگیہ وغیرہ ممتاز تھے اور بڑے بڑے یگیوں میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی تھیں - گوشت خوری کا رواج بھی کثرت سے تھا - جینیوں اور بودھوں کے اہنسا کے اصول پہلے ہی موجود تھے مگر لوگوں پر ان کا خاص اثر نہ تھا - شاک بنسی راج کمار گوتم بدھہ نے بودھہ دھرم کی تبلیغ اور اشاعت کا بیڑا اُٹھایا اور ان کی تلقین سے عوام بھی بودھہ دھرم کی جانب مائل ہونے لگے جن میں کتنے ہی راجے ' برھمن ' ویش اور راج خاندان کے لوگ تھے - روز بروز اس دھرم کو فروغ ہونے لگا اور موریہ خاندان

کے مہاراجہ اشوک نے اسے راج دھرم بنا کر اپنے احکام سے یگیوں میں جانوروں کی قربانی بند کردی (۱) - اشوک کی کوشش سے بودھہ دھرم کی اشاعت محض هندوستان تک محدود نہ رهی ' بلکہ هندوستان کے باهر لنکا اور شمال مغرب کے ملکوں میں اس کا زور اور بھی بڑھہ گیا - بعد ازاں بودھہ سادھوؤں (بھکشوؤں) کے مذهبی جوش کی بدولت وہ رفتہ رفتہ تبت ' چین ' منچوریا ' منگولیا ' جاپان ' کوریا ' سیام ' برما اور سائبیریا کے گرغس اور کلموک تک پھیل گیا -

بودھہ دھرم کے عقائد

یہاں بودھہ دھرم کے اصول اور عقائد کی مجمل تشریح بے موقع نہ هوگي - بودھہ دھرم کے مطابق زندگی مایۂ غم هے ' زندگي اور اس کی مسرتوں کی تمنا اسباب غم - اسی تمنا ' اسی هوس کو فنا کر دینے سے غم کا ازالہ هو جاتا هے اور پاکیزہ زندگی ان آلائشوں سے پاک هو جاتی هے -

مہاتما بدھہ کے قول کے مطابق بودھہ دھرم وسطی راستہ هے ' یعنی نہ تو عیش و عشرت میں محو رهنا چاهئے اور نہ فاقہ کشی ' شب بیداری اور دشوار عملیات سے روح کو ایذا پہونچانی چاهئے - ان دونوں کے بیچ میں رهنا هی لازم هے - خیرالاموراوسطہا - دنیا اور اس کی سبھي چیزیں فانی

(۱) اشوک کے کتبے - اس کا پہلا کتبہ -

اور غم انگیز هیں - جملہ تکالیف کا باعث جہالت ھے - ضبط نفس هی کے ذریعہ روح کا نشو هو سکتا ھے - حرص و هوس اور جملہ خواهشات کو ترک کر دینے هي سے تکالیف کا خاتمہ هوتا ھے - اسي ترک خواهشات هی کا نام نروان ھے - یہہ نروان زندگی میں بھی حاصل هو سکتا ھے - انسان پنچ ارکان کا بنا هوا ایک خاص قسم کا مجموعہ ھے جس میں طبیعات کا درجہ اولی ھے - اپنی زبان میں اسی کو روح کہہ سکتے هیں - یہی پانچ اسکندهوں کا مجموعہ اپنے فعلوں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں پیدا هوتا ھے - اسی کو تناسخ کہتے هیں - خاص خاص عملوں سے ان ارکان کا اپنے حقیقی عنصر میں مضمر هو جانا هی مہانروان ھے -

بودھہ دھرم کی سب سے بڑی خصوصیت " اهنسا پرم دھرم " کا اصول ھے - کسی طرح کی هنسا کرنا گناہ عظیم ھے - لیکن کچھہ زمانہ کے بعد هندوستان کے باهر کے بودهوں نے اس خاص اصول کو نظرانداز کرنا شروع کر دیا - اخلاق ' ضبط اور سخاوت هی اولی قربانی ھے - بودھہ دھرم کی دوسری خصوصیت یہہ ھے کہ وہ خدا سے منکر ھے - عبادت الہی کے بغیر بھی اس کے مطابق مکتی یا نروان حاصل کیا جا سکتا ھے - تیسری خصوصیت یہہ ھے کہ وہ هندو دھرم کی سب سے ممتاز صفت برن آشرم دھرم کو نہیں تسلیم کرتا - اس کی نگاہ میں سبھی انسان ' چاھے براهمن هوں یا شودر ' یکساں طور پر اونچے سے اونچا رتبہ حاصل کر سکتے هیں - انسان

کا اعتبار جنم سے نہیں کرم سے کیا جانا چاہئے - بودھوں کے تین رتن بدھ ' سنگھ اور دھرم مانے جاتے تھے -

بودھ دھرم کا زوال

کئی راجاؤں کی حمایت پاکر یہ مذہب خوب پھیلا مگر مختلف اوقات میں بودھ بھکشوؤں میں اختلاف رائے ہو جانے کے باعث بودھ دھرم میں کئی فرقے پیدا ہو گئے - ان اختلافات کو دور کرنے کے لئے بودھ بھکشوؤں میں مشاورت کے جلسے بھی ہوتے رہے لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اختلافات بھی بڑھتے گئے - چینی سیاح اِتسنگ کے زمانہ میں بودھ دھرم میں اٹھارہ فرقے ہو چکے تھے ' بعد کو راجاؤں کی حمایت و حفاظت سے محروم ہو جانے کے باعث بودھ دھرم میں بڑی تیزی سے انحطاط شروع ہوا اور ہندو دھرم بڑی تیزی سے فروغ پانے لگا کیونکہ اُسے فرمانرواؤں کی حمایت حاصل ہو گئی تھی -

بودھ دھرم پر ہندو دھرم کا اثر اور مہایان فرقے کی ابتدا

ترقی‌پذیر ہندو دھرم کا اثر بودھ دھرم پر بہت پڑا - بہت سے بودھ بھکشوؤں نے ہندو دھرم کی کئی خصوصیتیں قبول کر لیں - اس کا نتیجہ " مہایان مت " کی صورت میں کش خاندان کے راجہ کنشک کے زمانہ میں ظاہر ہوا - اصلی یا ابتدائی بودھ دھرم کا مشرب ترک اور ضبط نفس تھا -

اس کے مطابق گیان اور چار آریہ صداقتوں کے عمل سے نروان حاصل کیا جا سکتا ھے - بودھ دھرم میں ایشور کی ھستی نہیں مانی گئی تھی اس لئے بدھ کے دوران حیات میں بھکتی کے ذریعہ حصول نجات کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی - مہاتما بدھ کے بعد بودھ بھکشوؤں نے دیکھا کہ سبھی گرھست تو سنیاس نہیں لے سکتے اور نہ خشک اور خدا سے منکر سنیاس ان کی سمجھ میں آسکتا ھے اس لئے انہوں نے بھگتی مارگ کا سہارا لیا - مہاتما بدھ کو معبود مان کر ان کی عبادت کی تعلیم دی جانے لگی اور مورتیاں بننے لگیں پھر ۲۴ ماضی، ۲۴ حال، اور ۲۴ مستقبل کے بدھوں کی تخلیق کی گئی - اتناھی نہیں، بودھی ستووں اور بیشمار دیویوں کو بھی وجود میں لایا گیا اور سبھی کی مورتیں بننے لگیں - بودھ بھکشوؤں نے متاھل زندگی بسر کرتے ھوے بھی بھکتی کے ذریعہ "نروان" کا حاصل کرنا ممکن قرار دے دیا - اس بھکتی مارگ — مہایان — پر هندو دھرم اور بھگوت گیتا کا بہت اثر پڑا - اس کی کچھ مثالیں نیچے دی جاتی ھیں :-

(۱) "هین یان" کی کتابیں پالی میں اور مہایان کی سنسکرت میں ھیں -

(۲) مہایان فرقے میں بھکتی مارگ اولی مانا گیا ھے -

(۳) ہین یان فرقے میں بدھہ معبود کی طرح پوجے نہیں جاتے تھے لیکن "مہایان" فرقے والوں نے بدھہ کو معبود بناکر ان کی پرستش شروع کر دی -

•

بھارت یا ہندوستان میں اس مہایان فرقے کی خوب اشاعت ہوئی - انتہا ہی نہیں ' بودھہ فلسفہ پر ہندو فلسفہ کا اثر بھی پڑا - زوال کی طرف جاتا ہوا بودھہ دھرم ہندو دھرم پر گہرا اثر ڈالے بغیر نہ رہا - ہندؤوں نے بدھہ کو وشنو کا نواں اوتار مان کر بودھہ عوام کی نظروں میں مقبولیت حاصل کی - دونوں مذہبوں میں اس قدر یک رنگی پیدا ہو گئی کہ بودھہ اور ہندو روایتوں میں تمیز کرنی مشکل ہوئی - اس کا لازمی نتیجہ یہہ ہوا کہ لوگ بودھہ دھرم کو چھوڑ کر ہندو دھرم کا دامن پکڑنے لگے جس میں سبھی طرح کی آزادیاں تھیں - بودھہ دھرم کا اہنسا کا اصول اگرچہ دلفریب تھا ' پر قابل عمل نہ تھا - راجاؤں کو جنگ کرنا ہی پڑتی تھی - عوام بھی گوشت ترک کرنا پسند نہ کرتے تھے - ہندو دھرم میں یہہ قیدیں نہ تھیں اور پھر جب بدھہ کو وشنو کا اوتار مان لیا گیا تو بہت سے بدھہ کے معتقدوں کا رجحان بھی ہندو دھرم کی جانب ہو گیا - نہایت قدیم زمانہ سے جو قوم ایشور کو تسلیم کرتی آئی تھی اس کے لئے بہت عرصہ تک ذات باری کے وجود سے منکر رہنا مشکل تھا - اسی طرح بودھوں کا ویدوں پر اعتقاد نہ رکھنا ہندؤوں کو بہت کھٹکتا تھا - کمارل

(۱) ہندؤں کا بدھہ اوتار

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۶

بهت اور کئی دیگر بودهه علما نے ان دونوں اصولوں کی زوروں سے مخالفت شروع کی - ان کی یهه تحریک بهت طاقتور تهی اور اس کا اثر بهی جامع هوا - کمارل کے بعد شنکراچارج کے ظهور نے اس تحریک میں اور بهی قوت پیدا کر دی - "شنکر دگ بجے" (۱) مین کمارل کی زبان سے شنکر کی شان میں ایک اشلوک کهلایا گیا هے جس کا ترجمه یهه هے : "ویدوں سے منحرف بودهوں کا خاتمه کرنے کے لئے آپ نے اوتار لیا هے، اسے میں مانتا هوں" -

اسی طرح دیگر برهمن علما نے بهی هندو دهرم کی تبلیغ مین بهت کوشش کی - ایک تو هندو دهرم شاهي دهرم هو گیا اس سے بودهه دهرم میں زوال آیا هے - دوسرے خود بودهه دهرم میں نقائص پیدا هو گئے اور روز بروز نئے نئے فرقے پیدا هونے لگے - فروعات میں بهی اختلاف پیدا هوے جاتے تهے، اس کے علاوه بودهه بهکشوؤں کي نمود و نمائش کی کثرت هو جانے کے باعث عوام کا اعتقاد ان پر سے اتهه گیا - اب بودهه بهکشو ویسے متقی اور اصول پسند نه تهے - ان میں بهی حکومت اور ثروت کی هوس پیدا هو گئی تهی - وه متهوں اور بهاروں میں شان وشوکت سے رهنے لگے تهے، عوام کے درد و غم میں شریک هونا انهوں نے ترک کر دیا تها - ان وجوه نے بودهه دهرم پر مهلک اثر ڈالا، حکومت کي اعانت پاکر بودهه دهرم جس سرعت سے بڑها تها اتنی هی تیزی سے اس کا زوال شروع هوا -

---

(۱) سنسکرت کي تصنیف هے جس میں شنکراچارج کے سوانح بیان لئے گئے هیں -

بودھ دھرم کے انحطاط کے تاریخی واقعات

موریہ خاندان کے آخری راجہ برھدرتھ کی وفات کے ساتھ ھی بودھ دھرم کا انحطاط شروع ھو چکا تھا - برھدرتھ کو قتل کر کے اس کا سپہ‌سالار پشیہ متر جو شنگ خاندان سے تعلق رکھتا تھا موریہ سلطنت کا مالک بن بیٹھا - اس نے پھر ویدک دھرم کی اعانت میں دو اشو میدھ یگیہ کئے - غالباً اس نے بودھوں پر سختیاں بھی کیں - بودھ تصانیف میں اس کا ذکر موجود ھے - فی الواقع یہیں سے بودھ دھرم کا زوال شروع ہوتا ھے - اسی زمانہ میں راجپوتانے کے راجہ پاراشری پتر نے اشومیدھ یگیہ کیا - علی ھذا دکھن میں آندھر خاندان کے وید شری شات کرنی کے زمانہ میں اشومیدھ ، راجسویہ وغیرہ یگیہ کئے گئے - گپت خاندان کے راجہ سمدر گپت اور واکاٹک خاندان والوں کے زمانہ میں بھی اشو میدھ وغیرہ کئی یگیہ ھوے - اس کا ذکر ان کے زمانہ کے کتبوں اور لوحوں میں موجود ھے - اس طرح موریہ سلطنت کے خاتمہ سے ویدک دھرم کے عروج کے ساتھ ساتھ بودھ دھرم کا زوال ھونے لگا پھر بتدریج اس کا زوال ھوتا ھی گیا - ھیونسانگ کے سفرنامے سے معلوم ھوتا ھے کہ اس کے زمانہ یعنی ساتویں صدی کے پہلے نصف میں ویدک دھرم کے پیرؤں کی تعداد بڑھنے اور بودھوں کی گھٹنے لگی تھی - بان‌بھٹ نے لکھا ھے کہ تھانیشور کے ویش خاندان کے راجہ پربھاکروردھن کے بڑے بیٹے راج وردھن نے باپ کی وفات کے بعد شاھی تزک و احتشام

کو چھوڑ کر بودھہ بھکشو ھو جانے کی خواھش کی تھی اور اس کے چھوٹے بھائی ھرش وردھن کے دل میں بھی یہی خیال پیدا ھوا تھا ، مگر کئی وجوہ سے یہہ ارادے عمل کی صورت میں نہ آئے - ھرش کو بودھہ دھرم سے بہت عقیدت تھی - ان باتوں سے ثابت ھوتا ھے کہ ساتویں صدی میں اگرچہ شاھی خاندان کے لوگ ھندو دھرم کے پیرو تھے پر بودھہ دھرم کا احترام بھی ان کے دل میں کافی تھا - بکرمی سمبت ۷۴۷ (عیسوی سنہ ۷۹۰) کے شیرگڈھہ (ریاست کوٹہ) کے ایک کتبے سے واضح ھوتا ھے کہ ناگ بنس کے راجہ دیودت نے کوش وردھن پہاڑ کے پورب میں ایک بودھہ مندر بنوایا تھا ، جس سے قیاس کیا جاتا ھے کہ وہ بودھہ دھرم کا پیرو تھا - عیسوی کی بارھویں صدی کے اواخر تک مگدھہ اور بنگال کے سوا ھندوستان کے تقریباً جملہ صوبجات میں بودھہ دھرم فنا ھو چکا تھا اور اس کی جگہ ویدک دھرم نے لے لی تھی -

جین دھرم

جین دھرم کا آغاز اور اس زمانہ کا ھندو دھرم

جین دھرم بھی بودھہ دھرم سے کچھہ پہلے ھندوستان میں نمودار ھوا - اس کے بانی مہابیر کا نروان گوتم بدھہ کے قبل ھی ھو چکا تھا - اس زمانہ کے ویدک دھرم کے خاص عقائد یہہ تھے :-

(۱) ویدک علم الهی هے -

(۲) ویدک دیوتاؤں ؟ اندر ؟ برن وغیرہ کی کوشش -

(۳) یگیوں میں جانوروں کی قربانی -

(۴) چاروں برن یعنی برهمن ، کشتری ، ویش شودر کا نظام تمدن -

(۵) چاروں آشرم یعني برهمچریہ ، گرهست ، بان پرست ، اور سنیاس کی تنظیم -

(۶) روح اور ذات مطلق کا اصول -

(۷) تناسخ اور فلسفہ کرم -

مہابیر اور بدهہ دونوں هی بزرگوں نے پہلے پانچ عقائد کو باطل قرار دیا - مہابیر نے صرف دو آشرم یعنی بان پرست اور سنیاس تسلیم کئے - مگر بدهہ نے صرف سنیاس آشرم هی پر زور دیا - مہابیر خدا کے وجود سے منکر تھے ، اور بدهہ نے بھی اس مسئلہ پر زیادہ توجہ نہ کی - بودهہ دهرم کے عروج اور زوال کا اوپر ذکر کیا جا چکا هے ، اس لئے یہاں هم جین دهرم اور اس کی رفتار پر اجمالي نگاہ ڈالیں گے -

جینوں کے عقیدہ کے مطابق مہابیر چوبیسویں تیرتھنکر تھے - ان کے قبل ۲۳ تیرتھنکر پیدا هوچکے تھے - ممکن هے یہہ روایت بودهوں کے ۲۴ بدهوں کی روایت پر مبني هو ، یا بودهوں نے جینیوں سے لیا هو - مہابیر راجہ سدهارتهہ کے بیٹے تھے اور مقام ویشالی میں پیدا هوئے - انهوں نے

تیس سال کی عمر میں دیکشا لی اور بارہ سال تک فقیرانہ لباس میں رہ کر سخت نفس کشی اور ریاضت کی - اس کے بعد انھوں نے اپنے مذہب کی اشاعت شروع کی اور ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی -

جین دھرم کے خاص عقائد

جین دھرم کے پیرو ذی روح ' غیر ذی روح ' نجات ' عذاب ' ثواب ترک ' تزکیہ وغیرہ کے قائل ہیں - روح غیرفانی اور قدیم ہے - آتما ہی کرم کرتی ہے اور اس کا پھل بھوگتی ہے - مٹی ' پانی ' آگ ' ہوا ' اور نباتات یہہ سب ذی روح ہیں - زمانہ ' عادت ' تعین ' فعل اور حرکت یہہ وجود کے اسباب ہیں - انھیں پانچ علتوں سے مادہ آپس میں ملتا ہے ' اسی سے دنیا کی تخلیق ہوتی ہے ' اور انھیں سے فعلوں کے نتیجے مانتے ہیں - روح کے ساتھہ فعل کا تعلق رهنے کے باعث اُسے بار بار عالم شہود میں آنا پڑتا ہے - روح کی نجات علم اطوار اور فلسفہ کے ذریعہ ہوتی ہے - یہہ تینوں اسباب جین دھرم کے رتن ہیں - نجات کا واحد ذریعہ علم ہے - جسم سے نکلنے کے بعد روح چوسٹھہ هزار یوجن لمبی چٹان پرفضا میں مقیم ہوکر اپنے گیان میں ظاہر و باطن کو دیکھتی ہوئی غیر فانی مسرت کا لطف اُٹھاتی ہے - جین لوگ ایشور کو دنیا کا خالق نہیں مانتے ' ان کے عقائد میں یہہ عالم قدیم اور غیر محدود ہے ' ان کے یہاں بھی سیلاب عظیم آتا ہے اور دنیا کی تجدید ہوتی ہے - اس وقت

ایک پہاڑ پر هر ایک جانس کے ایک ایک جوڑی زندہ رہ جاتے هیں - انہیں سے پھر دنیا آباد هوتی هے - حواس خمسہ اور فعل کے حدود سے باهر ' ازلی ' آزاد مطلق ' غیر مجسم ' پاک ' مبدء مسرت ' روح هی حقیقی مختار هے ' اس سے جدا کوئی ایشور نہیں - روح کی حقیقت سے باخبر شخص هی الوهیت کا درجہ پاتا هے - خیال ' قول اور فعل کی پاکیزگی کے ساتھہ پانچ مہابرت (اهنسا ' راستی ' برهمچریہ ' دیانت اور ضبط نفس) اور عفو ' انکسار ' قناعت ' ایثار ' ضبط ' طہارت ' حق اور توکل کو عمل میں لانے والا انسان مرشد هوتا هے - رحم اور اهنسا جینیوں کے خاص دهرم هیں ' وہ ویدوں کو نہیں مانتے - روزہ ' برت ' اور تپسیا یہہ جینوں میں بہت اهم سمجھے جاتے هیں - کئي دیویوں اور دیوتاؤں کی بھی پرستش هوتی هے - کئی سادهوؤں کے فاقہ کشي سے مرجانے کي روایتیں بھی پائی جاتی هیں (۱) -

بدهہ اور جین دهرم کا فرق

بودهہ اور جین دهرم میں اتنی یکسانیت هے کہ اکثر مغربی علما کا خیال هے کہ ان دونوں کا مخرج ایک هی هے اور بدهہ مہابیر کے شاگرد تھے ' پیچھے سے دونوں دهرم جدا هو گئے - مگر واقعتاً یہہ خیال غلط هے - دونوں دهرم علحدہ هیں ' هاں یہہ ممکن هے کہ بدهہ نے جین دهرم کے کچھہ

---

(۱) ماخذ از آوٹ لائنس آف جینزم مصنفہ جگ مندر لال جینی ' ص ۷ - ۲۲ -

عقائد اپنے دھرم میں شامل کر لئے ہوں ' کیونکہ گھر سے نکلنے کے بعد وہ عرصہ تک تپسیا کرنے والے سادھوؤں کے ساتھ تپسیا کر رہے تھے ' ممکن ہے یہہ سادھو جین ہوں اور ان کی صحبت اور تعلیم کا اثر بدھہ پر پڑا ہو -

جین دھرم کے فرقے

بودھہ دھرم کی طرح جین دھرم کے دو خاص فرقے ہیں : (۱) دگمبر (۲) سویتامبر دگمبر سادھو برھنہ رھتے ہیں - سویتامبر - سفید یا زرد کپڑے پہنتے ہیں - ان دونوں فرقوں کے عقائد میں زیادہ اختلاف نہیں ہے - دگمبر لوگ عورتوں کی نجات کے قائل نہیں ' سویتامبر قائل ہیں - دگمبر تیرتھنکروں کی پوجا تو کرتے ہیں پر سویتامبروں کی طرح پھول ' دھوپ اور زیورات سے نہیں - ان کا قول ہے تیرتھنکر علائق سے آزاد تھے ' اور اس طرح ان کی پرستش کرنا بمنزلہ گناہ ہے - یہہ تقسیم کب ہوئی اس کے متعلق تحقیق کچھہ نہیں کہا جاسکتا -

جین دھرم کیوں مقبول نہیں ہوا ؟

جین دھرم کی ابتدا بودھہ سے پہلے ہوئی پر اس کی اشاعت اتنی زیادہ نہ ہوئی - اس کے کئی وجوہ ہیں - بودھہ دھرم کے اصول آغاز میں ہی پراکرت زبان میں لکھے گئے پر جین دھرم کے اصول بہت عرصہ تک سینہ بہ سینہ محفوظ رہے - ایسا مانا جاتا ہے کہ پانچویں سنہ عیسوی میں دیوردھی‌گن چھماشرمن

نے ولبھی کے مذھبی جلسه میں انھیں قلمبند کرایا ـ بودھه بھکشوؤں کی زندگی جین سادھوؤں کي زندگی سے زیادہ سادہ سہل اور آزاد تھی ' اس سے بھی لوگوں کا میلان بودھه دھرم کی طرف زیادہ ھوتا تھا ـ اس کے علاوہ جین دھرم کو وہ شاھي حمایت نه ملی جو اشوک اور کنشک وغیرہ راجاؤں نے بودھه دھرم کی کی ' صرف کلنگ کے راجه کھارویل نے جو سنه عیسوی کی دوسری صدی کے قریب ھوا تھا جین دھرم کو قبول کر کے اس کی کچھه اعانت کی تھی ' انھیں وجوہ سے جین دھرم کی ترقی نه ھو سکی (۱) ـ

جین دھرم کا عروج اور زوال

جس زمانه کا ھم ذکر کر رھے ھیں اس وقت جین دھرم کا رواج آندھر ' تامل ' کرناتک ' راجپوتانه ' گجرات ' مالوہ اور بہار اور اُڑیسه کے کچھه اضلاع میں تھا ـ جین دھرم نے دکھن ھی میں زیادہ فروغ پایا ـ وھاں جین لوگ سنسکرت زبان کے الفاظ بہت استعمال کرتے تھے ' جس کا نتیجه یہه ھوا کہ دکھن کی تامل وغیرہ زبانوں میں سنسکرت کے کتنے ھی لفظ شامل ھو گئے ـ جینیوں نے وھاں مدرسے بھی کھولے ' آج بھی وھاں بچوں کو حروف تہجی سکھاتے وقت پہلا کلمه " اوم نمه سدھم " پڑھایا جاتا ھے جو جینیوں کا طریقه سلام ھے ـ دکھن میں کئی راجاؤں نے جین دھرم کے ساتھه رفاقت کی ـ تامل میں

(۱) ھسٹری آف میڈیول انڈیا مصنفه سي وی وید ـ ج ۳ ' ص ۴۰۵ و ۴۰۶ ـ

پانڈیہ اور چول راجاؤں نے جین گروؤں کو دان دئے اور ان کے لئے مدورا کے پاس متھہ اور مندر بنوائے - رفتہ رفتہ جینیوں میں بھی مورتی پوجا کا زور بڑھا اور تیرتھنکروں کی مورتیں بننے لگیں - زمانہ زیر بحث میں اس دھرم کا انحطاط شروع ہو گیا تھا مگر شیومت کے مبلغوں نے دکھن میں بھی جین دھرم کو آرام نہ لینے دیا - چول راجاؤں نے جو بعد کو شیو کے پیرو ہو گئے تھے جین دھرم کو وہاں سے نکالنے کے لئے بہت زور مارا - مدورا کے جین مندر میں ایک راجہ نے بہت سے شیو سادھوؤں کی مورتیں رکھوا دیں - کرناتک میں پہلے چالوکیوں نے جین دھرم کی دستگیری کی تھی مگر زمانہ ما بعد میں ان راجاؤں کے ورثاء نے شیو دھرم قبول کرکے جین دھرم کو زک پہنچانے کی پر زور کوشش کی (سنہ ۱۰۰۰ - ۱۲۰۰ ع) - جین مورتیں اُٹھاکر پورانک دیوتاؤں کی مورتیں رکھوا دی گئیں - تنگ بھدرا سے پرے کے کرناتک دیس میں گنگ خاندان کے راجہ جین تھے - گیارھویں صدی کے آغاز میں چول راجاؤں نے گنگ خاندان کے راجہ کو شکست دی - رفتہ رفتہ ہوئسل راجاؤں نے گنگ راج پر قبضہ کرلیا - ہوئسل کے راجے بھی پہلے جین تھے مگر رامانج نے ویشنومت کا پرچار کرکے انھیں ویشنو بنا لیا - اس طرح تمام دکھن میں جین دھرم کس مپرسی کی حالت میں آگیا - رہی سہی کسر اُڑیسہ میں پوری ہو گئی جہاں شیومت کا خوب زور ہو رہا تھا، وہاں کے راجاؤں نے تو جینیوں پر مظالم بھی کئے جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں -

جس زمانه میں دکهن میں جین دهرم کی هوا بگڑی هوئی تهی مغربی اضلاع میں وه سرسبز هو رها تها - راجپوتانه مالوه گجرات میں اس کی بہت ترقی هوئی، حالانکه ان مملکتوں کے راجه بهی شیو تهے - جین آچاریه هیمچندر هی اس عروج کا باعث کہا جا سکتا هے - هیمچندر گجرات میں ایک سویتامبر ویش کے گهر سنه ۱۰۸۴ ع میں پیدا هوا تها - فارغ التحصیل هونے کے بعد وه انہلواڑے کے جین دارالعلوم کا آچاریه هوا - وه سنسکرت اور پراکرت کا جید عالم تها - سنسکرت اور پراکرت کی کتابیں اس کی یادگار هیں - گجرات کے راجه جے سنگهه اور کمارپال پر اس کا بہت زیاده اثر تها - کمارپال نے جین دهرم قبول کیا اور گجرات کاتهیاوار کچهه راجپوتانه وغیره اضلاع میں اس کی خوب اشاعت کی - (۱)

ان صوبوں کو چهوڑ کر هندوستان میں اور کہیں جین دهرم نے قدم نہیں جمائے، پیچهے سے کہیں کہیں مارواڑی تاجروں نے جین دهرم قبول کر لیا هے اور جین مندر بنوائیں هیں مگر جینیوں کی تعداد اب بہت کم رہ گئی هے -

برهمن دهرم

هندوستان میں زمانه قدیم سے ویدک دهرم رائج تها - ایشور کی پرستش یگیه کرنا اور چار برنوں کی تقسیم وغیره اس کے خاص رکن تهے - یگیه میں جانوروں کی قربانیاں بهی هوتی

(۱) ماخوذ از هستری آف میڈیول انڈیا مصنفه سی وی وید ج ۳، ص ۴۱۱ -

(۲) شیش ناگ پر سوتے ہوئے وشنو (نارائن)

[تریویندرم]

صفحہ ۱۷

تھیں - ایشور کی پرستش اس کے مختلف ناموں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں ھوتی تھی - تقریباً ھندوستان بھر میں یہی مذھب پھیلا ھوا تھا - بودھہ دھرم کے عروج کے زمانہ میں اس کا زور کچھہ کم ھو گیا تھا - جین دھرم نے بھی اسے زک پہونچائی مگر ان دونوں دھرموں کے زمانہ عروج میں بھی ھندو دھرم معدوم نہ ھوا تھا چاھے کمزور ھو گیا ھو - جوں ھی بودھہ دھرم کا اقتدار کچھہ کم ھوا ، ھندو دھرم نے بڑی سریع رفتار سے ترقی کرنی شروع کی اور تھوڑے ھی دنوں میں ان دونوں دھرموں پر غالب آ گیا - پرانے پودھے میں کونپلیں نکلنے لگیں -

برانمن دھرم میں مورتی پوجا کا رواج

بودھہ دھرم سے ھندو دھرم کے معتقدوں نے بہت سی باتیں سیکھیں - مورتی پوجا کب سے شروع ھوئی یہہ نہیں کہا جا سکتا ، مگر سب سے پرانی شہادت جو اس مسئلہ کے متعلق دستیاب ھوئی ھے وہ یہہ ھے کہ سنہ ۲۰۰ قبل مسیح میں نگری کے کتبہ میں سن کرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر کیا گیا ھے - یہہ مورتی پوجا کی سب سے پرانی اور مستند شہادت ھے - اس سے ثابت ھے کہ یہہ رواج اس سے بہت قبل پڑ چکا تھا - ھندو دھرم کی جوں جوں ترقی ھونے لگی اس میں جدا جدا آچاریوں نے مذھبی فرقے بھی بنانے شروع کئے - سب سے پہلے ھم ویشنو فرقے کا کچھہ ذکر کرتے ھیں -

ویشنو فرقے کا آغاز

بھگود گیتا نے ورات روپ کے تذکرہ کو پیش نظر رکھه کر جادووں نے باسو دیو کی بھکتی کی اشاعت کے لئے ان کی پرستش جاری کی - جو بھاگوت یا ساتیہ‌وت فرقے کے نام سے مشہور ھوئی - اس وقت لوگوں میں بڑے یگیوں اور مذھبی مراسم کی کثرت سے نفرت پیدا ھو گئی تھی - اس لئے انہوں نے اس بھکتی کے سلسلہ کو بہت پسند کیا - بھکتی مارگ کے جاری ھو جانے کے بعد کچھه زمانہ کے بعد وشنو کی مورتیں بھی بننے لگیں - اس کی تحقیق اب تک نہیں ھو سکی لیکن نگری کے اس کتبہ میں جس کا اوپر ذکر کیا گیا ھے شنکرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر ھے - اس سے پہلے کسی مورتی کا تذکرہ کتبوں میں نہیں ملتا - تاهم عیسوی سنہ کے قبل چوتھی صدی میں میگستھنیز نے متھرا کے شورسینی جادووں کے متعلق لکھا ھے کہ وہ ھیرکلیس (ھری کرشن یا باسو دیو) کی پوجا کرتے تھے - پانینی نے بھی اپنے سوتروں میں باسو دیو کے نام کا تذکرہ کیا ھے اور اس پر شرح لکھتے ھوے پتنجلی نے باسو دیو کو معبود کہا ھے - قیاس ھوتا ھے کہ پانینی کے زمانہ میں (سنہ ۷۰۰ ق - م) بھی باسو دیو کی پوجا جاری ھو چکی تھی - اس لئے بھاگوت فرقہ یا مورتی پوجا اس سے بھی قدیم ھوگی - (۱)

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر ریلیجس سسٹمس - ص ۸ - ۱۰ -

ویشنو دھرم کے اصول اور اس کی اشاعت

پہلے تو اس فرقے نے ویدک دھرم کی قربانیوں کو قائم رکھا لیکن ما بعد بودھہ دھرم کے زیر اثر اس نے بھی اھنسا دھرم کو فائق مانا - اس فرقے کی خاص مذہبی کتاب "پنچ راتر سنھتا" ہے - یہہ لوگ پنچ گانہ مراسم پرستش کے پیرو تھے - مندروں میں جانا، پوجا کے لوازم جمع کرنا - پوجا، منتروں کا پڑھنا، اور یوگ سے ایشور کا درشن ہونا مانتے تھے - پھر ویشنووں نے وشنو کے چوبیس اوتاروں کی صورت قائم کی یعنی برھما، نارد، نر ناراین، کپل، دتاتریہ، یگیہ، ریشبھہ دیو، پرتھو، متسیہ، کورم، دھنونتری موھنی، نرسنگھہ، وامن، پرشورام، وید ویاس، رام، بلرام، کرشن، بدھہ، کلکی، ھنس اور ھے گریو - ان میں سے دس اوتار متسیہ، کورم، براہ، نرسنگھہ، وامن، پرشورام، رام، کرشن، بدھہ اور کلکی، فائق تسلیم کئے گئے - بدھہ اور ریشبھہ کو ھندو اوتاروں میں شامل کرنے سے ظاھر ھے کہ بودھہ اور جین دھرم کا اثر ھندو دھرم پر پڑ گیا تھا - اور اس لئے ان کے بانیوں کو وشنو کے اوتاروں کے پہلو بہ پہلو جگہ دی گئی - ممکن ھے کہ چوبیس اوتاروں کی یہہ تخلیق بھی بودھوں کے چوبیس بدھہ اور جینیوں کے چوبیس تیرتھنکروں کی تقلید میں کی گئی ہو - وشنو کے مندر سنہ ۲۰۰ ق - م سے لیکر زمانہ زیر تنقید تک ھی نہیں، اب تک برابر بن رھے ھیں - کتبوں، تانبے کی منقوش تختیوں اور قدیم کتب میں وشنو پوجا کا ذکر ملتا ھے - دکھن میں بھاگوت فرقے کا آغاز نویں صدی کے قریب ہوا

اور ادھر کے آل‌وار راجے کرشن کے بھکت تھے - یہہ امر باعث حیرت ھے کہ باوجودیکہ رام وشنو کے اوتار تھے ' پھر بھی دسویں صدي تک ان کے مندروں یا مورتوں کا کہیں پتہ نہیں چلتا اور کرشن کی طرح رام کی بھکتی قدیم زمانہ میں رھی ھو ' یہہ امر حقیقت سے بعید ھے - زمانہ ما بعد میں رام کي پوجا ھونے لگی اور رام نومی وغیرہ تہوار منائے جانے لگے - (۱)

رامانج آچاریہ کا فرقہ وشنادویت

شنکراچارج کے ادویت‌واد کی تعلیم سے بھکتی مارگ کو گہرا صدمہ پہونچا - جب آتما اور برھم ایک ھی ھوں تو بھکتی کی ضرورت ھی کہاں باقی رھی ؟ اس لئے رامانج نے بھکتی مارگ کي تقویت کے لئے ادویت واد پر اعتراضات کرنا شروع کئے - رامانج سنہ ۱۰۱۶ع میں پیدا ھوئے تھے - اس زمانہ کے چول راجہ نے جو شیو تھا رامانج کو ویشنو دھرم کا ایسا پرجوش حامی دیکھہ کر درپئے آزار ھوا ' اس لئے رامانج وھاں سے بھاگ کر دوار سمدر کے جادووں کے پاس پہونچا اور وھاں اپنا کام شروع کیا ' پھر میسور کے راجہ وشنو وردھن کو ویشنو بناکر وہ دکھن میں اپنے دھرم کی تعلیم دینے لگا - اس نے لوگوں کو سمجھایا کہ بھکتي مارگ کے لئے

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر ریلیجس سسٹمس - ص ۳۹ - ۴۷ -

گیان یوگ اور کرم یوگ دونوں کی ضرورت هے - یگیه ، برت ، تیرتهه جاترا ، دان وغیرہ سے نفس کی تہذیب هوتی هے - گیان یوگ بهکتی کی طرف لے جاتا هے اور بهکتی سے ایشور کے درشن هوتے هیں - جیواتما اور جگت دونوں برهم سے جدا هونے پر بهی فی‌الواقع جدا نہیں هیں - اصولاً دونوں ایک هي هیں ، هاں عملاً ایک دوسرے سے جدا اور خاص اوصاف سے متصف هیں - اس دهرم کے فلسفیانه اصولوں کی تنقید فلسفه کے ضمن میں کیا جائے گا - رامانج کے اس دهرم کا پرچار دکهن میں زیادہ اور شمال میں کم هوا (۱) -

مدهواچاریه اور ان کا فرقه

گیارهویں صدی اور اس کے بعد کے ویشنو آچاریوں کا خاص مقصد ادویت‌واد کو دور کرکے بهکتی مارگ کو تقویت دینا تها - اگرچه رامانج نے وششٹادویت واد چلاکر شنکر کے ادویت کو مٹا دینے کی کوشش کی پر کامیاب نه هوئے - وششٹادویت واد کی دلیلوں سے یهه حقیقت واضح نه هو سکی که عابد و معبود ایک دوسرے سے جدا هیں - اس لئے مدهواچاریه کو اس سے تشفی نه هوئی - اس نے پرم آتما ، آتما ، اور پرکرتی ، تینوں کو جدا مان کر اپنے نام سے مدهو فرقه چلایا - اس کے فلسفیانه اصولوں کا تذکرہ آگے چل کر فلسفه کے ذیل میں آئے گا - مدهواچاریه کی پیدائش

---

(۱) سر رام‌کرشن گوپال بهانڈارکر کي تصنیف ریشنوزم شیوزم اینڈ ادر مانئر رلیجس سسٹمس - ص ۵۱ - ۵۷ -

سنہ ۱۱۹۷ع میں ہوئی - اس نے بھی ویدانت درشن اور اُپنشدوں کی تفسیر اپنے مقصد کے اعتبار سے کی - کسی مستند کتاب کا سہارا لئے بغیر کامیابی مشکل تھی ' اس لئے اس نے راماین کے ہیرو رام اور سیتا کی پرستش پر زور دیا اور اپنے شاگرد نرہری تیرتھہ کو جگن ناتھہ پری میں رام اور سیتا کی مورتیں لانے کو بھیجا - نرہر تیرتھہ کے علاوہ اس کے تین خاص شاگرد اور تھے : پدم نابھہ تیرتھہ ' مادھوتیرتھہ ' اور اکشوبھیہ تیرتھہ - مدھو فرقے کے پیرو ویراگ ' ضبط ' توکل (اپنے کو ایشور کے قدموں پر نثار کردینا) ' خدمت مرشد ' مرشد سے تلقین ' پرماتما سے بھکتی ' بزرگوں سے عقیدت ' کمزوروں پر رحم ' یگیہ ' سنسکار ' ہر ایک کام کو ایشور سے منسوب کرنے اور پوجا وغیرہ کے ذریعہ نجات کے قائل ہیں - یہہ لوگ پیشانی پر دو سفید لکیریں ڈال کر بیچ میں ایک سیاہ خط کھینچتے ہیں اور وسط میں سرخ نقطہ لگاتے ہیں - ان کے کپڑوں پر اکثر شنکھہ ' چکر ' گدا ' وغیرہ کے نشانات بنے ہوتے ہیں - اس فرقے کی تعداد دکھنی کرناٹک میں زیادہ ہے - مدھواچاریہ کے بعد بھی ویشنووں میں بلبھہ وغیرہ فرقے قائم ہوئے ' پر وہ زمانہ زیر بحث سے بعد کے ہیں -

وشنو کی مورتیں

وشنو کی مورتی پہلے چار ہاتھوں والی ہوتی تھی یا دو ہاتھوں والی یہہ تحقیق نہیں کہا جا سکتا کیونکہ پانچویں

(۳) وشنو کی چودہ ہاتھہ والی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۲۲

(۴) وشنو جي اي ٽري مورتي

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمير]

(ڈ) شیو جی کی تری مورتي

[گہارا پوری]

صفحہ ۲۳

صدی سے قبل کی کوئی وشنو کی مورتي موجود نہیں ھے - بدھہ اور سورج کی سب مورتیں دو ھاتھوں والی ھیں - اور کڈفسس کے ان سکوں پر جو پہلی صدی عیسوی کے ھیں ترسول‌دھاری شیو کی مورتی بنی ھوئی ھے - وہ بھی دو ھاتھوں والي ھی ھے - جیسے ھندووں نے بدھہ کی مورتی کو چتربھج (چار ھاتھوں والي) بنا دیا اسی طرح ممکن ھے وشنو اور شیو کی مورتوں کو بھي پیچھے سے چتربھج بنا دیا ھو - وشنو کی مورتوں میں نوعیت اور جدت پیدا کرنے کے لئے ۱۴ اور ۲۴ ھاتھوں والی مورتیں بھی بنائی گئیں اور ان ھاتھوں میں مختلف اسلحے بھی دے دئے گئے ایسی کچھہ مورتیں دستیاب ھوئی ھیں - وشنو کی تین منہہ والی مورتیں بھی ملی ھیں جن میں یا تو مکٹ کے ساتھہ وشنو کے تین منھہ بنائے گئے ھیں یا بیچ میں وشنو کا تاجدار سر ھے اور دونوں طرف براہ اور نرسنگھہ کی مورتیں بنی ھوئی ھیں - شاید یہہ مورتیں شیو کے تثلیث کی نقل ھوں -

شیو فرقہ

وشنو کی طرح شیو کی پوجا بھی شروع ھوئی اور ان کے معتقد شیو ھی کو خالق و رازق و مالک ماننے لگے - اس فرقہ کی کتابیں "آگم" کے نام سے مشہور ھوئیں - اس فرقہ کے لوگ شیو کی مختلف الشکل مورتیں بنانے اور پوجنے لگے - عموماً تو یہہ ایک چھوتے سے گول ستون کی صورت

کی هوتی تھی ' یا اوپر کا حصہ گول بناکر چاروں طرف
چار منهہ بنا دئے جاتے تھے - اوپر کے گول حصے سے برهمانڈ
(کائنات) اور چاروں مونهوں میں سے پورب والے سے سورج '
پچھم والے سے وشنو ' اُتر والے سے برهما اور دکھن والے سے رودر
مراد هوتے تھے - کچھہ مورتیں ایسی بھی ملی هیں جن کے
چاروں طرف منهہ نہیں ' اِن چاروں دیوتاؤں کی مورتیں هی
بنی هوئی هیں - ان مورتوں کو دیکھنے سے یہہ قیاس
هوتا هے کہ ان کے بنانےوالوں کا منشا یہہ تھا کہ کونین
کا خالق شیو هے اور چاروں طرف کے دیوتا اسی کے صفات
کی مختلف صورتیں هیں - شیو کی عظیمالجثہ بڑی مورتی
(تثلیث) بھی کہیں کہیں پائی گئی هے - اس کے چھہ هاتھہ '
تین منهہ اور بڑی بڑی جٹاؤں سے مزین تین سر هوتے هیں -
ایک منهہ روتا هوا هوتا هے جو شیو کے رودر کہلانے کی دلیل
هے - اس کے وسط کے دو هاتھوں میں ایک میں بجورا ' اور دوسرے
میں مالا ' داهنی طرف کے دو هاتھوں میں سے ایک میں
سانپ اور دوسرے میں پیالہ ' بائیں طرف کے دو هاتھوں
میں سے ایک میں پتلی سی چھڑی اور دوسرے میں ڈھال
یا آئینہ کی شکل کی کوئی گول چیز هوتی هے - تثلیث
چبوترے کے اوپر دیوار سے ملی هوتی هے اور اس میں صرف
جسم کا بالائی حصہ هوتا هے - اس کے مقابل زمین پر اکثر
شیو لنگ هوتا هے - ایسی بڑی مورتیاں بمبئی سے چھہ میل دور
ایلیفنٹا ' چتوڑ کے قلعے ' سروهی راج وغیرہ کئی مقامات میں
دیکھنے میں آئی هیں جن میں سب سے پرانی ایلیفنٹا

(٢) لکولیش (لکوٹیش) کي مورت
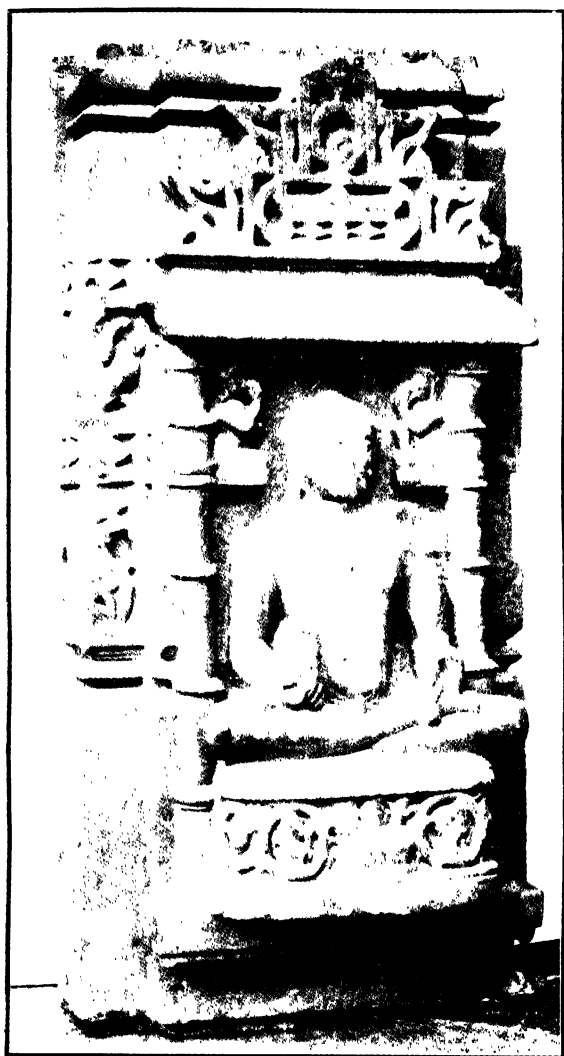
[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر] صفحہ ۲۵

والی ہے - شیو کے رقص کرنے کی مورتیں بھی دھات یا پتھر کی کئی جگہ ملی ہیں -

شیو فرقہ کی مختلف شاخیں اور ان کے اصول

شیو فرقہ عام طور سے پاشوپت فرقہ کہلاتا تھا بعد ازاں اس میں لکولیش فرقہ کا اضافہ ہوا ' جس کے آغاز کے متعلق سنہ ۹۷۱ ع کے ایک کتبے میں یہہ روایت لکھی ہے کہ پہلے بھڑوچ میں وشنو نے بھریگو منی کو شاپ دیا ' بھریگو منی نے شیو کی پرستش کرکے انہیں خوش کیا - شیو ہاتھہ میں ایک ڈنڈا لئے ہوئے نمودار ہوئے - لکٹ ڈنڈے کو کہتے ہیں ' اسی لئے وہ لکوٹیش (لکولیش یا نکولیش) کہلایا اور جس جگہ وہ اوتار ہوا وہ کایا وتار (ریاست برودا میں کاروان) کہلایا اور وہ مقام لکوٹیش فرقہ کا متبرک مقام سمجھا گیا - لکولیش کی کئی مورتیں راجپوتانہ ' گجرات ' کاٹھیاواڑ ' دکھن (میسور تک) بنگال اور اڑیسہ میں پائی جاتی ہیں ' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ فرقہ سارے بھارت میں پھیل چکا تھا - اس مورتی کے سر پر اکثر جین مورتیوں کی طرح لمبے بال ہوتے ہیں ' ہاتھہ دو ہوتے ہیں ' دائیں ہاتھہ میں بیجورا اور بائیں ہاتھہ میں ڈنڈا ہوتا ہے - اس کی نشست پدماسن ہوتی ہے -

لکولیش کے چاروں شاگردوں کوشک ' گرگ ' مترا اور کورش کے نام لنگ‌پران میں ملتے ہیں (۲۴ - ۱۳۱) جن کے نام سے شیوؤں کے چار ضمنی فرقے نکلے - آج لکولیش فرقہ کے پیرووں کا کہیں نشان بھی نہیں ' یہاں تک کہ لوگ

لکولیش کے نام سے بھی مانوس نہیں - شیو فرقہ کے لوگ
مہادیو کو عالم کا خالق ' رزاق اور ہلاک کرنے والا سمجھتے ہیں -
یوگ ابھیاس اور راکھہ ملنے کو وہ لوگ ضروری سمجھتے
ہیں اور موکش (نجات) کے قائل ہیں - اس فرقہ کی
پرستش کے چھہ ارکان ہیں: ہنسنا ' گانا ' ناچنا ' بیل کی طرح
باں باں کرنا ' زمین‌دوز ہوکر نمسکار کرنا اور جپ کرنا -
اسی طرح کی اور بھی کتنی ہی رسمیں یہہ لوگ ادا
کرتے ہیں - شیو فرقہ‌والوں کا عقیدہ ہے کہ ہر ایک شخص
اپنے کرموں کے مطابق پھل بھوگتا ہے - جیو قدیم ہے ' جب
وہ مایا کے پھندے سے چھوٹ جاتا ہے تو وہ بھی شیو ہو
جاتا ہے پر مہاشیو کی طرح مختار کل نہیں ہوتا - یہہ
لوگ جپ اور یوگ سادھن وغیرہ کو بہت اہم سمجھتے ہیں -
شیووں کے دو دیگر فرقوں کے نام کاپالک اور کالامکھہ ہیں -
یہہ لوگ شیو کے بھیرو اور ردر روپ کی پوجا کرتے ہیں -
ان میں کوئی خاص فرق نہیں ہے - ان کے چھہ نشانات
ہیں - مالا ' زیور ' کنڈل ' رتن ' راکھہ اور جنیو - ان کا عقیدہ
ہے کہ ان سادھوؤں کے ذریعہ انسان موکش حاصل کرتا ہے -
اس فرقے کے لوگ آدمی کی کھوپڑی میں کھاتے ہیں -
شمشان کی راکھہ جسم پر ملتے اور اُسے کھاتے بھی ہیں '
ایک ڈنڈا اور شراب کا پیالہ اپنے پاس رکھتے ہیں - ان باتوں
کو وہ لوگ دنیا اور عقبیٰ ' دونوں ہی مقاصد پورے کرنے کا
ذریعہ سمجھتے ہیں - شنکر دگ‌بجے میں مادھو نے ایک
کاپالک سے ملنے کا ذکر کیا ہے - بان نے ہرش‌چرت میں

بھی ایک خوفناک کاپالک سادھو کا حال لکھا ہے - بھوبھوتی نے اپنے ناٹک مالتی مادھو میں ایک کپال کنڈلا نامی عورت کا ذکر کیا ہے جو کھوپڑیوں کی مالا پہنے ہوے تھی - ان دونوں فرقوں کے سادھوؤں کی زندگی نہایت خوفناک اور قابل نفرت ہوتی تھی - اس فرقہ میں صرف سادھو ہی ہوتے تھے عوام نہیں - اب تو ایسے سادھو بھی شاذ ہی پائے جاتے ہوں -

کشمیر میں بھی شیو دھرم کا پرچار تھا ، مگر اپنے خالص صورت میں وسو گپت نے اس فرقہ کی خاص کتاب اسپند شاستر لکھا جس کی تفسیر اس کے تلمیذ کلٹ نے کی - کلٹ اونتی ورما (سنہ ۸۵۴ ع) کا معاصر تھا - اس تفسیر کا نام "اسپندر کارکا" ہے - ان کا خاص عقیدہ یہہ تھا کہ پرماتما انسانوں کے کرم پھل کا محتاج نہیں ، بلکہ اپنی مرضی سے بغیر مادے کی مدد کے دنیا کو پیدا کرتا ہے -

کشمیر میں سومانند نے دسویں صدی میں شیو فرقے کی ایک جدید شاخ قائم کی - اس نے "شیو درشٹی" نام کی ایک کتاب بھی لکھی - مگر اس میں اور اصل شیو دھرم میں زیادہ فرق نہیں ہے -

جس زمانہ میں ویشنو دھرم اہنسا کی تلقین کرتا ہوا اپنی نئی صورت میں آندھر اور تامل میں اور شیو فرقے کی مخالفت میں مشرقی اضلاع میں پھیل رہا تھا ، اُسی زمانہ میں کرناٹک میں ایک نئے شیو فرقے کا ظہور ہوا - کناڑی بھاشا کے "بسو پران" سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلچوری راجہ

بجل کے زمانہ میں (عیسوی بارھویں صدی) بسو نام
کے برھمن نے جین دھرم کو مٹانے کے ارادہ سے "لنگایت"
مت چلایا - اس کے اوصاف دیکھہ کر بجل نے اُسے اپنا مشیر
بنا لیا - اور جنگموں (لنگایت فرقے کے دھرم اُپدیشکوں) پر
زر کثیر خرچ کرنے لگا - ڈاکٹر فلیٹ کی رائے ہے کہ اس فرقہ
کا بانی ایکانت نام کا کوئی شخص تھا - بسو تو صرف اس کا
اُپدیشک تھا - یہہ لوگ جینیوں کے دشمن تھے اور ان کی
مورتیں پھکوا دیتے تھے - اس فرقہ میں بھی اهنسا کو فوقیت
کا درجہ دیا گیا تھا - اس میں هندو معاشرت کے خاص رکن
تفریق برن کو شامل نہیں کیا گیا تھا اور نہ سنیاس یا تپ
کو هی فضیلت دی گئی تھی - بسو کا قول تھا کہ هر فرد
کو چاهے وہ سادھو هی کیوں نہو' اپنی محنت سے کسب
معاش کرنا چاهئے - بھیک مانگنا اس نے معیوب قرار دیا -
اخلاق و اطوار پر بھی اس نے بودھوں یا جینیوں سے کم
توجہ نہیں کی - بھکتی اس فرقہ کی نمایاں بات تھی -
لنگ کی علامت اس فرقہ کا خاص نشان ہے - اس فرقہ کے
لوگ اپنے گلے میں شیو لنگ لٹکائے رهتے هیں' جو چاندی
کی ڈبیا میں رهتا هے کیونکہ ان کا عقیدہ هے کہ شیو نے
اپنی روح کو لنگ اور جسم دو حصوں میں تقسیم کر دیا
تھا - وششٹادویت سے یہہ فرقہ کچھہ کچھہ ملتا ہے - مگر
ویدک مت سے اکثر امور میں مختلف ہے - جنیو سنسکار کی
جگہ وهاں دیکشاسنسکار هوتا ہے - گایتری منتر کی جگہ وہ

لوگ "اوم نمہ شیوایہ" کہتے اور جنیو کی جگہ گلے میں شیو لنگ لٹکاتے ہیں - (۱)

دکھن میں شیو فرقہ کی پرچار

تامل صوبہ میں سیو فرقہ نے بہت زور پکڑا - یہ لوگ جینیوں اور بودھوں کے دشمن تھے - ان کی مذہبی تصانیف کے گیارہ مجموعے ہیں جو مختلف اوقات پر لکھی گئیں - سب سے معزز مصنف "تیرونان سمبندھہ" تھا جس کی مورتی تامل دیس میں شیو کے مندروں میں پوجا کے لئے رکھی جاتی ہے - تامل شعرا اور فلسفی اسی کے نام سے اپنی تصانیف کا آغاز کرتے ہیں - کانجی پور کے شیو مندر کے کتبہ سے چھٹھی صدی میں شیو دھرم کے دکھن میں رائج ہونے کا پتہ چلتا ہے - پلو خاندان کے راجہ راج سنگھہ نے جو غالباً سنہ ۵۵۰ ع میں ہوا راج سنگھیشور کا مندر بنوایا - یہہ مسلم ہے کہ ان کے فلسفیانہ اصول اونچے درجہ کے تھے کیونکہ اس کتبہ میں راج سنگھہ کے شیو دھرم کے اصولوں میں ماہر ہونے کا ذکر کیا گیا ہے ' لیکن وہ اصول کیا تھے یہہ اب تک معلوم نہیں ہو سکا -

برهما کی مورتی

برہما دنیا کا خالق ' یگیوں کا بانی اور وشنو کا اوتار مانا جاتا ہے - برہما کی مورتی چار مونہوں والی ہوتی ہے - مگر

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف "ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس" - ص ۱۱۵ - ۱۲۲ -

جو مورتی دیوار سے ملی هوتی هے اس کے تین هي منهه
رهتے هیں اور جس مورتی کے چاروں طرف طواف کیا جاتا
هے اس کے چاروں مونهه دکھائے جاتے هیں - ایسي چومکھی
مورتیں بہت کم هیں - برهما کے کئی مندر اب تک قائم هیں
جن میں پوجا بھی هوتی هے - برهما کے ایک هاتهه میں "سروو"
هوتا هے جو یگیه کرانے کی علامت هے - شیو اور پاربتی کے
مشترک مورتیوں میں جو کئی جگه ملی هیں برهما پروهت
بتایا گیا هے - تعجب کی بات یهه هے که جیسے شیو اور
وشنو کے فرقے ملتے هیں ' ویسے برهما کے پیرووں کے فرقے نہیں
ملتے - مورتي کے تخیل میں برهما ' وشنو اور شیو تینوں
ایک هی پرماتما کی مختلف صورتیں مانی گئی هیں -
برهما کی کئی مورتیں ایسی ملی هیں جن کے ایک کنارے
وشنو اور دوسرے پر شیو کی چھوٹی چھوٹی مورتیں هیں -
اسی طرح وشنو کی مورتیوں پر شیو اور برهما کی مورتیں
اور شیو کي مورتیوں پر وشنو اور برهما کي مورتیں هوتی
هیں - اس سے یهه معلوم هوتا هے که یهه تینوں دیوتا ایک
هی پرماتما کی مختلف صورتیں هیں - بھکتوں نے اپنی عقیدت
کے اعتبار سے الگ الگ فرقے قائم کر دئے - بعد کو ان تینوں
دیوتاؤں کی متماثل مورتیں بھی بننے لگیں - شیو اور پاربتی
کی مخصوص مورتوں میں تو آدھا جسم شیو کا هے اور آدھا
پاربتی کا - ایسی هی تینوں کی مجموعی مورتیں بھی ملتی
هیں - شیو اور وشنو کي مشترک مورتی کو هر هر اور

(۷) برھما وشنو اور شیو کی مورتی

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

(۸) لکشمی نارایں کی مورت (گروڑ پر سوار)

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۱

(۹) اردھ ھه ناريشور کي مورت

[مدورا]

صفحه ۳۱

تینوں کی مشترک مورتی کو دھری هر پتامه کهتے هیں -

تینوں دیوتاؤں کی پوجا

برهما ، وشنو اور مهیش هی تین خاص دیوتا مانے جاتے تھے - اٹھارهوں پران انهیں تینوں دیوتاؤں سے متعلق هیں - وشنو ، نارد ، بھاگوت ، گرڑ ، پدم اور براه پران وشنو سے - متسیه ، کورم ، لنگ ، بایو ، اسکند اور اگنی پران شیو سے - اور برهمانڈ ، برهم ویورت ، مارکنڈیه ، بھوشیه ، وامن اور برهم پران برهم سے تعلق رکھتے هیں -

شکتی پوجا

پرماتما کے صرف مختلف ناموں هی کو دیوتا مان کر ان کی علحدہ علحدہ پرستش نهیں شروع هوئی - بلکه ایشور کی مختلف شکتیوں اور دیوتاؤں کی بیویوں کی ایجاد کی گئی اور ان کی بھی پوجا هونے لگی - قدیم ادبیات کے مطالعه سے ایسی کتنی هی دیویوں کے نام ملتے هیں - براهمی ، ماهیشوری ، کوماری ، ویشنوی ، باراهی ، نار سنگھی ، اور ایندری ، ان سات شکتیوں کو ماترکا کهتے هیں - کچھه خوفناک اور غضبناک شکتیوں کی بھی ایجاد کی گئی - ان میں سے کچھه کے نام یهه هیں : کالی ، کرالی ، کاپالی ، چامنڈا اور چنڈی - ان کا تعلق کاپالکوں اور کالامکھوں سے هے - کچھه ایسی شکتیوں کی بھی ایجاد هوئی جو نفس پروری کی طرف لے جانےوالی هیں - اس قسم کی دیویوں کے نام یهه هیں :

آنند بھیروی ' تری پور سندري ' اور للتا وغیرہ - ان کے معتقدوں کے خیال کے مطابق شیو اور تری‌پورسندري کی مقاربت سے دنیا کا وجود ھوا - ناگری رسم‌الخط کے پہلے حرف अ سے شیو اور آخری حرف ह سے تری‌پورسندری مراد ھیں - اس طرح دونوں حرفوں کی ترکیب अहं خط نفس کا اشارہ کرتی ھے - (۱)

کول مت

بھیروی چکر کے پیرووں کو شاکت کہتے ھیں - شاکتوں کی پرستش کا طریقہ نرالا ھے - اس میں عورت کے پوشیدہ عضو کي تصویر کی پوجا ھوتی ھے - شاکتوں کے دو فرقے ھیں ' کولک اور سمئن - کولکوں کی بھی دو قسمیں ھیں - پرانے کولک تو عورت کے عضو باطن کی تصویر کی اور نئے کولک اصلی عضو باطن کي پرستش کرتے ھیں - پوجا کے وقت یہہ لوگ گوشت ' مچھلی ' شراب ' وغیرہ بھی کھاتے پیتے ھیں - سمئن فرقہ والے ان مکروھات سے اجتناب کرتے ھیں - کچھہ برھمن بھی کولکوں کے اصول کو تسلیم کرتے تھے - اس بھیروی چکر کے موقع پر ذات پات کی تفریق نہیں مانی جاتي - نویں صدی کے اواخر میں راج‌شیکھر نام کے شاعر نے اپنی کرپور منجری نام کی تصنیف میں بھیروانند کے منھہ سے کول مت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرایا ھے :-

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۱۴۲ - ۱۴۶ -

(۱۰) برهماني (ماتریکا) کی مورت

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمیر]

صفحه ۳۲

(ترجمہ) - ہم منتر تنتر وغیرہ کچھہ بھی نہیں جانتے - نہ گرو کرپا سے ہمیں کوئي گیان حاصل ہے - ہم لوگ شراب خوری اور زنا کرتے ہیں اور اسی پرستش کے وسیلہ سے نجات حاصل کرتے ہیں -

فاحشہ عورتوں کي تلقین کرکے ہم ان سے شادی کر لیتے ہیں - ہم لوگ شراب پیتے اور گوشت کھاتے ہیں - بھکشا سے ملا ہوا اناج ہی ہماری معاش ہے اور مرگ چھالا ہی ہمارا پلنگ ہے - ایسا کول دھرم کسے پسند نہ آئیگا ؟

گنیش پوجا

ان سب دیویوں کے علاوہ گنیش پوجا ہمارے زمانہ زیربحث سے پہلے ہی شروع ہو چکی تھی - گنیش یا ونایک رودر کے کے جنات کا سرغنہ تھا - یاگیہ‌ولکیہ سمرتی میں گنیش اور اس کی ماں امبکا کی پوجا کا تذکرہ ملتا ہے - مگر نہ تو چوتھي صدی سے پہلے کی گنیش کی کوئی مورتي ملی اور نہ اس زمانہ کے کتبوں میں ہی اس کا کچھہ اشارہ ہے - ایلورا کے غاروں میں اور دیوتاؤں کے ساتھہ گنیش کی مورتی بھی بنی ہوئی ہے - سنہ ۸۶۲ ع کے گھٹیالا کے ستون میں سری گنیش کی چار مورتیں بني ہوئی ہیں - گنیش کے منہہ کی جگہ سونڈ کی ایجاد نہ جانے کب سے ہوئی - ایلورا اور گھٹیالے کي مورتوں میں سونڈ بنی ہوئی ہے - مالتی مادھو ناٹک میں بھی گنیش کی سونڈ کا ذکر ہے -

گنیش کے پیرووں کی بھی کئی شاخیں ہو گئیں - دیگر دیوتاؤں کی طرح آج بھی گنیش کی پوجا ہوتی ھے (۱) - مہاراشٹر میں گنیش یا گنپتی کی پوجا بڑی دھوم دھام سے ہوتی ھے -

اسکند پوجا

اسکند یا کارتکیه کی پوجا بھی زمانه قدیم میں ہوتی تھی - اسکند کو شیو کا بیٹا کہتے هیں - رامائن میں اسے گنگا کا بیٹا کہا گیا ھے - اس کے متعلق اور بھی کئی روایتیں مشہور هیں - اسکند دیوتاؤں کا سپه سالار ھے - پتنجلی نے مہابھاشیه میں شیو اور اسکند کی مورتیوں کا ذکر کیا ھے - کنشک کے سکوں پر اسکند ' مہاسین ' آدی کمار کے نام ملتے هیں - سنه ۴۰۴ ع میں دھرو شرما نے بلسد میں سوامی مہا سین کے مندر میں سائبان بنوائی تھی - هیمادری کے ورت کھنڈ میں اسکند کی پوجا کا حال لکھا ھے - یهه پوجا آج تک جاری ھے -

سورج پوجا

همارے زمانه معینه میں ان دیویوں کی پوجا کے علاوہ سورج پوجا کا بہت رواج تھا - سورج ایشور کا هی روپ مانا جاتا تھا - رگوید میں سورج کی پرستش کا اکثر مقامات پر ذکر ھے - براهمنوں اور گریهیه سوتروں میں اس کا اعادہ کیا گیا

---

(۱) سر رام کرشن کوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۱۴۷ - ۱۵۰ -

(١١) سوریہ کی مورت

صفحہ ٣٥ [راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

ہے - دیوتاؤں میں سورج کا درجہ بہت ممتاز تھا - بہت سے
مراسم میں بھي اس کی پوجا ہوتی تھی - اس کی پوجا
دن کے مختلف اوقات میں، خالق، رازق، اور جابر وغیرہ
حیثیتوں سے کی جاتی تھی - سورج کی مورتیوں کی پوجا
ہندوستان میں کب سے رائج ہوئی یہہ کہنا مشکل ہے -
براہمہر نے لکھا ہے کہ سورج پوجا مگ قوم کے لوگوں نے
رائج کی - سورج کي مورتي دو ہاتھوں والی ہوتی ہے - دونوں
ہاتھوں میں کمل، سر پر تاج، سینہ پر زرہ، اور پیروں میں
گھٹنے سے کچھہ نیچے تک لمبے بوت ہوتے ہیں - ہندوؤں
کی پوجي جانے والی مورتیوں میں صرف سورج ہی کی مورتی
ہے جس کے پیروں میں لمبے بوت ہوتے ہیں - ممکن ہے سورج
کی مورتی اول خطہ سرد ایران سے آئی ہو جہاں بوت کا رواج
تھا - بھوشیہ پران میں لکھا ہے کہ سورج کے پیر کھلے نہ ہونے
چاہئیں - اسی پران میں ایک کتھا ہے کہ راجہ سانب نے
جو کرشن اور جامونتی کا فرزند تھا سورج کي بھکتي سے
ایک بیماری سے صحت پانے کے بعد سورج کی مورتي قائم
کرنی چاہی - مگر برہمنوں نے اس بنا پر اسے منظور نہیں
کیا کہ دیوتاؤں کی پوجا سے جو چیز حاصل ہوتی ہے اس
سے برہم کریا نہیں ہو سکتی - اس لئے راجہ نے ایران کے
جنوبي مشرقی حصہ سے مگ قوم کے برہمنوں کو بلوایا -
یہہ لوگ اپنی پیدائش برہمن کنیا اور سورج سے مانتے تھے
اور سورج کی پوجا کرتے تھے - البیرونی لکھتا ہے "ہندوستان
کے تمام سورج مندروں کے پجاری ایرانی مگ ہوتے ہیں

راجپوتانہ میں ان لوگوں کو سیوک اور بهوجک کہتے هیں - سورج کے هزاروں مندر بنے اور اب تک سیکڑوں قائم هیں - ان میں سب سے بڑا اور شاندار وہ سنگ مرمر کا مندر هے جو سروهی ریاست کے برمان نامی موضع میں موجود هے - یہہ پرانا مندر هے اور اس کے ستونوں پر نویں اور دسویں صدی کی عبارت منقوش هے جس میں ان عطیات کا ذکر هے جو اسے ملے هیں - جیسے شیو مندر میں بیل ' اور وشنو مندر میں گروڑ ان کے باهن (سواری) هوتے هیں ' اُسی طرح سورج مندر میں سورج کے سامنے چوکور کهمبے کے اوپر ایک کیلی پر ایک کمل کی شکل کا پہیہ هوتا هے - یہی سورج کی سواری هے - ایسے چکر آج بهی کئی مندروں میں موجود هیں - سورج کے رتهہ کو سات گهوڑے کهینچتے هیں - اسی لئے سورج کو سپتاشو (سات گهوڑوں کا سوار) کہتے هیں - کئی مورتوں میں سورج کے نیچے سات گهوڑے بهی بنے هوے هیں - ایک سورج مندر کے باهر کی طرف سات گهوڑوں والے سورج کی کچهہ ایسی مورتیں بهی هم نے دیکهی هیں جن کے نیچے کا حصہ بوت پہنے هوئے سورج کا اور اوپر کا برهما ' وشنو اور شیو کا هے - پاٹن (جهالرا پاٹن ریاست) کے پدمناتهہ نامی وشنو مندر کے پیچهے کے طاق میں ایسی ایک مورتی هے جس میں برهما ' وشنو اور شیو تینوں ملے هوے هیں - یہہ ان کے مختلف اسلحوں سے ظاهر هوتا هے - یہہ مندر غالباً دسویں صدی کا بنا هوا هے -

(۱۳) نوکواکب میں سے شکر، سنیچر، راھو، اور کیتو کی مورتیں

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۷

سورج کے موجودہ مندروں میں سب سے پرانا مندسور کا سورج مندر ھے - یہہ سنہ ۴۳۷ ع میں بنا تھا ' جیسا اس کے ایک کتبہ سے ثابت ہوتا ھے - ملتان کے سورج مندر کا ذکر ھیون‌سانگ نے کیا ھے - عرب سیاح البیرونی نے بھی اس مندر کو گیارھویں صدی میں دیکھا تھا - ھرش کے ایک تامب پتر سے ظاھر ھوتا ھے کہ اس کے بزرگ راج وردھن ' آدتیہ وردھن اور پربھاکر وردھن ' سورج کے سچے معتقدوں میں تھے - سورج کے بیٹے ریونت کی بھی گھوڑے پر بیٹھی ھوئی مورتیاں ملتی ھیں - وہ گھوڑوں کا داروغہ دیوتا مانا جاتا ھے - اس کے پیروں میں بھی لمبے بوٹ ھوتے ھیں - (۱)

دوسرے دیوتاؤں کی مورتیں

اسی طرح آتھہ دگپالیں اندر ' اگنی ' یم ' نیرت ' برن ' مرت ' کبیر اور ایش (شیو) کی بھی مورتیں تھیں - یہہ آتھہ سمتوں کے نام ھیں - یہہ مورتیں مندروں میں پوجی جاتی تھیں اور کئی مندروں پر اپنی اپنی سمتوں کی ترتیب سے لگی ھوئی بھی پائی جاتی ھیں - آتھہ دگپالوں کی ایجاد بھی بہت قدیم ھے - پتنجلی نے اپنے مہابھاشیہ میں دھن پتی (کبیر) کے مندر میں مردنگ ' سنکھہ اور بنسی بجنے کا ذکر کیا ھے - (۲)

---

(۱) سر رام کرشن بھانڈارکر کی تصنیف متذکرہ بالا - ص ۱۵۱ - ۱۵۵ -

(۲) پانني سوتر ۲ - ۲ - ۳۴ پر پتنجلي کا بھاشیہ -

هندؤں میں جب مورتوں کی ایجاد کی رو آ گئی تب دیوتاؤں کی مورتیں تو کیا ، گرہ ، نچھتر ، صبح ، دوپہر ، شام ، وغیرہ اوقات مختلفہ ، هتھیاروں ، کلپی وغیرہ یوگوں تک کی مورتیں بنا ڈالی گئیں - زمانہ بعد میں مختلف دیوتاؤں کے پیروں میں جنگ و جدال کا سلسلہ بھی بند هو گیا - رقابت بھی جاتی رهی - تانبے پتر وغیرہ کی شہادتوں سے پایا جاتا هے کہ ایک راجہ سچا پکا ویشنو تھا تو اس کے لڑکے پکے ماهیشوری یا بھگوتی کے پیرو هوتے تھے - آخر میں هندوؤں کے پانچ خاص پوجے جانے والے دیوتا رہ گئے - سورج ، وشنو ، دیوی ، رودر ، اور شیو - ان پانچ دیوتاؤں کی مشترک مورتیں پنچایتن کہلاتی هیں - ایسے پنچایتن مندروں میں بھی ملتے هیں اور گھروں میں بھی ان کی پوجا هوتی هے - جس دیوتا کا مندر هوتا هے اس کی مورتی وسط میں ، باقی چاروں کی مورتی چاروں کونوں پر هوتی هے -

هندو دھرم کے عام ارکان

هندو دھرم کے ان سلسلوں کا ذکر کرنے کے بعد اس کے چند عام ارکان پر بحث کرنی بھی ضروری هے - هندؤں کی مستند مذهبی کتاب وید هے - همارے زمانہ متعینہ میں بھی وید پڑھے جاتے تھے - پر زیادہ رواج نہ تھا - البیرونی لکھتا هے :-

" برهمن لوگ ویدوں کا مطلب سمجھے بغیر بھی منتروں کو حفظ کر لیتے هیں اور بہت

تھوڑے برہمن ان کا مطلب سمجھنے کی
کوشش کرتے ھیں - برہمن لوگ چھتریوں کو
وید پڑھاتے ھیں ' ویشوں اور شودروں کو
نہیں "

ویشوں نے بودھ ہو کر اکثر وید کا مطالعہ کرنا چھوڑ دیا تھا - تب سے ان کا تعلق ویدوں سے ٹوٹ گیا - البیرونی نے لکھا ھے کہ وید لکھے نہیں جاتے تھے ' یاد کئے جاتے تھے - اس رواج سے بہت سا ویدک لٹریچر غارت ھو گیا - (۱) ویدوں کی جگہ پرانوں کا رواج زور پکڑتا گیا اور پورانک رسموں کی پابندی بڑھتی گئی - شرادھ اور ترپن کی رسم عام ھو گئی - یگیوں کا رواج کم ھو گیا تھا اور پورانک دیوتاؤں کی پوجا بڑھ گئی تھی ' جس کا ذکر پیشتر کیا جا چکا ھے - البیرونی نے بھی کئی مندروں کی مورتوں کا ذکر کیا ھے -

مندروں کے ساتھ مٹھوں کی داغ‌بیل بھی ڈالی جا چکی تھی - اس معاملہ میں ھندوؤں نے بودھوں کی نقل کی - سبھی فرقوں کے سادھو ان مٹھوں میں رھتے تھے - کئی کتبوں میں مندروں کے ساتھ مٹھوں ' باغوں اور تحریرگاھوں کا بھی حوالہ ملتا ھے - بہت سے مراسم کا ذکر یاگیہ‌ولکیہ اسمرتی اور اس کی متاکشرا تفسیر میں ملتا ھے - بودھوں کی رتھ‌جاترا کی تقلید بھی ھندوؤں نے کی - ان تغیرات کا

---

(۱) چی وی وید کی ھسٹری آف میڈیویل انڈیا ' جلد ۳ صفحہ ۴۳۴ و ۴۳۵ -

لازمی نتیجہ تھا کہ مذہبی تصانیف میں بھی تغیر ہو - اس دور میں کئی نئی اسمرتیاں بنیں ' جن میں معاصرانہ ریت رسم کا ذکر ہے - پرانوں کا چولا بھی بدلا اور ان میں جینیوں اور بودھوں کی بہت سی باتیں بڑھا دی گئیں - برتوں کا رواج بھی عام ہو گیا - کئی دیوتاؤں کے نام سے خاص خاص برت کئے جاتے تھے - برت اور روزہ داری کا رواج ہندوؤں نے بودھوں اور جینیوں سے لیا - ایکا دشی ' جنم اشٹمی ' دیوشینی ' درگا اشٹمی ' رشی پنچمی ' دیو پربودھنی ' گوری تیجا ' بسنت پنچمی ' اکشے تیجا ' وغیرہ تہواروں پر برت رکھنے کا ذکر البیرونی نے کیا ہے - یہاں یہہ امر غورطلب ہے کہ رام نومی کا ذکر اس نے نہیں کیا - غالباً اس زمانہ میں پنجاب میں رام نومی کا رواج نہ تھا - اسی طرح البیرونی نے کئی مذہبی تہواروں کا بھی ذکر کیا ہے - کئی تہوار تو خاص طور پر عورتوں کے لئے ہوتے تھے -

ہندو سماج کی مذہبی زندگی میں پرائشچتوں (کفارہ) کا بھی درجہ بہت اہم تھا - معمولی معاشرتی اصولوں کو بھی مذہب کی شکل دے کر ان کی پابندی نہ کرنے کی حالت میں پرائشچت کے طریقے نکالے گئے تھے - ہمارے زمانہ متعینہ میں جو اسمرتیاں بنیں ان میں پرائشچتوں کو ممتاز درجہ دیا گیا تھا - اچھوتوں کے ساتھہ کھانے ' ناصاف پانی پینے ' ممنوع اور حرام اشیا کے کھانے ' حائض عورتوں اور اچھوتوں کو چھونے ' اونٹنی کا دودھہ پینے ' شودر ' عورت ' گاے ' برہمن اور چھتری کو قتل کرنے ' شرادھہ میں گوشت دیا جائے تو

اسے نہ کھانے، بحری سفر کرنے، زبردستی کسی کو غلام بنانے ملیچھوں نے جن عورتوں کو زبردستی لے لیا ہو ان کو پھر شدھ نہ کرنے، زنا، شراب خواری، گئوماس کھانے، چوٹی کٹوانے، جنیو کے بغیر کھانا کھانے، وغیرہ امور میں مختلف قسم کے پرائشچتوں کا حکم ہے - اچھوت ذاتوں کا مسئلہ ہمارے زمانہ متعینہ کے بعد شروع ہوا - اس سے ہندو دھرم میں تنگ خیالی پیدا ہو گئی اور روز بروز یہہ تنگ خیالی بڑھتی گئی -

کمارل بھٹ اور شنکراچاریہ

ہمارے زمانہ زیر نگاہ میں ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں کمارل بھٹ اور شنکراچاریہ کا درجہ بہت اہم ہے - ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ بودھوں اور جینیوں نے ایشور کے وجود کو تسلیم نہ کیا تھا اور نہ ویدوں کو کتاب الہی مانتے تھے - اس سے عوام میں ایشور کی ذات اور ویدوں سے عقیدت اٹھتی جاتی تھی - یہی دونوں ہندو دھرم کے خاص ارکان ہیں - ان کے مٹ جانے سے ہندو دھرم بھی مٹ جاتا - جس زمانہ میں بودھ دھرم کا زور کم ہو رہا تھا، اور ہندو دھرم بڑی تیزی سے اپنی کھوئی ہوئی جگہ پر پہونچتا جاتا تھا - اس زمانہ میں (ساتویں صدی کے آخری حصہ میں) کمارل بھٹ پیدا ہوے - اس کے مولد و مسکن کے متعلق علما میں اختلاف ہے - کوئی اسے دکھن کا باشندہ مانتا ہے کوئی اتر کا - ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے - اس نے ویدوں

پرچار کرنے کے لئے بڑی بڑي جانفشانیاں کیں اور یہہ ثابت
کیا کہ وید علم الٰہی هے - اس زمانہ کی اهنسا کی لهر کے
خلاف اس نے مراسم قدیم کو پهر زندہ کیا - یگیوں میں
جانوروں کی قربانی کو بهی اس نے ثابت کیا - مراسم کی
پابندي کے لئے یگیوں اور قربانیوں کی ضرورت تهی - وہ
بودهہ بهکشؤوں کے ویراگ اور راهبانہ زندگی کا بهی مخالف
تها - اس زمانہ کے ناموافق حالات میں بهی کمارل نے اپنے
اصولوں کا خوب پرچار کیا ' حالانکہ اس کو بڑی بڑی مشکلات
کا سامنا کرنا پڑا - اس زمانہ میں اهنسا اور ویراگ کا رواج
تها - براهمن لوگ بهی قدیم اگنی هوتر اور یگیوں کو چهوڑ
کر پران کی دیوی دیوتاؤں کی پرستش کر رهے تهے - ایسی
حالت میں اس کے اصول زیادہ مقبول نہ هو سکے - اور
ویدوں کی اشاعت میں خاطرخواہ کامیابی نہ هوئي - (۱)

شنکراچاریہ اور اُن کا مت

کمارل کی وفات کے کچهہ دنوں بعد شنکراچاریہ صوبہ
کیرل کے کالپی نامي گاؤں میں سنہ ۷۸۸ ع میں پیدا هوئے -
انهوں نے کم سنی هی میں تقریباً کل علوم متداولہ حاصل
کر لئے اور ایک جید فاسفی اور عالم هو گئے - بودهوں اور
جینیوں کے دهریہپن کو وہ مٹانا چاهتے تهے ' لیکن یہہ
جانتے تهے کہ کمارل بهٹ کی طرح بہت سی باتوں میں

(۱) چي وي وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۲ صفحہ ۲۰۶ - ۱۲ -

عوام سے مخالفت کرنے کا نتیجہ کچھہ نہیں ہو سکتا - انھوں نے فلسفہ اور اهنسا کے اصول کی حمایت کرتے ہوئے ویدوں کا پرچار کیا اور راهبانہ زندگی کو هی فائق بتلایا - برهم یا یا خدا کی هستی کو مانتے ہوے بھی انھوں نے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کو قابل اعتراض نہ کہا - ان کے مایاواد اور ادویت واد کے باعث جو اصولاً بودھوں کے فلسفہ سے بہت کچھہ ملتے تھے ' بودھہ بھی ان کی طرف مخاطب ہوئے - اس لئے انہیں "کامل بودھہ" کا لقب دیا گیا هے - انھوں نے متذکرہ بالا اصولوں کو مان کر ویدوں کے علم الٰہی ہونے کا بڑے جوش سے پرچار کیا -

شنکراچاریہ کے فلسفیانہ اصولوں اور ان کے کارناموں کا ذکر هم فلسفہ کے بیان میں کریں گے - وہ اپنے خیالات اور اصولوں کی اشاعت پر ایک صوبہ میں دورہ کرکے اور مخالفوں سے بحث مباحثہ کرکے کرتے رهے - دیگر مذاهب کے علما ان کے سامنے لا جواب هو جاتے تھے - انھوں نے یہہ بھی سوچا کہ اپنے اصولوں کا مستقل طور پر پرچار کرنے کے لئے منضبط تحریک کی ضرورت هے - اس لئے هندوستان کے چاروں اطراف میں انھوں نے ایک ایک متھہ قائم کیا - خاص متھہ دکھن میں سرنگیری مقام میں ' پورب میں پری میں ' پچھم میں دوارکا میں ' اور اُتر میں بدرکاشرم میں هیں - یہہ متھہ اب تک قائم هیں - ان کی کوششوں سے بودھہ دھرم کو بہت زوال هوا - شنکراچاریہ کی وفات ۳۲ سال کی عمر میں هی هو گئی ' پر اتنی چھوٹی عمر میں

انہوں نے ایسے ایسے نمایاں کام کئے کہ ہندوؤں نے انہیں جگت
[illegible] کی عزت افزائی کی - (۱)

مذہبی حالات پر ایک سرسری نظر

ہندو خاص دھرموں کی تشریح کرنے کے بعد اس زمانہ کی مذہبی حالت پر ایک سرسری نظر ڈالنا بے موقع نہ ہوگا - گرچہ [illegible] میں مختلف مذاہب موجود تھے اور انہیں کبھی کبھی مناقشے بھی ہو جاتے تھے ' لیکن مذہبی تنگ خیالی کا اثر نہایت محدود تھا - ہندو دھرم کے متعدد فرقوں میں باہمی اختلاف ہونے کے باوجود اُن میں ایک یکرنگی ' ایک موافقت نظر آتی ہے - برہما ' وشنو اور مہیش میں باہمی مصالحت کا نتیجہ ہی تھا کہ پنچائتن پوجا کا رواج ہوا - وشنو ' شیو ' رودر ' دیوی ' اور سورج ' سب ایک ہی ذات باری کے مختلف اوصاف کے مجسمے مانے گئے جیسا ہم پہلے کہہ چکے ہیں - اِس سے سبھی فرقوں میں یکسانیت کا رنگ پیدا ہو گیا - ہر ایک آدمی اپنے رجحان کے مطابق کسی دیوتا کی پرستش کر سکتا تھا - قنوج کو پرتیہار راجاؤں کی مذہبی رواداری کا یہہ عالم تھا کہ اگر ایک ویشنو تھا تو دوسرا پکا شیو ' تیسرا بھگوتی کا بھکت تھا تو چوتھا پکا آفتاب

(۱) [illegible] کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا - ج ۲ ص ۲۱۳ - ۱۷ -

پرست - یہہ مذہبی رواداری صرف ہندو دھرم تک محدود نہ تھی - بلکہ بودھہ اور براھمن دھرموں میں ہمدردی کا خیال پیدا ہو چکا تھا - قنوج کے گہروار خاندان کے گوبند چندر نے جو شیو تھا ، دو بودھہ بھکشوں کو بہار کی تعمیر کے لئے چھہ گاؤں دیئے تھے - بودھہ راجہ مدن پال نے اپنی رانی کو مہابھارت سنانے والے پنڈت کو ایک گاؤں عطا کیا تھا - یہہ امر غور طلب ہے کہ اس زمانہ میں کہ ہندؤں اور بودھوں میں پرانی منافرت دور ہی نہیں ہو گئی تھی بلکہ ان میں شادیاں بھی ہونے لگی تھیں - پکے شیو بھکت گوبند چندر کی رانی بودھہ تھی - جین اور ہندؤں میں شادیاں ہوتی تھیں جیسا آج کل بھی کبھی کبھی ہوتا ہے - ایسی کتنی ہی نظریں ملتی ہیں کہ باپ ویشنو ہے تو بیٹا بودھہ ، اور بیٹا ہندو ہے تو باپ بودھہ - دونوں مذاہب اس قدر قریب آگئے تھے اور اُن میں اتنی یکسانیت پیدا ہو گئی تھی کہ ان کی مذہبی روایات میں تمیز کرنی بھی مشکل تھی - جینیوں اور بودھوں کے بانی ہندو اوتاروں میں شامل کر لئے گئے - جینیوں ، بودھوں اور ہندؤں کے دھرم میں ۲۲ تیرتھنکروں اور ۲۴ بدھوں اور ۲۴ اوتاروں کی ایجاد میں بھی بہت یکسانیت ہے - اس زمانہ میں اگرچہ تینوں دھرم رائج تھے لیکن براھمن دھرم غالب تھا - بودھہ دھرم تو جاں بہ لب ہو چکا تھا - جین دھرم کا احاطہ بھی نہایت محدود ہو گیا تھا - ہندو دھرم میں شیومت کا پرچار زیادہ ہو رہا تھا - آخری دور کے اکثر راجہ شیو ہی تھے -

هندوستان میں اسلام کا آغاز

اس زمانه کے مذهبی حالات کی تنقید ادهوری رهے گی اگر هم هندوستان میں داخل هونے والے نئے اسلام دهرم کا ذکر دو چار الفاظ میں نه کریں - اگرچه محمد قاسم کے قبل مسلمانوں کے دو چار حملے هندوستان پر هو چکے تھے پر انهوں نے یہاں قدم نه رکھا تھا - آٹھویں صدی میں سندھه پر مسلمانوں کا اقتدار هونے کے ساتھه وهاں اسلام کی مداخلت هونے لگی ' اس کے ایک عرصه دراز بعد گیارهویں اور بارهویں صدی میں مسلمان هندوستان میں آئے ' جہاں مسلمان فاتحوں کی تلوار نے اسلام کی تبلیغ میں مدد دی وهاں هندو راجاؤں کی آزاد روی بھی اس کے پھیلنے کا باعث هوئی - راشٹر کوٹ اور سولنکی راجاؤں نے بھی مسجد وغیره بنوانے میں مسلمانوں کی اعانت کی - تھانه کے شلارا خاندان کے راجاؤں نے پارسیوں اور مسلمانوں کو بہت امداد دی تھی - مسلمان اپنے ساتھه نیا مذهب ' نئی زبان اور نئی تهذیب لائے -

تمدنی حالت

زمانہ قدیم کے ہندوستانیوں کی تمدنی زندگی کا نمایاں ترین نظام ' برن بیوستھا تھی (چار برنوں کی تقسیم) - اسی بنیاد پر ہندو معاشرت کي عمارت کھڑی ہے جو زمانہ قدیم سے گوناگوں مشکلات کا مقابلہ کرنے پر بھی اب تک متزلزل نہ ہو سکی - ہمارے متعینہ دور سے بہت قبل یہہ نظام تکمیل کو پہنچ چکا تھا - یجر وید میں بھی اس کا حوالہ ملتا ہے اگرچہ جین اور بودھہ دھرموں نے اس کي جڑ کھودنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ' پر کامیاب نہ ہوئے ' اور ہندو دھرم کے عروج ثانی کے ساتھہ یہہ نظام بھی قوی تر ہو گیا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں یہہ نظام بہت مضبوط تھا - ہیونسانگ نے اس کا ذکر کیا ہے - بودھہ بھکشوؤں اور جین سادھوؤں کا ذکر ہم کر چکے ہیں - اب ہم تمدن کے ہر ایک شعبہ پر مختصر طور سے بحث کریں گے -

براہمنوں کا سماج میں سب سے زیادہ احترام کیا جاتا تھا ' تعلیم اور علم میں یہی فرقہ سب سے آگے تھا اور تینوں برن والے ان کی فضیلت کو تسلیم کرتے تھے - بہت سے کام براہمنوں کے لئے ہی مخصوص تھے - راجاؤں کے مشیر تو براہمن ہوتے ہی تھے - کبھی کبھی سپہ سالاری کا درجہ بھی انہیں کو دیا جاتا تھا - ابو زید ان کے بارے میں لکھتا ہے - "دھرم اور فلسفہ میں کوشش کرنے والے براہمن کہلاتے ہیں"

ان ميں سے کتنے هي شاعر هيں ، کتنے هي جوتشی ، کتنے هی فلسفی اور الهيات کے ماهر - يهه سب راجاؤں کے دربار ميں رهتے هيں " - (۱) اسی طرح المسعودی ان کے بارے ميں لکهتا هے که براهمنوں کا اسی طرح احترام هوتا هے جيسا کسی اونچے خاندان کے آدميوں کا ، زيادہ تر براهمن هی وراثتاً راجاؤں کے مشير اور درباری هوتے هيں - (۲)

براهمنوں کا خاص دهرم پڑهنا اور پڑهانا ، يگيه کرنا اور کرانا ، دان دينا اور ليتا تها - بودهه دهرم کے عروج کے زمانه ميں برن بيوستها کی ناقدري کے باعث براهمنوں کا وقار کچهه کم هو گيا تها - اور يهه کام ان کے هاتهه سے نکل گئے تهے - يگيه وغيرہ کے بند هو جانے سے بهت سے براهمنوں کی روزی جاتی رهی اور وہ مجبور هو کر دوسرے برنوں کے پيشے کرنے لگے - اسی اعتبار سے اسمرتيوں ميں بهی ترميم هوئی - بودهه مت ميں کهيتی معيوب سمجهی جاتی تهی اسے گناہ خيال کيا جاتا تها - اس لئے کتنے هی ويشوں نے بودهه هو کر کهيتی ترک کر دی تهی - يهه موقع ديکهه کر بهت سے براهمن کهيتی پر گزر بسر کرنے لگے - پاراشر اسمرتي ميں سب برنوں کو کهيتی کرنے کا مجاز هے - اس کے علاوہ اس زمانه کی ضروريات کے اعتبار سے چاروں برنوں کو اسلحه استعمال کرنے کي اجازت بهی دی گئي - اتنا هی نهيں ،

(۱) هستري آف انڈيا مصنفه اليٹ جلد اول صفحه ۲ -

(۲) چي وی ويد ، هستری آف ميڈيول انڈيا ج ۲ ص ۱۸۱ -

اس زمانہ کے براھمن صنعت و دستکاری ، تجارت ، اور دوکانداری بھی کرتے تھے - مگر پھر بھی وہ اپنے وقار کا بہت خیال رکھتے تھے - وہ نمک ، تل (اگر وہ اپنی محنت سے نہ بویا گیا ہو) ، دودھ ، شہد ، شراب اور گوشت وغیرہ نہیں بیچتے تھے - اسی طرح سود کو حرام سمجھہ کر براھمن لین دین کا کاروبار نہ کرتے تھے - ان کے طور و طریق میں پاکیزگی کا بہت لحاظ رکھا جاتا تھا - ان کی غذا بھی دیگر برنوں کے مقابلہ میں زیادہ پاکیزہ اور فقیرانہ ہوتی تھی ، جس کا ذکر ہم آگے غذا کے باب میں کریں گے - ان میں روحانیت اور مذھب پرستی کا عنصر غالب تھا - اور اپنے کو دیگر برنوں سے علحدہ اور بالاتر بنائے رکھنے کی وہ برابر کوشش کرتے رھتے تھے - دیگر برنوں پر ان کا اثر عرصہ دراز تک قائم رھا - سیاست میں ان کے ساتھہ کئی رعائتیں کی جاتی تھیں - فی‌الواقع برنوں کی پرانی تقسیم اس زمانہ میں بے اثر ہو گئی تھی اور سبھی برن والے اپنی مرضی اور فائدے کے اعتبار سے جو کام چاھتے تھے کرتے تھے - بعد کو راجاؤں نے مناصب کی تقسیم بھی قابلیت کے اصول پر کرنی شروع کر دی ، کسی خاص برن کی قید نہ رھی - (۱)

براھمنوں کی ذاتیں

اپنے زمانہ متعینہ کے آغاز میں ھم ھندو سماج کو چار برنوں اور بعض نیچی ذاتوں میں منقسم پاتے ھیں - اگیارھویں

(۱) سی وی وید کی ھسٹری آف میڈیول انڈیا - ج ۲ ص ۱۸۱ و ۱۸۲ -

صدی کے مشہور سیاح البیرونی نے چار برنوں ھی کا ذکر کیا ھے (۱)، مگر ھمیں اس زمانہ کے کتبوں سے معلوم ھوتا ھے کہ برنوں میں ذاتیں بھی بننے لگی تھیں - البیرونی نے جو کچھہ لکھا ھے وہ سماج کی حالت کا مشاھدہ کرکے نہیں بلکہ اس نے کتابوں میں جو کچھہ پڑھا تھا وہ بھی اس میں اضافہ کر دیا ھے، جس سے اس کی کتاب اُس زمانہ کی تمدنی حالات کی سچی تصویر نہیں پیش کرتی -

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۰۰۰ ع تک براھمنوں کی مختلف ذاتوں کا پتہ نہیں چلتا - اس زمانہ میں براھمنوں کی تخصیص شاخ اور گوتر کے اعتبار سے ھی ھوتی تھی جیسا کہ سنہ ۱۰۵۰ ع کے چندیلوں کے تامب پتر میں بھاردواج گوتر، یجرویدی شاخ کے برھمن کا ذکر ھے - سنہ ۱۰۷۷ ع کے کلچوری کتبہ میں جو گورکھپور ضلع کے کہن نامی مقام پر ملا ھے براھمنوں کے ناموں کے ساتھہ ساتھہ شاخ اور گوتر کے علاوہ ان کی سکونت کا بھی ذکر کیا گیا ھے - اسی طرح کئی دیگر کتبوں میں بھی براھمنوں کی سکونت ھی کا حوالہ ملتا ھے - برانگر کمار پال والی تحریر میں (سنہ ۱۱۵۱ ع) ناگر براھمنوں کا ذکر ھے - کونکن کی بارھویں صدی کی ایک تحریر میں ۳۲ براھمنوں کے نام دئے گئے ھیں جن کے گوتر تو ھیں، شاخیں نہیں، مگر ان میں براھمنوں کے ال بھی دیئے گئے ھیں جو

(۱) البیرونی کا ھندوستان مترجمہ انگریزی از ساچو جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱ -

پیشہ سکونت یا اور کسی خصوصیت کے اعتبار سے دئے گئے معلوم ہوتے ہیں - بارھویں صدی میں ایسے الوں کا کثرت سے استعمال ہونے لگا تھا جس میں سے بعض یہہ ہیں :- دیکشت ' راؤت ' ٹھاکر ' پاٹھک ' اُپادھیایہ اور پٹ وردھن وغیرہ - اس زمانہ میں بھی گوتر اور شاخ کا رواج تھا ' پر آل کا رواج بڑھتا جاتا تھا - کتبوں میں ہمیں پنڈت ' دیکشت ' دوی ویدی ' چتر ویدی ' آوستھک ' ماتھر ' تری‌پور ' اکولا ' ڈینڈ وان وغیرہ نام ملتے ہیں جو یقیناً ان کی سکونت اور پیشہ کے اعتبار سے نکلے معلوم ہوتے ہیں - بعد کو کتنے ہی آل مختلف ذاتوں کی صورت میں تبدیل ہو گئے - یہہ ذات کی تفریق روز بروز بڑھتی گئی - ان کی کثرت کا باعث چند خارجی باتیں بھی تھیں ' مثلاً غذا میں اختلاف ' گوشت‌خور یا سبزی‌خور ہونے کے باعث بھی دو بڑی قسمیں ہو گئیں - رسم و رواج ' خیالات ' اور تعلیم کے اعتبار سے کئی ذاتیں پیدا ہو گئیں - فلسفی خیالات میں اختلاف ہو جانے کے باعث بھی تفرقہ بڑھا ' چنانچہ یہہ تقسیم بڑھتے بڑھتے کئی سو ذاتوں تک جا پہونچی - اُس زمانہ تک براھمن پنچ گوڑ یا پنچ‌دروڑ شاخوں میں نہیں منقسم ہوے تھے - یہہ تفریق سنہ ۱۲۰۰ع کے بعد ہوا جو غالباً گوشت‌خوری کی بنا پر ہوا (۱) - گیارھویں صدی میں گجرات کے سولنکی راجہ مولراج نے سدھہ پور میں رودر مہالیہ نام کا ایک عظیم‌اشان مندر بنوایا ' جس کی

(۱) سی وی وید کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا ' ج ۳ ص ۳۷۵ - ۳۸۱ -

پرتشتھا کے لئے اُس نے قنوج ، کروکشیتر اور شمالی اضلاع سے ایک هزار براهمن مدعو کئے اور جاگیریں دے کر اُنھیں وهیں رکھہ لیا - شمال سے آنے کے باعث وہ اودیچ کہلائے - گجرات میں آباد هونے کے باعث پیچھے سے ان کا شمار بھی دروڑوں میں هونے لگا ، حالانکہ اُن کا شمار گوڑوں میں هونا چاهئے تھا (۱) -

چھتری اور ان کے فرائض

براهمنوں کی طرح چھتریوں کا بھی سماج میں بہت اونچا درجہ تھا - ان کے خاص فرائض رعایاپروری ، یگیہ ، دان اور مطالعہ تھا - فرمانروا ، سپہ‌سالار ، فوجی منصبدار ، وغیرہ یہی هوتے تھے - براهمنوں کے ساتھہ میل جول رهنے کے باعث بر سر حکومت چھتریوں میں تعلیم کا اچھا رواج تھا - بہت سے راجہ بڑے بڑے عالم هو گزرے هیں - هرش‌وردهن ادبیات کا ماهر تھا - پوربی چالوکیہ راجہ ونیادتیہ ریاضیات کا عالم تھا ، جس کی وجہ سے اُسے گنک کہتے تھے - راجہ بھوج کا تبحر مشہور هے - اُس نے مادیات ، صرف و نحو ، عروض ، یوگ شاستر اور نجوم وغیرہ علوم پر کئی عالمانہ کتابیں لکھیں - چوهان وگرهراج چہارم کا لکھا هوا هرکیلی ناٹک آج بھی کتبوں پر لکھا هوا موجود هے - اسی طرح اور بھی کتنے هی راجاؤں کی تصانیف ملتی هیں - برن کے نظام کے درهم برهم هو جانے اور اکثر چھتریوں کے

(۱) تاریخ راجپوتانہ از مصنف - جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ -

پاس زمین نه رهنے کے باعث بیکار هو گئے اور اُنهوں نے بهی براهمنوں کی طرح دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے - اس کا نتیجه یهه هوا که چهتری دو حصوں میں تقسیم هو گئے - ایک تو وہ جو اس وقت بهی اپنا کام کرتے تهے - دوسرے وہ جو کهیتی باری یا دوسرے پیشے کرنے لگے تهے - ابن خوردار نے هندوستان میں جو سات طبقے بتلائے هیں ان میں سب کتری اور کتری غالباً یهه دونوں طبقے بهی شامل تهے - (۱)

پہلے چهتری بهی شراب نهیں پیتے تهے - المسعودی لکهتا هے که اگر کوئی راجه شراب کا عادی هو جائے تو وہ فرمانروائی کے قابل نهیں رهتا (۲) - هیونسانگ کے زمانه میں چهتری بهی براهمنوں کی طرح وقعت کی نظروں سے دیکهے جاتے تهے - وہ لکهتا هے "براهمن اور چهتری دونوں نیک اطوار ، نمود و نمائش سے دور رهنے والے ، سادہ زندگی بسر کرنے والے ، کفایت شعار اور بے لوث هوتے هیں" -

پہلے چهتری بهی بهت سی ذاتوں میں منقسم نه تهے ، مہابهارت اور راماین میں سورج بنسی اور چندر بنسی چهتریوں کا ذکر آتا هے ، اور یهه نسلی امتیاز روز بروز بڑهتا گیا - راج ترنگنی میں ۳۶ خاندانوں کا حواله هے - اس زمانه تک بهی چهتریوں میں ذاتوں کی تفریق نهیں پیدا هوئی تهی -

---

(۱) سی وی وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا ، ج ۲ ص ۱۷۹ و ۱۸۰ -
(۲) الیٹ کی تاریخ هندوستان جلد اول صفحه ۲۰ -

ویش اور ان کے فرائض

ویشوں کے فرائض تھے جانوروں کا پالنا - دان، یگیہ، تحصیل بیوپار، علم، لین دین اور زراعت - بودھہ زمانہ میں برن کا نظام درهم برهم هو جانے کے باعث ویشوں نے بھی اپنے پیشے چھوڑ دئے، بودھوں اور جینیوں میں کھیتی کو گناہ سمجھتے تھے، جیسا هم اوپر لکھہ چکے هیں - اس لئے ویشوں نے ساتویں صدی کے آغاز میں هی زراعت کو حقیر سمجھہ کر چھوڑ دیا تھا - هوینسانگ لکھتا هے کہ تیسرا برن ویشوں کا هے جو خرید و فروخت کرکے نفع اُٹھاتا هے - چوتھا برن شودروں یا کاشتکاروں کا هے (۱) - ویشوں نے بھی زراعت چھوڑ کر دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے تھے - ویشوں کے شاهی مناصب پر مامور هونے، سپہ سالار بننے اور لڑائیوں میں شریک هونے کی کتنی هی مثالیں موجود هیں - همارے زمانہ زیر بحث کے آخری حصہ میں ان میں ذات کی تفویق شروع هوئی، کبتوں سے یہی ثابت هوتا هے -

شودر

خدمت کرنے والے برن کا نام شودر تھا، یہہ لوگ اچھوت نہ تھے - براهمنوں، ویشوں اور چھتریوں کی طرح شودروں کو بھی پنچ مہایگیہ کرنے کا مجاز تھا - پتنجلی کے مہابھاشیہ اور اس کے مفسر کیٹ کی تفسیر مہابھاشیہ پردیپ سے اس کی

(۱) واٹرس آن هیون سانگ جلد ۱ صفحہ ۱۶۸ -

تصدیق هوتی هے (۱) - رفته رفته ان کے کام بهی بڑهتے گئے ' اس کا خاص سبب تها که هندوسماج میں بهت سے کام مثلاً زراعت ' دستکاری ' کاریگری وغیره کو لوگ حقیر سمجهنے لگے اور ویشوں نے دستکاری بهی چهوڑ دی ' اس لئے هاتهه کے سب کام شودروں نے لے لئے - شودر هی کسان ' لوهار ' معمار ' رنگریز ' دهوبي ' جولاهے ' کمهار وغیره هونے لگے - همارے زمانه زیر بحث میں هی پیشوں کے اعتبار سے شودروں کی بے شمار ذاتیں بن گئیں - کسان تو شودر هی کهلائے پر دوسرے پیشے والے مختلف ذاتوں میں تقسیم هو گئے - هوینسانگ لکهتا هے بهت سے ایسے فرقے هیں جو اپنے کو چاروں برنوں میں سے کسی ایک میں بهی نهیں مانتے - البیرونی لکهتا هے شودروں کے بعد انتجوں کا درجه آتا هے جو مختلف قسم کی خدمت کرتے هیں اور چاروں برنوں میں سے کسی میں بهی نهیں شمار کئے جاتے - یهه لوگ آتهه طبقوں میں منقسم هیں : دهوبی ' چمار ' مداری ' ٹوکری اور ڈهال بنانے والے ' ملاح ' دهیور ' جنگلي پرندوں اور جانوروں کا شکار کرنے والے ' اور جولاهے - چاروں برن والے ان کے ساتهه نهیں کهاتے - شهروں اور

(۱) शूद्राणामनिरवसितानाम् ۲ - ۴ - ۱۰ اس سوتر کي تفسیر پتنجلی نے یوں کي هے एव तर्हि यज्ञात् कर्मणोऽनिर वसितानाम् یعني جو شودر یگیه کرنے کے مجاز هوں ره ذات باهر نه سمجهے جائیں - اس کي تفسیر کرتے هوے کیت نے لکها هے शूद्राणाम् पंचयज्ञानुष्ठाने ऽधिकारोऽस्तीति भावः शूद्रोऽपि द्विविधो ज्ञेयः श्राद्धी चैवेतरस्तथा ॥ १० ॥ विष्णुस्मृति, अ० ५ ।

گاؤں میں یهه لوگ چاروں برنوں سے الگ رهتے هیں (۱) -
جوں جوں زمانه گزرتا گیا شودروں کی جهالت کے باعث
ان کی مذهبی پابندیاں چهوٹتی بهی گئیں -

کایستهه

ان برنوں کے علاوہ هندو سماج میں دو ایک دیگر فرقے
بهی تهے - براهمن یا چهتری جو منشي یا اهلکاری کرتے
تهے کایستهه کهلاتے تهے - پهلے کایستهوں کي کوئی علیحده
تقسیم نه تهی - کایستهه اهلکار هی کا مترادف هے ' جیسا
که آٹهویں صدی کے ایک کتبه سے معلوم هوتا هے جو کوٹه
کے پاس کن سوا میں هے - یهه لوگ شاهی مناصب پر بهی مامور
هوتےتهے ' کیونکه دفتروں میں ملازم هونے کے باعث انهیں سلطنت کی
پوشیده باتیں معلوم رهتی تهیں - سیاسی سازشوں اور ملکی
ریشه دوانیوں میں اُنهیں کافی مهارت تهی اسي لئے یاگوهولکیه
میں ان کے هاتهوں سے رعایا کو بچائے رهنے کی خاص طور پر
تاکید کی گئی هے - زمانه مابعد میں دوسرے پیشه والوں کی
طرح ان کی بهی ایک ذات بن گئی جس میں براهمن
چهتری ریش سبهی ملے هوئے هیں - سورج دهج کایستهه
اپنے کو شاک دویپی براهمن بتلاتے هیں اور والبهه کایستهه
چهتری ذات کے هیں ' جیسا که سوڈهل کي تصنیف
"اُودے سندری کتها" سے واضح هے -

(۱) البیروني کا هندوستان جلد ۱ صفحه ۱۰۱ -

اننیم

هندوستان میں اچھوت ذاتیں صرف دو ہیں ، چانڈال اور مری‌تپ - چانڈال شہر کے باهر رہتے تھے - شہر میں آتے وقت وہ زمین کو بانس کے ڈنڈے سے پیٹتے رہتے تھے اور جنگلی جانوروں کو مار کر ان کے گوشت بیچ کر اپنا گذران کرتے تھے - مری تپ شمشانوں کی حفاظت کرتے تھے اور مردوں کے کفن لیتے تھے -

برنوں کا باهمي تعلق

هندو سماج کے ان مختلف ارکان کا ذکر کرنے کے بعد ان کے باهمی تعلقات پر غور کرنا بھی ضروری معلوم هوتا هے - ان برنوں میں دوستانہ تعلقات قائم تھے اور اکثر آپس میں شادیاں بھی هوتی تھیں - اپنے برن میں شادي کرنا مستحسن ضرور تھا پر دوسرے برنوں میں شادی کرنا بھی معیوب نہ سمجھا جاتا تھا ، نہ دھرم شاستر کے خلاف تھا - براهمن مرد چھتری ، ویش یا شودر کی لڑکی سے بھي شادی کر سکتا تھا - یاگیہ‌ولکیہ نے براهمنوں کو شودر لڑکي سے شادی کرنے کی ممانعت کی تھی پر همارے زمانہ زیربحث تک یہہ رواج قائم تھا - بان نے شودر عورت سے پیدا براهمن کے لڑکے پارشو کا ذکر کیا هے - اس طرح منڈور کے پڑهاروں کے سنہ ۸۳۷ ع اور سنہ ۸۶۱ ع کے کتبوں سے براهمن هرش‌چندر کے چھتری لڑکی بھدرا سے شادی هونے کا ذکر کیا گیا هے - براهمن شاعر راج‌شیکھر نے بھی چوهان لڑکی آونتي‌سندری

سے شادي کی تهی - دکهن میں بهي چهتری لڑکیوں سے براهمنوں
کے شادي هونے کی نظیریں ملتی هیں - ڈلموارا گاؤں کے قریب
کی ایک بودهہ گپها کے ایک کتبہ میں بلور بنسی براهمن
سوم کے براهمن اور چهتري لڑکیوں سے شادي کرنے کا ذکر
هے (۱) - چهتری ویش اور شودر کی لڑکی سے شادی کر
سکتا تها لیکن براهمن کی لڑکی سے نہیں - دنڈی کی تصنیف
"دش کمارچرت" سے پایا جاتا هے کہ پاٹلی پتر (قدیم
پٹنہ) کے ویشرون کی لڑکی ساگردتا کی شادی کوسل کے
راجہ کسم دهنوا سے هوئی تهی (۲) - ایسی اور بهي کتنی
مثالیں ملتی هیں - اسی طرح ویش شودر کی لڑکی سے
شادی کر سکتا تها - حاصل کلام یہہ کہ همارے زمانہ زیربحث
میں انولوم وواہ (لڑکا اونچے بنس کا لڑکی نیچے بنس کی)
کا رواج تها - پرتی لوم وواہ (لڑکی اونچے برن کی لڑکا نیچے
برن کا) کا نہیں - یہہ تعلقات اُن شودروں کے ساتهہ نہ هوتے
تهے جنهیں پنچ یگیہ کرنے کا مجاز نہ تها - زمانہ قدیم
میں باپ کے برن سے بیتے کا برن مانا جاتا تها - براهمن کا
لڑکا خواہ کسی برن کی لڑکی سے پیدا هو براهمن هی سمجها
جاتا تها ' جیسا کہ رشی پراشر کے بیٹے وید ویاس جو دهیوری
کے بطن سے پیدا هوئے تهے ' یا رشی جمدگنی کے بیٹے پرشورام
جو چهتری لڑکی رینوکا سے پیدا هوئے تهے ' براهمن کہلائے -

---

(۱) ناگري پرچارني پترکا حصہ ۲ صفحہ ۱۹۷ - ۲۰۰ -

(۲) دش کمار چرت - وسرت کتها -

پیچھے سے یہہ رواج بدل گیا - چھتری لڑکی سے پیدا لڑکا چھتري هی مانا جانے لگا ' جیسا که شنکهه اور اُشنس وغیرہ اسمرتیوں سے پایا جاتا ھے - (۱)

باهمی شادیوں کا رواج روز بروز کم هوتا گیا اور بعد ازاں اپنے برنوں تک رہ گیا - همارے زمانه زیر بحث کے بعد یہه رجحان یہاں‌تک بڑھا که شادي کا دائرہ اپنی ذات تک هی محدود هو گیا - (۲)

چھوت چھات

آج کل کی طرح پہلے زمانه میں چھوت چھات کا رواج نه تھا اور ایک برن والے دوسرے برن والوں کا ساتھه کھانے پینے میں پرهیز نه کرتے تھے - براهمن اور سب برنوں کے هاتھه کا کھانا کھاتے تھے ' جیسا که ویاس اسمرتی کے ایک شلوک سے معلوم هوتا ھے (۳) - موجودہ چھوت چھات همارے زمانه کے آخري حصه میں بھي پیدا نه هوا تھا - البروني لکھتا ھے که چاروں برنوں کے لوگ ایک ساتھه رهتے تھے اور ایک دوسرے کے هاتھه کا کھاتے پیتے هیں - (۴) ممکن ھے که یہه قول صرف شمالی هندوستان سے متعلق هو کیونکه دکھن میں سبزی خورں

---

(۱) راجپوتانه کا اتیهاس جلد ۱ صفحه ۱۴۷ و ۱۴۸ -

(۲) سي وي وید کی هسٹري آف میڈیول انڈیا ' جلد ۱ صفحه ۶۱ - ۶۳ ' جلد ۲ صفحه ۱۷۸ - ۸۲ -

(۳) ویاس اسمرتي - ادهیایه ۳ شلوک ۵۵ -

(۴) البیروني کا ' هندوستان ' جلد ۱ صفحه ۱۰۱ -

نے گوشت خوروں کے ساتھہ کھانا چھوڑ دیا تھا - یہہ
منافرت رفتہ رفتہ سبھی برنوں میں بڑھتی گئی -

هندوستانیوں کی دنیاوی زندگی

هندوستانیوں نے صرف روحانی ترقی کی طرف دھیان
نہیں دیا ' دنیاوی ترقی کی طرف بھی اُن کی توجہ تھی -
سلنفاء اگر برهمچریہ ' بان پرستھہ وغیرہ آشرموں میں نفس
کشی پر زیادہ زور دیتے تھے ' تو گرهستھاشرم میں دنیاوی
مسرتوں کا لطف بھی اُٹھاتے تھے - اهل ثروت بڑے بڑے
عالیشان محلوں میں رہتے تھے - کھانے ' پینے ' سونے '
بیٹھنے ' مہمانوں کي ملاقات ' گانے بجانے وغیرہ کے لئے الگ الگ
کمرے هوتے تھے - کمروں میں هوا کی آمد و رفت کے لئے معقول
انتظام رهتا تھا - شہری تمدن کو دلچسپ بنانے کے لئے
وقتاً فوقتاً بڑے بڑے میلے هوا کرتے تھے جہاں لوگ هزاروں کی
تعداد میں جاتے تھے - هرش کے زمانہ میں هر پانچویں
سال عظیم‌الشان مذهبی جلسے هوا کرتے تھے جن میں هرش
فقرا کو دان دیا کرتا تھا - هیون‌سانگ نے اس کا ذکر اپنے
سفرنامے میں کیا ہے - ان کے علاوہ هر تقریب پر خاص
خاص مقامات پر میلے لگتے تھے - مذهبی جلسے محض
دلچسپی کے لئے نہ هوتے تھے ' بلکہ اقتصادی پہلو سے بھی
بہت اهم هوتے تھے - ان میلوں میں دور دور سے بیوپاری آتے تھے
اور جنسوں کی خرید فروخت کرتے تھے - میلوں کا یہہ رواج
آج بھی قائم ہے - اِن میلوں میں بہت دھوم دھام هوتی

تھی - اکثر تہواروں کے موقعہ پر بھی میلے ہوتے تھے جیسا
کہ رتناولی میں بسنت کے میلہ کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے -
ہندؤوں میں تہواروں کی کثرت ہے اور وہ لوگ انہیں بڑے
حوصلہ سے مناتے تھے - ان میلوں کا ہندؤوں کی معاشرتی
زندگی میں خاص حصہ تھا - ہولی کی تقریب میں پچکاری
سے رنگ ڈالنے کا بھي رواج تھا ' جیسا کہ ہرش نے رتناولی
میں لکھا ہے (۱) - لوگوں کی تفریح کے لئے ناٹک گھروں کا
ذکر بھی ملتا ہے - اسی طرح موسیقی خانوں اور نگار خانوں
کا بھی ذکر پایا جاتا ہے جہاں شہروالے تفریح کے لئے جایا
کرتے تھے - ناٹک ' رقاصی ' موسیقی ' اور تصویرنگاری میں
کہاں‌تک ترقی ہو چکی تھی (۲) اس پر آگے روشنی ڈالی جاےگی -
کبھی کبھی باغوں میں بڑي بڑی دعوتیں ہوتی تھیں جن میں
عورت مرد سب شریک ہوتے تھے - لوگ طوطا مینا وغیرہ
چڑیاں پالنے کے شوقین تھے - لوگون کی تفریح کے لئے مرغون '
تیتروں ' بھینسوں اور مینڈھوں کي لڑائیاں بھی ہوتی
تھیں - پہلوان کشتی لڑتے تھے ' سواری کے لئے گھوڑوں '
رتھوں ' پالکیوں اور ھاتھیوں کا رواج تھا - سیر دریا کا بھی
کافي رواج تھا جس میں کشتیاں کام میں لائی جاتی تھیں -
اس میں عورت مرد سب شریک ہوتے تھے - عورت مرد مل‌کر

धारायंत्र विमुक्त संततपयः पूरप्लुते सर्वतः । (۱)
सद्यः सांद्र विमर्द कर्दम कृत क्रीडे क्षणं प्रांगणे-रत्नावली अंक १ । ॥ ११ ॥

(۲) ہرش مصنفہ رادھا کمد مکرجي صفحہ ۱۷۵ - ۷۹ -

جهولا بهی جهولتے تهے - دول کا میله بارش کے دنوں میں هوا کرتا تها - یهه رواج آج بهی سارے هندوستان میں قائم هیں - ان مشاغل تفریح کے علاوه شطرنج ' چوپر وغیره بهی کهیلے جاتے تهے - جوئے کا بہت رواج تها ' پر اُس پر سرکاری نگرانی رهتی تهی - قمار خانوں پر محصول لگتا تها ' جیسا که کتبوں سے پایا جاتا هے (۱) - چهتری شکار خوب کهیلتے تهے - راجے اور راجکمار ساز و سامان کے ساتهه شکار کهیلنے جایا کرتے تهے - شکار تیروں بهالوں وغیره سے کهیلا جاتا تها - شکاری کتے بهی ساتهه رهتے تهے -

پوشاک

بعض علما کا خیال هے که هرش کے زمانه تک هندوستان میں سینے کا فن نه پیدا هوا تها (۲) - وه اس دعوی کی دلیل میں هیونسانگ کا ایک قول پیش کرتے هیں (۳) ' لیکن ان کا یهه خیال باطل هے - هندوستان میں گرم ' معتدل ' سرد سبهی طرح کے خطے موجود هیں - یہاں نہایت قدیم زمانه سے هر موسم کے کپڑے ضرورت کے مطابق پهنے جاتے تهے - ویدوں اور براهمن گرنتهوں میں سوئی کا نام ' سوچی ' یا ' بیشی ' ملتا هے - تیتریه براهمن تین قسم کی سویوں کا حواله دیتا

---

(۱) وکرمی سمبت ۱۰۰۸ (سنه ۹۵۱ ع) کے اودے پور کے قریب کے سارنیشور میں لگے هوئے کتبے سے -

(۲) سی وی وید هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۱ صفحه ۸۹ -

(۳) واٹرس آن هیونسانگ جلد ۱ صفحه ۱۴۸ -

ہے : لوہے ' چاندی اور سونے کی (۱) - رگ وید میں قینچی دو بھورج کہا ہے (۲) - سشرت سنگھتا میں باریک دھاگے سے سینے کا ذکر موجود ہے - ریشمی چغے کو تارپیہ (۳) اور اونی کرتے کو شامول کہتے تھے (۴) - دراپی (۵) بھی ایک قسم کا سلا ہوا کپڑا ہوتا تھا جس کے متعلق سائن لکھتا ہے کہ وہ لڑائیوں میں پہنا جاتا تھا - صرف کپڑا ہی نہیں چمڑا بھی سیا جاتا تھا - چمڑے کی تھیلی کا ذکر ویدک زمانہ میں بھی ملتا ہے -

اپنے زمانہ زیربحث سے قبل کی ان باتوں کے لکھنے سے ہمارا منشا صرف یہہ ثابت کرنا ہے کہ ہمارے یہاں سینے کا فن بہت قدیم زمانہ سے معلوم تھا -

ہمارے زمانہ میں عورتوں کی معمولی پوشش انتریہ یا ساڑی تھی جو آدھی پہنی اور آدھی اوڑھی جاتی تھی - باہر جانے کے وقت اس پر اُتریہ (دوپٹہ) اوڑھ لیا جاتا تھا - عورتیں ناچنے کے وقت اہنگے جیسا زری کے کام کا لباس پہنتی تھیں جسے پیشس کہتے تھے (۶) - متھرا کے کنکالی

(۱) تیتریہ براہمن ۳ - ۹ - ٦ -

(۲) رگ وید ۸ - ۴ - ۱٦ -

(۳) اتھروید ۱۸ - ۴ - ۳۱ -

(۴) جیمنیہ اُپنشد براہمن ۱ - ۳۸ - ۴ -

(۵) رگ وید ۱ - ۲۵ - ۱۳ -

(٦) رگ وید ۲ - ۳ - ٦

تیلے سے ملی هوئی رانی اور اس کی باندی کی صورتیں منقوش هیں - رانی لہنگا پہنے اور اوپر سے چادر اوڑھے هوئے هے (۱) - اسمتھ نے اپنی کتاب میں ایک جین مورتی کے نیچے دو چیلیوں اور تین چیلیوں کی کھڑی مورتیوں کی تصویر دی هے - تینوں عورتیں لہنگے پہنے هوئے هیں (۲) اور لہنگے بھی آج کل کے سے هی هیں - دکھن میں جہاں لہنگوں کا رواج نہیں هے وهاں آج بھی ناچتے وقت عورتیں لہنگا پہنتی هیں - عورتیں چھینٹ کے کپڑے بھی پہنتی تھیں ' جیسا کہ اجنتا کے غار میں بچے کو گود میں لئے ایک کالی خوبصورت عورت کی تصویر سے ظاهر هے - اس میں عورت کمر سے نیچے تک آدھی آستین کی خوبصورت چھینٹ کی انگیا پہنے هوئے هے (۳) - بیوپاری لوگ روئی کے چغے اور کرتے بھی پہنتے تھے - دکھن کے لوگ معمولاً دو دھوتیوں سے کام چلاتے تھے - دھوتیوں میں خوش رنگ کناری بھی هوتی تھی - ایک دھوتی پہنتے تھے اور ایک اوڑھتے تھے - کشمیر کی طرف کے لوگ کھچنی (جانگھیا) (Half-pant) پہنتے تھے (۴) -

ان لباسوں میں رنگینی ' خوبصورتی اور صفائی کا بہت هی لحاظ رکھا جاتا تھا - هیونسانگ نے روئی ' ریشم اور اُون کے

---

(۱) اسمتھ کی متھرا اینٹی کویٹیز ' پلیٹ ۱۴ -

(۲) ایضاً - پلیٹ ۸۵ -

(۳) اسمتھ اکسفورڈ هسٹری آف انڈیا ۱۵۹ -

(۴) رادھا کمد مکرجی ' هرش ۱۷۰ - ۱۷۷ -

(۱۴) چھینٹ کی انگیا پہنے ہوئی عورت کی تصویر

[اجنتا کے غار سے]

صفحہ ۶۴
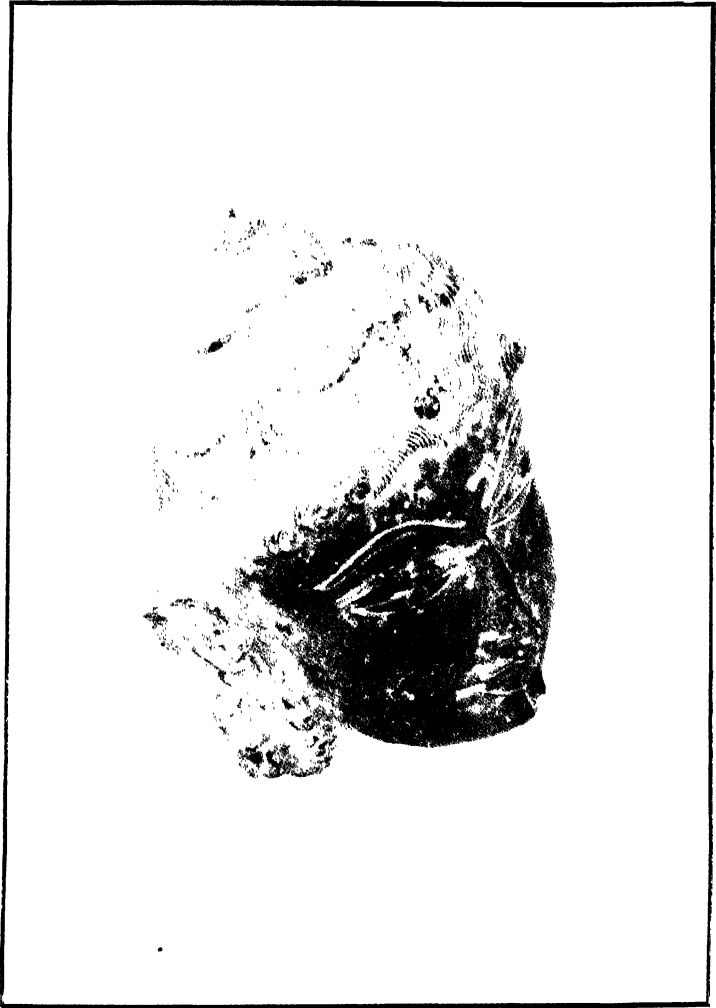
(۱۵) زیوروں سے آراستہ عورت کا سر

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

(۱۱) عورت کے سر میں بال کی سنوار

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

کتواتے تھے - چھتری لمبي ڈاڑھي رکھتے تھے - جیسا کہ بان کے ایک سپہ سالار کے سراپا سے واضح ھوتا ھے - بہت سے لوگ پیروں میں جوتے نہ پہنتے تھے (۱) -

زیور

جسم کی آرائش زیوروں کا رواج بھي عام تھا - مرد اور عورت دونوں ھی گہنوں کے شوقین تھے - ھیونسانگ لکھتا ھے کہ راجے اور رئیس کثرت سے گہنے استعمال کرتے تھے - بیش قیمت موتیوں کے ھار ' انگوٹھیاں ' کڑے ' اور مالائیں ان کے زیور ھیں - سونے چاندی کے جڑاؤ بازوبند ' سادے یا کڑے کی شکل کے سونے کے کنڈال وغیرہ کنٹھے ھی زیور مستعمل تھے - کبھی کبھی عورتیں کانوں کے نیچے کے حصے کو دو جگہ چھدواتی تھیں جن میں سونے یا موتیوں کی لڑیاں پروئی جاتی تھیں - کان میں زیور پہننے کا رواج عام تھا - ایسے چھدے ھوئے کانوں کي عورتیں کی مورتوں کئی عجائب گھروں میں ھیں - پیروں میں بھی سادے یا گھونگرو والے زیور پہنے جاتے تھے - ھاتھوں میں کڑے اور سنکھہ یا ھاتھی دانت کی مرصع چوڑیاں ' بازو پر مختلف قسم کے بازوبند ' گلے میں خوبصورت اور بیش قیمت ھار اور انگلیوں میں طرح طرح کی انگوٹھیاں پہنی جاتی تھیں - پستاں کہیں کھلے ' کہیں پٹی سے بندھے ھوئے اور کہیں چولی سے ڈھکے رکھے جاتے تھے -

(۱) سي وي ويد کي هسٹري آف مڈيول انڈيا ج ۱ ص ۹۲ و ۹۳ -

خوش حال زن و مرد خوشبودار پھولوں کے مالے بھی پہنتے تھے - چانڈالوں کی عورتیں پیروں میں جواہر نگار گھنے پہن سکتی تھیں (۱) - ہر ایک شخص اپنی حیثیت کے مطابق زیوروں کا استعمال کرتا تھا - کسی کو زیور پہننے کی ممانعت نہ تھی - نتھہ اور بلاق کا ذکر پرانی کتابوں میں نہیں ملتا ممکن ہے مسلمانوں سے یہہ زیور لئے گئے ہوں -

علما بھی مختلف قسم کی علمی مجلسوں سے تفریح کیا کرتے تھے - ایسی مجلسیں شاہی درباروں یا علما کی صحبتوں میں ہوتی تھیں - بان بھٹ اپنی کادمبری میں راج سبھا کے علمی تفریحات کا کچھہ ذکر کرتا ہے ' مثلاً برجستہ شعر گوئی ' قصہ گوئی ' تاریخ اور پران کا سماع ' موسیقی ' پہیلیاں ' چوپڑے ' وغیرہ -

غذا

کھانے میں صفائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھا جاتا تھا - اتسنگ نے اس کے متعلق بہت کچھہ لکھا ہے - ہندوستان کے لوگ بذاتہ صفائی پسند ہیں ' کسی دباؤ کی وجہ سے نہیں - کھانے کے قبل وہ نہاتے ہیں ' جھوتا کھانا کسی کو نہیں کھلایا جاتا ' کھانے کے برتن ایک کے بعد دوسرے کو نہیں دئے جاتے - مٹی اور لکڑی کے برتن ایک بار استعمال کرنے کے بعد پھر کام میں نہیں لائے جاتے - سونے ' چاندی '

(۱) کادمبری میں چانڈال لڑکی کا بیان -

تانبے وغیرہ کے برتن خوب صاف کئے جاتے هیں (۱) - یهه طریقه صفائی اب بهی موجود هے حالانکه اب اس کي جانب روز بروز کم توجه کی جاتی هے -

هندوستان کی غذا عموماً گیہوں ' چاول ' جوار ' باجرا ' دودهه ' گهي ' گڑ اور شکر تهي - الادریسی انهل واڑے کے بیان میں لکهتا هے : " وهاں کے لوگ ' چاول ' مٹر ' پهلیاں ' اُرد ' مسور ' مچهلی اور دوسرے جانوروں کو جو خود مر گئے هوں کهاتے هیں کیونکه وہ لوگ کبهی ذی روحوں کو هلاک نہیں کرتے " (۲) - مہاتما بدهه کے قبل گوشت کا بہت رواج تها - جین اور بودهه دهرم کے اثر سے رفته رفته اس کا رواج کم هوتا گیا - هندو دهرم کے عروج ثانی کے وقت جب بہت سے بودهه هندو هوے تو اهنسا اور سبزي خوری کو اپنے ساتهه لائے - هندو دهرم میں گوشت خوري گناہ سمجهي جانے لگی - گوشت سے لوگوں کو نفرت هو گئی تهی - مسعودی لکهتا هے که براهمن کسی جانور کا گوشت نہیں کهاتے - اسمرتیوں میں بهي براهمنوں کو گوشت کهانے کی ممانعت کی گئی هے ' لیکن بعض پرانی اسمرتیوں میں شرادهه کے موقع پر گوشت کهانے کی اجازت دی گئی هے - اس پر ویاس اسمرتی میں تو یهاں تک کهه دیا گیا هے که شرادهه میں گوشت نه کهانے والا براهمن گنہگار هو جاتا هے - رفته رفته گوشت‌خوری کا

(۱) واٹرس آن یون چانگ - جلد ۱ صفحه ۱۵۲ -

(۲) سی وی وید کي هسٹري آف میڈیویل انڈیا ' جلد ۲ صفحه ۱۹۲ -

مذاق بڑھتا گیا اور براھمنوں کے ایک طبقہ نے گوشت کھانا شروع کر دیا - چھتری اور ویش بھی گوشت کھاتے تھے - هرن ' بھیڑ اور بکری کے سوا دوسرے جانوروں کا گوشت ممنوع ھے - کبھی کبھی مچھلی بھی کھائی جاتی تھی - پیاز اور لہسن کا استعمال ممنوع تھا اور جو لوگ ان کا استعمال کرتے تھے انھیں پرایشچت کرنا پڑتا تھا - شمالی هندوستان کے مقابلہ میں دکھن میں گوشت کا رواج بہت کم تھا - چنڈال هر ایک قسم کا گوشت کھاتے تھے ' اس لئے وہ سب سے دور رهتے تھے -

شراب کا رواج قریب قریب نہیں تھا - دوئیجوں (جنیو پہننے والوں) کو تو شراب بیچنے کی بھی ممانعت تھی - براھمن تو شراب بالکل نہیں پیتے تھے - المسعودی نے لکھا ھے کہ اگر کوئی راجہ شراب پی لے تو وہ فرمانروائی کے ناقابل سمجھا جاتا ھے - لیکن رفتہ رفتہ چھتریوں میں شراب کا رواج بڑھتا گیا - عربی سیاح سلیمان لکھتا ھے کہ هندوستان کے لوگ شراب نہیں پیتے - اس کا قول ھے کہ جو راجہ شراب پئے وہ فی الواقع راجہ نہیں ھے - آس پاس لڑائیاں جھگڑے ھوتے رھتے ھیں ' تو جو راجہ خود متوالا ھو ' بھلا کیونکر راج کا انتظام کر سکتا ھے (۱) - واتسیائن کے کام‌سوتر سے معلوم ھوتا ھے کہ صاحب ثروت لوگ باغیچوں میں جاتے اور شراب کی محفلیں آراستہ کرتے تھے - اس زمانہ میں صفائی کا

(۱) سلیمان سوداگر صفحہ ۷۸ - (ناگری پرچارنی سبھا) -

خیال بہت تھا تاهم ایک دوسرے کے هانهہ کا کھانے کی ممانعت نہ تھی - چھوت چھات کا خیال ویشنو دھرم کے سانهہ پیچھے سے پیدا ہوا -

متذکرہ‌بالا حالات سے هماری مراد یہہ هرگز نہیں کہ هندوستان کے لوگ صرف مادی زندگی کے دلدادہ تھے - ان کی روحانی زندگی بھي اونچے درجہ کي تھی - کتنی هی مذهبی باتیں زندگی کا جزو بنی هوئی تھیں - پنچ مہایگیہ هر ایک گرهستهہ کے لئے لازمی تھا ' مہمان‌نوازي تو فرض سمجھی جاتی تھي - یگیوں میں جانوروں کی قربانی بودهہ دهرم کے باعث کم هو گئی تھی اس زمانہ میں یگیہ بہت کم هوتے تھے - مگر هندوؤں کے عروج ثانی کے ساتهہ یگیوں کا پھر رواج هو گیا ' همارے زمانہ زیر بحث میں بڑے بڑے یگیوں کا ذکر نہیں ملتا -

غلامي کا رواج

هندو تہذیب اعلی درجہ کی تھی ضرور پر غلامی کا رواج بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا - یہہ رواج همارے زمانہ زیر تنقید کے بہت قبل سے چلا آتا تھا - منو اور یاگیہ‌ولکیہ کی اسمرتیوں میں غلامي کے رواج کا ذکر موجود هے - یاگیہ‌ولکیہ اسمرتي کے تفسیر نویس وگیانیشور نے (بارهویں صدی) پندرہ قسم کے غلاموں کا ذکر کیا هے : خانہ‌زاد (گھر کی لونڈي سے پیدا) ' کریت (خریدا گیا) ' لبدهہ (دان‌امیں ملا هوا) ' دایا دو پاگت (خاندانی) ' اناکال بھریت (قحط میں مرنے سے بچایا هوا) '

آهت (روپیه دے کر اپنے پاس رکھا هوا)، رین داس (قرض کی علت میں رکھا هوا)، یدهه پراپت (لڑائی میں پکڑا هوا)، پنڈیجت (جوے وغیرہ میں جیتا هوا)، پربرجیاوست (سادهو هونے کے بعد بگڑ کر بنا هوا)۔ کریت (ایک خاص مدت کے لئے رکھا هوا)، بڑواهریت (گھر کی لونڈی کے فراق میں آیا هوا)، اور آتم‌بکریتا (اپنے آپ کو بیچنے‌والا) - غلام جو کچھه کھاتا تھا اُس پر اس کے مالک کا حق هوتا تھا - کچھه لوگ غلاموں کو چوری کر کے انھیں بیچ ڈالتے تھے -

یہاں کی غلامی دوسرے ملکوں کی غلامی کی طرح حقیر، قابل نفرت اور شرمناک نه تھی - یهه غلام گھروں میں گھر کے آدمیوں کی طرح رهتے تھے - تہوهار اور تقریبوں میں غلاموں کی بھی خاطر کی جاتی تھی - جو غلام تندهی سے کام کرتے تھے اُن کے مالک اُن کے ساتھه بہت اچھا سلوک کرتے تھے - سلطنت کی طرف سے غلاموں کے ساتھه رحم اور انسانیت کا برتاؤ کرنے کے لئے قانون بنے هوے تھے - یاگیه‌ولکیه اسمرتی میں لکھا هے که زبردستی غلام بنائے هوے اور چوروں سے خریدے گئے غلاموں کو اگر مالک خود آزاد نه کر دے تو راجه انھیں آزاد کرا دے - کوئی سانحه پیش آجانے پر آقا کی جان بچانے کے صله میں غلام آزاد کر دیا جاتا تھا (۱) - نارد اسمرتی میں تو یہاں تک لکھا هوا هے که آقا کی جان بچانے‌والے غلام کو

(۱) متاکشرا صفحه ۲۴۹ -

اولاد کی طرح جائداد میں ورثہ بھی دیا جاے - جو لوگ قرض کی علت میں غلام بنتے تھے وے قرض ادا کر دینے پر آزاد ھو سکتے تھے - قحطزدے غلام دو گائیں دےکر ' آھت غلام روپئے دےکر ' لڑائی میں پکڑے ھوے اپنے کو خود بیچنے والے اور جوئے وغیرہ میں جیتے ھوے غلام کوئی نمایاں خدمت انجام دےکر یا عوض دےکر آزاد ھو سکتے تھے (۱) - متاکشرا میں اُس زمانہ میں غلاموں کو آزاد کرنے کا طریقہ بھی لکھا ھوا ھے - آدا غلام کے کندھے سے پانی کا بھرا ھوا گھڑا اتھاتا اور اُسے توڑ کر اکشت ' پھول وغیرہ غلام پر پھینکتا ھوا تین بار کہتا تھا ' اب تو میرا غلام نہیں ھے ' - یہہ کہہ کر اسے آزاد کر دیتا تھا - یہاں کے غلام معتمد ملازم سمجھے جاتے تھے - اُن کے ساتھہ کسی طرح کی سختی یا زیادتی روا نہ رکھی جاتی تھی - ایسی حالت میں چینی اور عرب سیاحوں کو ملازموں اور غلاموں میں کوئی فرق ھی نظر نہ آیا - پھر وہ لوگ غلاموں کا ذکر کیسے کرتے ؟

توھمات

ادبیات اور نظریات میں انتہائی ترقی ھونے کے باوجود عوام میں توھمات کی کمی نہ تھی - لوگ جادو تونے ' بھوت بریت وغیرہ کے معتقد تھے - جادو تونے کا رواج

(۱) متاکشرا صفحہ ۲۴۹ - ۵۰ -

ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - اتھرو وید میں تسخیر، تالیف، تخویف وغیرہ کا ذکر موجود ہے - راجہ کے پروہت اتھرو وید کے عالم ہوتے تھے - دشمنوں کا خاتمہ کرنے کے لئے راجہ جادو ٹونے اور عملیات بھی کام میں لاتا تھا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں ان توہمات کا بہت زور تھا - بان نے پربھاکروردھن کی موت کے وقت لوگوں کے آسیب کا شبہہ کرنے اور اُس کے رد عمل کا ذکر کیا ہے (۱) - کادمبری میں بھی بان نے لکھا ہے کہ ولاس‌وتی اولاد کے لئے تعویذ پہنتی تھی، گنڈے باندھتی تھی، گیدڑوں کو گوشت کھلاتی تھی، بھوتوں کو خوش کرتی تھی اور رمالوں کی خاطر تواضع کرتی تھی - اِسی طرح حمل کے وقت ارواح خبیث سے اس کی حفاظت کرنے کے لئے پلنگ کے نیچے راکھہ کے حلقے بنانے، گوروچن سے بھوج‌پتر پر لکھے ہوے منتروں کے جنتر باندھنے، چڑیل سے بچنے کے لئے مور پنکھوں کے اُرسینے، سفید سرسوں بکھیرنے وغیرہ عملیات کا ذکر کیا ہے (۲) - بھوبھوتی نے مالتی‌مادھو میں لکھا ہے کہ اگھورگھنٹ مالتی کو دیوی کے مندر میں حصول مقصد کے لئے قربان کرنے لے گیا تھا - "گوڈوھو" میں بھی دیوی کو خوش کرنے کے لئے آدمیوں اور جانوروں کے قربان کئے جانے کا ذکر ہے - ان اسباب سے ظاہر ہوتا ہے

(۱) بان کا ہرش چرت صفحہ ۱۵۴ -
(۲) کادمبری صفحہ ۱۲۸ - ۳۰ -

که همارے زمانہ متعینہ تک هندوستان میں توهمات کا خاص
زور تھا - لوگ بھوت ' پریت ' ڈانکنی ' شاکنی ' وغیرہ کے
معتقد تھے - سومیشور کوي کے سورتھو تسو ' نامی کاویہ سے
ظاهر هوتا ھے که راجہ لوگ جادو منتروں سے دشمنوں کو
قتل کرانے یا زخموں کو منتروں کے ذریعہ اچھا کرنے کا عمل
کرتے تھے - دیویوں کو خوش کرنے کے لئے جانوروں اور
آدمیوں کو بلی دینے کے لئے وحشیانہ اور شرمناک رسم
اس وقت بھی موجود تھي -

اطوار

اس موضوع کو ختم کرنے کے پہلے اس زمانہ کی عادات
و اطوار پر بھی چند الفاظ لکھنا بے موقع نہ هوگا - زمانہ
قدیم سے هی هندوستانیوں کے اطوار بہت هی پسندیدہ اور
نیک رهے هیں - میگاستھنیز نے لکھا ھے کہ وہ لوگ
سچ بولتے تھے ' چوری نہیں کرتے تھے ' اور نہ اپنے گھروں میں
تالے ڈالتے تھے - جواں‌مردي میں ایشیا میں ان کا کوئی
همسر نہ تھا - وہ بہت حلیم اور جفاکش تھے ' انہیں
عدالت میں جانے کی ضرورت کبھي نہ هوتي تھی - یہہ
کیفیت زمانہ قدیم میں هي نہیں تھی - همارے زمانہ کے
سیاحوں نے بھی ان کے خوش‌کردار هونے کی خوب تعریف
کی ھے - هیونسانگ لکھتا ھے کہ هندوستان کے لوگ سادگی
اور ایمانداری کے لئے مشہور هیں - وہ کسي کا مال غصب

نهيں كرتے - الادريسی لكهتا هے كه هندوستان كے لوگ هميشه
حق كی حمايت كرتے هيں ' حق سے دشمني نهيں كرتے -
اُن كے معاملات كی صفائی نيک نيتی اور صداقت مشهور
هے - ان معاملات ميں وه اتنے نيک نام هيں كه دوسرے
ممالک كے لوگ بلا خوف ان سے تعلقات پيدا كرتے هيں
جس سے ان كا ملک خوش‌حال هوتا جاتا هے - (۱)
تيرهويں صدی كا شمس‌الدين ابو عبدالله بديع‌الزمان كے
فيصله كا اقتباس كرتے هوے لكهتا هے كه هندوستان كی
آبادی بهت گهنی هے ' وهاں كے لوگ دهوكے اور بد نيتي سے
نفرت كرتے هيں - زندگی اور موت كی وه بالكل
پروا نهيں كرتے - (۲) ماركو پولو (تيرهويں صدی)
نے لكها هے كه براهمن اچهے تاجر اور حق پرور
هيں - وه گوشت مچهلی كا استعمال نهيں كرتے اور
كامل احتياط سے زندگي بسر كرتے هيں - وه طويل‌العمر
هوتے هيں - (۳) - اُس زمانه كے چهتری چار پائی پر
مرنا شرمناک سمجهتے تهے ' شمشير بكف مرنے كي ان كی
تمنا رهتي تهی - يهه موقع نه ملتا تها تو وه لوگ دريا
ميں كود كر ' پهاڑوں سے گر كر يا آگ ميں جل كر جان
دے ديتے تهے - بلال سين اور دهنگ ديو كے پانی ميں ڈوب

(۱) اليت ' جلد ۱ صفحه ۸۸ -
(۲) ميكس مولر ' انڈيا - صفحه ۲۷۵ -
(۳) ماركو پولو ' جلد ۲ صفحه ۳۵۰ - ۶۰ -

مرنے اور مریچھہ‌کٹک کے مصنف شودرک وغیرہ کے آگ میں
جل مرنے کی نظیریں ملتی ھیں - بعض اوقات براھمن بھی
ضعیف ھو جانے پر آگ میں جل مرتے یا پانی میں کود
پڑتے تھے - سکندر کے زمانہ میں ایک براھمن کے آگ میں
جل مرنے کا پتہ لگتا ھے - مارکو پولو نے بھی اس رسم کا
ذکر کیا ھے - (۱)

هندوستانی تہذیب میں عورتوں کا درجہ

کسی قوم کی معاشرت اس وقت تک مکمل نہیں سمجھی
جاتی جب تک اس میں عورتوں کا درجہ اونچا نہ ھو -
زمانہ سلف بعید میں عورتوں کا بہت احترام کیا جاتا تھا
اسی لئے اُنھیں اردھانگنی (مردوں کے جسم کا نصف) کا نام
دیا گیا تھا - گھر میں ان کا درجہ بہت بلند تھا - یگیہ
وغیرہ رسوم میں شوھر کے ساتھہ بیٹھنا لازمی تھا - راماین
اور مہابھارت میں ھی نہیں ان کے بعد کے ناٹکوں میں
بھی عورتوں کا درجہ بہت اونچا بتایا گیا ھے - ھمارے
زمانہ تک بھی عورتوں کا معاشرت میں بہت اونچا درجہ
تھا - بھوبھوتي اور نارائن بھٹ کے ناٹکوں سے معلوم ھوتا
ھے کہ اس زمانہ میں عورتوں کا کافی وقار تھا -

عورتوں کي تعلیم

پچھلے زمانہ کی طرح اس زمانہ میں عورتوں اور شودروں
کو تعلیم دینا خطرناک نہ سمجھا جاتا تھا - ہاں بہت

(۱) سي وي وید، هستري آف میدیول اندیا، جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ -

نے لکھا ہے کہ راج شری کو بودھہ اصولوں کی تعلیم دینے
کے لئے دواکرمتر کا تقرر ہوا تھا - بہت سی عورتیں بودھہ بھکشو
بھی ہوتی تھیں جو یقیناً بودھہ عقائد سے کما حقہ واقف
ہوتی ہوں گی - شنکرا چاریہ کے ساتھہ شاسترارتھہ کرنے والے
منڈن مسر کی بیوی کے متعلق یہہ روایت مشہور ہے کہ
اُس نے شنکرا چاریہ کو بھی لاجواب کر دیا تھا - مشہور شاعر
راج شیکھر کی بیوی اونتی سندری علم و فضیلت میں یگانہ
روزگار تھی - راج‌شیکھر نے دیگر علما سے اپنے اختلاف رائے
کا اظہار کرتے ہوئے جہاں اور علما کی رایوں کا حوالہ دیا ہے
وہاں تین مقامات پر اس نے اونتی سندری کی رائے کا بھی
حوالہ دیا ہے - اونتی سندری نے پراکرت میں مستعمل ہونے
والے دیسی الفاظ کی ایک لغت بھی بنائی جس میں ہر ایک
لفظ کے استعمال کی سند اس نے اپنی ہی تصنیف سے پیش
کی تھی - ہیم چندر نے اپنی دیسی نام مالا میں دو جگہوں
پر اس کے اختلاف رائے کا ذکر کر کے ثبوت میں اس کے
اشعار پیش کئے ہیں - عورتوں کی تعلیم کے متعلق راج شیکھر
اپنے خیالات یوں ظاہر کرتا ہے - "مردوں کی طرح عورتیں
بھی شاعرہ ہوں - ملکہ تو روح میں ہوتا ہے' وہ مرد یا
عورت کے جنس میں تمیز نہیں کرتا - راجاؤں اور وزیروں
کی بیٹیاں' ارباب نشاط' پنڈتوں کی بیویاں شاستروں کی
ماہر اور شاعرہ دیکھی جاتی ہیں (۱) - ہمارے زمانہ میں

---

(۱) ناگری پرچارنی پتر کا حصہ ۲ صفحہ ۸۰ - ۸۶ -

بھی متعدد عورتیں شاعرہ ہوئی ہیں - ان میں سے کچھ کے نام یہہ ہیں - اِندو لیکھا ، مارولا ، موریکا ، وجکا ، شیلا ، سبھدرا ، پدم سری ، مدالسا اور لکشمی - اتنا ھي نہیں ، عورتوں کو ریاضیات کی تعلیم بھی دي جاتی تھی - بھاسکراچاریہ (بارھویں صدی کے آخر میں) نے اپنی لڑکی لیلاوتی کو حساب سکھانے کے لئے لیلاوتی نام کی کتاب لکھی - فنون لطیفہ کی تعلیم تو عورتوں کو خاص طور پر دی جاتی تھی - بان نے راج سری کو گانا ، ناچنا وغیرہ سکھانے کے لئے خاص انتظام کئے جانے کا ذکر کیا ھے - (۱) تلاش کرنے سے تاریخ میں ایسی اور بہت سی مثالیں مل سکتي ہیں -

پردہ

اس زمانہ میں پردہ کا رواج نہ تھا - راجاؤں کی عورتیں درباروں میں آتی تھیں - ھیونسانگ لکھتا ھے کہ جس وقت ھون راجہ مہر کل شکست کھانے کے بعد پکڑا گیا اس وقت بالادتیہ کی ماں اس سے ملنے گئی تھی - ھرش کی ماں بھی اراکین دربار سے ملتی تھی - بان کادمبري میں لکھا ھے کہ بلاس وتی مختلف شگون جاننے والے جوتشیوں اور مندر کے پجاریوں اور براھمنوں سے ملتی تھی اور مہا کال کے مندر میں جاکر مہا بھارت کي کتھا سنتی تھی -

---

(۱) رتناولي - ایکٹ ۲ -

راج سری ھیونسانگ سے خود ملی تھی - اُس زمانہ کے
ناٹکوں میں بھی پردہ کا کوئی ذکر نہیں ھے - سیاح ابوزید
نے لکھا ھے کہ مستورات ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کے سامنے
آتی تھیں ، میلوں اور باغوں میں سیر و تفریح کے لئے مردوں
کے ساتھہ عورتیں بھی جاتی تھیں - کام سوتر میں اس کا
ذکر کیا گیا ھے - عورتیں فوجی ملازمت بھی کرتی تھیں ،
اور راجاؤں کے ساتھہ دربار ، ھوا خوری ، لڑائی وغیرہ میں
شریک ھوتی تھیں - وہ مسلح ھو کر گھوڑے پر سوار ھوتی
تھیں - کہیں کہیں لڑائی میں رانیوں اور دیگر عورتوں کے
گرفتار کئے جانے کا ذکر بھی آیا ھے - دکھن کے پچھمی
سولنکی وکرما دتیہ کی بہن اکا دیوی طبعاً دلیر واقع ھوئی
تھی - اور فن سیاست میں اتنی ماھر تھی کہ چار صوبوں پر
حکومت کرتی تھی - ایک کتبہ سے معلوم ھوتا ھے کہ اسی نے
(بیلگانوں ضلع کے) گوکاک کے قلعہ کا محاصرہ بھی کیا تھا -
اسی طرح اور بھی ایسی مثالیں دی جا سکتی ھیں
جن سے ثابت ھوتا ھے کہ اس زمانہ میں پردہ کا چلن
نہ تھا - اتنا البتہ تحقیق ھے کہ راجاؤں کے محلوں میں
ھر خاص و عام کو جانے کی اجازت نہ تھی - مسلمانوں
کے آنے کے بعد پردہ کا رواج شروع ھوا - شمالی ھندوستان
میں مسلمانوں کا زور زیادہ تھا - اس لئے وھاں اونچے
خاندانوں میں گھونگٹ اور پردہ دونوں ھی کا رواج زور
پکڑتا گیا - جن صوبوں میں مسلمانوں کا اثر زیادہ نہ ھوا
وھاں پردہ یا گھونگٹ کا رواج بھی نہ چلا - آج بھی

راجپوتانہ سے دکھن سارے هندوستان میں کہیں پردہ نہیں ھے اور کہیں ھے بھی تو براے نام -

شادي

منو اسمرتی میں ' جو همارے زمانہ زیر تنقید سے پہلے بن چکي تھی آٹھہ قسم کی شادیوں کا ذکر ھے - براھم ' دیو ' آرش ' پراجاپتہ ' آسر ' گاندھرو ' راکشس اور پشاچ - بہت ممکن ھے کہ اس وقت ان آٹھوں قسموں کی شادیوں کا رواج رها هو - لیکن روز بروز کم هوتا جاتا تھا - یاگیہولکیہ نے ان سب کی تشریح کر کے پہلی چار قسموں کو هي مرجح کہا ھے - وشنو اور شنکھہ اسمرتیوں میں پہلی چار قسموں کو هی جائز کہا ھے - هاریت اسمرتي میں تو صرف براھم بواہ کو مناسب کہا گیا ھے -

اونچے خاندانوں میں کثرت ازدواج کی رسم موجود تھی - راجہ ' سردار اور اهل ثروت کئی کئی شادیاں کرتے تھے - ایک کتبہ میں کانچوری راجہ گانگے دیو کے مر جانے پر اس کی بہت سی رانیوں کے ستی هونے کا ذکر ملتا ھے - اس زمانہ تک کمسنی کي شادیوں کا رواج نہ تھا - کالی داس نے شکنتلا سے دشینت کے ملنے کا واقعہ لکھا ھے - شکنتلا اس وقت بالغ هو گئی تھي - گریھیہ سوتروں میں شادي کے کچھہ دنوں بعد گربھادھان کرنے کا ذکر ھے - اس سے صاف ظاھر ھے کہ لڑکیاں بالغ هوتي تھیں - منو اسمرتی میں لڑکی کي عمر ١٦ بتلائي ھے - راج سری کی عمر شادي کے وقت ١٢ سال تھی - کادمبری سے معلوم هوتا ھے

که مها شویتا اور کادمبری دونوں کی عمر شادی کے
قابل تهی - هاں همارے دور متعینه کے آخری حصه میں
کمسنی کی شادیوں کا آغاز هو چلا تها - مسلمانوں کے آنے
کے بعد اس رواج نے زیاده زور پکڑا - بدهوا بواه اگر پہلے
کی طرح عام نه تها ، لیکن متروک بهی نه هوا تها -
یاگیه ولکیه اسمرتی میں بدهوا بواه کا ذکر موجود هے -
وشنو نے یہاں تک لکها هے که باکره بدهوا کی شادی سے
جو لڑکا پیدا هو وه جائداد کا وارث بهی هے - پراشر تک نے
لکها هے که اگر کسی عورت کا خاوند مر گیا هو یا
سادهو بن گیا هو ، لا پته هو گیا هو ، ذات سے خارج
هو گیا هو ، یا قوت مردی سے محروم هو گیا هو تو وه
دوسری شادی کر سکتی هے - مشهور جین منتری وستوپال
تیج پال کا بیوه سے پیدا هونا مشهور هے - یهه رواج رفته
رفته کم هوتا گیا اور آخری دوئجوں (جنیو پهننے والوں)
میں بالکل غائب هو گیا - البیرونی لکهتا هے که عورت
بیوه هو جانے پر شادی نہیں کر سکتی - بدهواؤں کے
پهناوے اور وضع و قطع بهی عام عورتوں سے جدا هوتے تهے -
بان نے راج شری کے بیوه هو جانے پر اس کا ذکر کیا هے -
آج بهی اونچی ذاتوں میں بدهوا بواه کا رواج نہیں ، مگر
نیچی ذاتوں میں عام هے -

رسم ستی

ستی کا رواج همارے زمانه کے کچهه پہلے شروع هو گیا
تها - اور مخصوص میں کسی نه کسی وجه سے اُس کا

رواج بڑھتا گیا - ہرش کی ماں خود ستی ہو گئی تھی - ہرش چرت میں اس کا ذکر موجود ہے - راج سری بھی آگ میں کودنے کو تیار ہو گئی تھی ' پر ہرش نے اسے روک لیا - ہرش کی تصنیف "پریہ درشیکا" میں وندھیہ کیتو کی عورت کے ستی ہونے کا ذکر آیا ہے - اس کے پہلے چھٹویں صدی کے ایک کتبہ سے بھانوگپت کے سپہ سالار گوپ راج کی بیوی کے ستی ہونے کی نظیر موجود ہے - البیرونی لکھتا ہے "بدھوائیں یا تو تپسونی کی زندگی بسر کرتی ہیں ' یا ستی ہو جاتی ہیں - راجاؤں کی عورتیں ' اگر بوڑھی نہ ہوں تو ستی ہو جاتی ہیں" (۱) - سبھی بیواؤں کے لئے ستی ہونا لازمی نہ تھا - یہہ امر عورتوں کی مرضی پر مبنی تھا -

ان رواجوں کے باوجود معمولی طور پر عورتوں کی تمدنی حالت بری نہ تھی - ان کی کماحقہ عزت و تعظیم کی جاتی تھی - ویدویاس نے منو اسمرتی میں اُن کے معمولات کا جو ذکر کیا ہے وہ پڑھنے لائق ہے - اُس کا لب‌لباب یہ ہے - عورت شوہر سے پہلے اُٹھہ کر گھر صاف کرے ' اسنان کرے اور کھانا پکائے ' شوہر کو کھلاکر پوجا کرے - تب خود کھائے - باقی دن آمدنی و خرچ وغیرہ کے انتظام میں صرف کرے - شام کو بھی گھر میں جھاڑو

(۱) البیرونی جلد ۱ - صفحہ ۱۵۵ -

اور چوکا لگاکر کھانا پکاوے اور خاوند کو کھلاوے - منو اسمرتی میں لکھا ہے کہ جس گھر میں عورتوں کی عزت ہوتی ہے ، وہاں دیوتا رہتے ہیں - اسی میں لکھا ہے - اچارج اپادھیائے سے اور باپ آچارج سے دس گنا قابل تعظیم ہے ۔ لیکن ماں باپ سے ہزار گنی قابل تعظیم ہے - عورتوں کی قانونی حیثیت بھی کمتر نہ تھی - ان کی ذاتی ملکیت کے متعلق قانون بنے ہوئے تھے - وہ بھی جائداد کی وارث ہو سکتی تھیں - اس مسئلہ کے متعلق ہم تفصیل سے آیندہ لکھیں گے -

---

دوسری تقریر

ادبیات

قدیم ہندوستان کا ادب بہت جامع ' پرمغز اور بلندپایہ تھا - علمائے ہند نے ہر ایک صنف میں طبع آزمائی کی تھی - ادب ' صرف و نحو ' آیورویدا ' نجوم ' ریاضیات ' نظریات ' صنعت و حرفت ' سبھی شعبے کمال کی انتہا تک پہنچ چکے تھے - ہم یہاں ترتیب وار ان شعبوں کی ترقیوں کا کچھ مختصر ذکر کرنے کی کوشش کریں گے - یہاں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ زمانہ قدیم میں ادب سے صرف ادب لطیف یعنی شعر ' ناٹک ' ناول ' قصے ' کہانیاں ' علم عروض وغیرہ ہی مراد ہوتے تھے - حالانکہ فی زمانہ ادب کا مفہوم بہت جامع ہو گیا ہے اور سبھی علوم و فنون اس کے تحت میں آجاتے ہیں -

ہمارے دور کے ادبیات زبان کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کیے جا سکتے ہیں -

(۱) سنسکرت ادب سب سے زیادہ گرانمایہ ہے - اس زمانہ میں سنسکرت ہی درباری زبان تھی - سلطنت کے سارے کاروبار اسی زبان میں ہوتے تھے - کتبے ' تامب پتر وغیرہ بھی عموماً اسی زبان میں لکھے جاتے تھے - اس کے علاوہ سنسکرت سارے ہندوستان کے علما کی زبان تھی - اس لئے اس کا رواج کل ہندوستان میں تھا -

(۲) پراکرت بهاشا عوام کی زبان تهی - یهی بول چال کی زبان تهی - اس کا ادب بهی بہت ترقی کر چکا تها -

(۳) جنوبی هند میں اگرچه علما میں سنسکرت کا رواج تها ، مگر وهاں بول چال کی زبان دراوڑی تهی جس میں تامل ، تلگو ، ملیالم ، کنڑی وغیره زبانیں شامل تهیں - همارے زمانه میں ان زبانوں کا ادب بهی ترقی کے شاهراه میں گامزن هوا - اب هم سلسله وار ان تینوں بهاشاؤں کی ادبیات پر غور کرتے هیں -

سنسکرت ادبیات کی ارتقائی رفتار

ادبیات کے اعتبار سے همارا دور مخصوص ترقی کر چکا تها - همارے زمانے سے بہت قبل سنسکرت ادب مدون هو چکا تها ، لیکن اس زمانه میں اس کی ترقی کی رفتار قائم رهی - هم اس زمانه میں سنسکرت زبان میں دیگر زبانوں کی طرح لفظوں کی ترکیب یا زبان کے قواعد میں کوئی تغیر نہیں دیکھتے - اس کا خاص سبب یہه هے که عیسیٰ کی قبل چهٹویں صدی میں پانڈنی نے اپنے ویاکرن کے سخت قاعدوں سے سنسکرت زبان کو جکڑ دیا اور کسی شاعر یا عالم کو یه حوصله نہیں هوا که وه پانڈنی کے اصولوں سے منحرف هو ، کیونکه پانڈنی کو لوگ مهرشی سمجهتے تهے ، اور سب کو ان سے عقیدت تهی - ان کے اصولوں کو توڑنا پاپ تها - یه حالت زمانه قدیم سے چلی آتی هے - جبهی تو پتنجلی نے بهی پانڈنی کے سوتروں میں بعض

موقعوں پر قاطیاں دکھاتے ہوئے یہ کہہ کر اپنی جان بچائی تھی کہ پانلی کے مطالب سمجھنا میرے استعداد سے بالاتر ہے - اس زمانہ میں سنسکرت میں لطافت پیدا کرنے کی بہت کوشش کی گئی - اس کا ذخیرہ الفاظ بھی بہت بڑھ گیا - سنسکرت لکھنے کے مختلف طرزوں کی ایجاد ہوئی - یہ نشونما سن ۶۰۰ عیسوی سے نہیں - اس سے بہت قبل شروع ہو چکی تھی - شداے سخن کالی داس ، بھاس ، اشو گھوش وغیرہ بھی اپنی سحرآرائیوں سے سنسکرت ادب کو مالامال کر چکے تھے - رامائن اور مہابھارت اور پہلے ہی جلوہ‌افروز ہو چکے تھے - لیکن یہ اس ترقی کی انتہا نہ تھی - سن ۶۰۰ عیسوی کے بعد یہ ترقی کا دور بدستور قائم رہا - ہمارے زمانے میں سیکڑوں نظم و نثر ، ناٹک ، اپنیاس ، کتھائیں ، وغیرہ تصنیف ہوئیں -

اس زمانے کے ادب کی بعض بہترین نظمیں

ہندوستانی ادب میں آج جتنی کتابیں موجود ہیں انہیں سے ہم اس زمانہ کی ادبی ترقی کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے - اس زمانہ کی ہزاروں لاجواب تصنیفیں تلف ہو چکی ہیں اور ہزاروں ایسی پوشیدہ جگہوں میں چھپی ہوئی ہیں جن کا ابھی تک کسی کو علم نہیں ہے - خدا کے فضل سے جو تصانیف دستبرد روزگار سے بچ رہی ہیں ان کی تعداد تھوڑی ہے - پھر بھی اس زمانہ کے ادب کی جو یادگاریں بچ رہی ہیں وہ اس ادب کی رفعت اور

وسعت کا پتہ دے رہی ہیں - اس زمانہ کی موجودہ نظموں اور ادبیات سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ کی زیادہ تر تصانیف راماین اور مہابھارت کے واقعات سے ہی ماخوذ ہیں - ہم اگر ان دونوں قصوں سے متعلق تصانیف کو خارج کر دیں تو بقیہ کتابوں کی تعداد بہت تھوڑی رہ جائیگی - یہاں ہم سنسکرت کے بعض ادبی جواہرریزوں کا ذکر کرتے ہیں -

کراتارجن — اس کا مصنف بھاروی ساتویں صدی میں ہوا تھا - اس کا تعلق مہابھارت کے واقعات سے ہے - یہ مثنوی صرف ادبی خوبیوں کے اعتبار سے نہیں ' سیاسیات کے اعتبار سے بھی اعلیٰ درجہ کی ہے - لطافت معنوی اس کا خاص وصف ہے - اس کے آخری حصہ میں شاعر نے صنعت الفاظ کے نادر نمونے پیش کئے ہیں - ایک شلوک میں تو 'न' کے سوا اور کوئی حرف ہی نہیں آنے پایا - صرف آخر میں ایک त ہے (۱) -

امروشتک بھی ایک لاثانی شاعرانہ تصنیف ہے - اس کے متعلق مشہور عالم ڈاکٹر میکڈانل نے لکھا ہے کہ مصنف عشاق کی خوشی اور رنج ' فراق اور وصال کے جذبات لکھنے میں یدطولی رکھتا ہے -

بھٹی کاویہ — اسی بھٹی نے جو ولبھی راجہ دھرسین کا وظیفہ‌خوار تھا ' ادبیات کے پیرایہ میں صرف و نحو کے

न नोननुन्नो नुन्नोनो नाना नानानना ननु ।
नुन्नोऽनुन्नो ननुन्नेनो नानेनानुन्ननुन्ननुत् ॥

(۱) کراتارجن - سرگ ۱۵ - شلوک ۱۴

خشک اصولوں کو سکھانے کے لئے لکھا ھے - اس کے ساتھہ ھی رام چندر کا قصہ بھی بیان کیا ھے -

شوپال بدھہ -- اس میں درشن کے ھاتھوں شوپال کے مارے جانے کا قصہ نظم کیا گیا ھے - اس کا مصنف ماگھہ ساتویں صدی کے دوسرے نصف میں ھوا - اس نظم میں حسن بیان کے ساتھہ تشبیہات ، لطافت معنوی اور محاسن شاعری کا نادر نمونہ ھے - اس کی شاعری کے متعلق مشہور ھے --

"کالی داس تشبیہات کا بادشاہ ھے ، بھاروی لطافت معنوی میں یکتا ، ڈنڈی محاسن شاعری میں فرد ، لیکن ماگھہ ان تینوں اوصاف میں بے مثل ھے" -

نلوادے -- اس میں نل دمینتی کا قصہ نظم کیا گیا ھے - اس کا طرز بیان اور تنوع بحر خاص طور پر قابل ذکر ھے - قافیوں کی بندش اس کی ایک خاص خوبی ھے - قافئہ صرف آخر میں نہیں ، وسط میں التزاماً لائے گئے ھیں - یہ کتاب سنسکرت ادب میں ایک معجزہ ھے -

راگھو پانڈوی -- اس کے مصنف کا نام کوی راج (سن ۸۰۰ع) - اس کتاب میں راماین اور مہابھارت کے واقعات ساتھہ ساتھہ نظم کئے گئے ھیں -- ھر ایک شلوک کے دو معنی ھوتے ھیں - ایک راماین کی کتھا کا مظہر ھے ، دوسرا مہابھارت کی کتھا کا - اس طرز کے اور بھی کاویہ موجود ھیں -

پارشوابھیودے — یہ کتاب جین آچارج جن سین نے دکھن کے راشٹرکوٹ راجہ اموگھہ برش (نویں صدی) کے زمانہ میں لکھی - اس کی خوبی یہہ ہے کہ پارس ناتھہ کے حالات کے ساتھہ کہیں آخری بند، کہیں پہلا اور چوتھا بند، کہیں پہلا اور تیسرا بند، اور کہیں دوسرا اور تیسرا بند میگھدوت سے لیا ہے - اس طرح اپنی ضخیم نظم میں اس نے تمام و کامل میگھدوت کو شامل کر دیا ہے اور اپنے قصہ کی روانی میں کہیں رکاوٹ نہ پیدا ہونے دی - اس کتاب سے میگھدوت کا صحیح متن معلوم ہو جاتا ہے -

یوں تو سنسکرت کا تمام و کمال حصہ نظم موسیقیت سے پڑھے اور اُسے (Lyric poetry) کہہ سکتے ہیں، لیکن جے دیو کی تصنیف گیت گووند جو بارھویں صدی میں لکھی گئی اس اعتبار سے اپنا نظیر نہیں رکھتی - شاعر نے مشکل بحروں میں حسن بندش کا کمال دکھایا ہے - اپنی عدیم المثال قدرت کلام سے اُس نے صنائع لفظی اور قافیہ کی موزونی کو اس طرح یکجا کیا ہے کہ ساری نظم بے انتہا شیریں اور پرتاثیر ہے - اُسے مختلف راگوں میں لوگ گا سکتے ہیں - اس تصنیف نے بڑے بڑے مغربی علما کو حیرت میں ڈال دیا ہے - اور کئی نقادوں نے تو اُسے موسیقیت کی انتہا مان لی ہے -

ان کے علاوہ اور بھی کتنی ہی رزمیہ نظمیں ہمارے زمانہ زیر بحث میں لکھی گئیں جن میں سے بعضوں کے

نام درج ذیل هیں - مشہور شاعر چھیمیندر نے ' راماٸن منجری ' ' بھارت منجری ' اور ' دس اوتار چرت ' ' سمے ماترکا ' ' چارک مالا ' ' کوی کنتھہ آبھرن ' ' چتربرگ سنگرہ ' وغیرہ چھوٹی بڑی کٸی کتابیں تصنیف کیں - کمارداس کا ' جانکی ہرن ' ہردت کا ' راگھو نیشدھی ' منکھہ کا ' شری کنٹھہ چرت ' ہرش کا ' نیشدھہ چرت ' وستوپال کا ' نر نارائن آنند کاویہ ' راجانک جے رتھہ کا ' ہر چرت چنتامن ' راجانک رتناکر کا ' ہر بجے مہاکاویہ ' دامودر کا ' نتی نیمت ' باگ بھٹ کا ' نیمی نروان ' دھننجے کا ' دوی سندھان مہاکاویہ ' سندھیاکر نندی کا ' رام چرت ' ولہن کا ' وکرمانک دیو چرت ' پدم گپت کا ' نو ساھسانک چرت ' ہیم چندر کا ' دویا شرے مہا کاویہ ' جیانک کا ' پرتھوی راج بجے ' سوم دیو کی ' کیرتی کومدی ' اور کلہن کی ' راج ترنگنی ' صدہا رزمیہ نظمیں ہیں - ان میں سے پچھلی سات تاریخیں ہیں -

مجموعۂ لطائف و ظرائف

ہمارے زمانہ میں لطائف و ظرائف کے کٸی اچھے مجموعے ہو چکے تھے - اَمِت گتی (۹۹۳ع) کے ' سوبھاشت رتن سندوہ ' اور بلبھہ دیو (گیارھویں صدی) (۱) کے ' سوبھا

(۱) کٸی علما اسے چودھویں صدی کی تصنیف مانتے ہیں مگر یہہ صحیح نہیں - سروانند نے جو ۱۰۸۱ شک سمبت (۱۱۵۹ع) میں ہوا تھا امر کوش کی '' ٹیکا سروسو '' نام کی تشریح میں '' سوبھاشتاولی '' کے اجزا نقل کٸے ہیں -

شتاولی' کے علاوہ ایک بودھ عالم کا مجموعہ بھی ملتا ہے جو مشہور ماہر سلف ڈاکٹر ٹامس نے 'کویندر بچن سمچے' کے نام سے شائع کیا ہے - اس کتاب کی بارھویں صدی کی لکھی ہوئی ایک نقل ملی ہے - مگر کتاب یا مصنف کا نام ابھی تک تحقیق نہیں ہو سکا -

تصانیف نثر

ادب میں کتھاؤں اور قصوں کا بھی خاص درجہ ہے - ہمارے زمانے میں اس صنف کو بھی ادیبوں اور مصنفوں نے نظرانداز نہیں کیا - چھوٹی چھوٹی کہانیوں کا رواج ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے - بودھوں اور جینیوں کے مذہبی تصانیف جس وقت لکھی گئیں اس زمانہ میں اس صنف ادب نے بہت ترقی کرلی تھی - سنہ ۶۰۰ع سے قبل کتنی ہی کتھائیں بن چکی تھیں جو مہابھارت اور پورانوں میں شامل کر دی گئی ہیں - مشہور زمانہ 'پنچ تنتر' بھی تیار ہو چکا تھا - اس کے ترتیب کا زمانہ ابھی تحقیق نہیں کیا جا سکا - ہاں سنہ ۵۷۰ عیسوی میں اس کا پہلوی زبان میں ترجمہ ہو چکا تھا - یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ عربی اور سریانی زبان میں بھی اس کے تراجم ہو گئے - اس کے سوا ہمارے زمانہ کے بہت پہلے 'برہت کتھا' بھی موجود تھی جسے "گناڈھ" نام کے ایک عالم نے پشاچی زبان میں لکھا تھا - دنڈی' سوبندھو اور بان وغیرہ شعرا نے بھی تحقیق کی ہے -

چھیمیندر نے سنہ ۱۰۳۷ عیسوی میں ' برھت کتھا منجری '
کے نام سے سنسکرت زبان میں اس کا ترجمہ کیا - پنڈت
سوم دیو نے بھی ' کتھا سرت ساگر ' کے نام سے (سنہ ۱۰۶۷ عیسوی
اور سنہ ۱۰۸۱ عیسوی کے بیچ میں) اس کا ترجمہ کیا تھا -
اس کا تیسرا ترجمہ بھی ' برھت کتھا شلوک سنگرہ ' کے
نام سے دستیاب ہوا ہے - اس کے علاوہ بیتال ' پچیسی ' ' سنگھاسن
بتیسی ' اور شوک بہتری ' وغیرہ قصص کے مجموعے بھی
ملتے ہیں جو ہمارے زمانہ میں بھی رائج تھے - ان تراجم
سے ہندوستانی کتھائیں یورپ میں بھی پہونچ گئیں اور
وہاں بھی ان کا رواج ہو گیا - یہی سبب ہے کہ کتنے
ہی عربی قصوں میں ہندوستانی قصوں کا رنگ جھلکتا
ہوا معلوم ہوتا ہے -

چھوٹی چھوٹی کہانیوں کے ان مجموعوں کے علاوہ کئی
نثر کے ناول یا ' آکھیائکائیں ' بھی لکھی گئیں - اگر چہ یہہ
سنسکرت کی نثر میں لکھی گئی ہیں پر ان کا طرز بیان
شاعرانہ ہے - صنائع و بدائع اور الفاظ کی رنگینی ان کی خصوصیات
ہیں - پیچیدہ ترکیبوں اور صنعتوں کے باعث جا بجا ان کی
زبان بہت سخت ہو گئی ہے - ان تصانیف سے معاصرانہ
تہذیب اور معاشرت پر بہت روشنی پڑتی ہے - دنڈی کوی
کی تصنیف ' دش کمار چرت ' سے ہمیں اس زمانہ کے رسم و
رواج ' عام تہذیب ' راجاؤں اور اراکین سلطنت کے عام
برتاوات کے متعلق کتنی ہی باتوں کا انکشاف ہوتا ہے -

سوبندھو کا بنایا ہوا "واسودتا" بھی سنسکرت ادب کی ایک لاثانی تصنیف ہے - لیکن صنعتوں کی اس میں اس قدر بھرمار ہو گئی ہے کہ اس کو سمجھنا لوہے کے چنے چبانا ہے - کہیں کہیں تو ایک ہی جملے یا فقرے کے کئی کئی معنی نکلتے ہیں - اس سے شاعر کے تبحر کا پتہ بھلے ہی ملتا ہو پر عام آدمیوں کے لئے تو وہ بہت ہی ادق ہے اور شرح کے بغیر تو اس کے مطالب سمجھنے میں دقت معلوم ہوتی ہے - بان کے "هرش چرت" اور "کادمبری" بھی سنسکرت ادب کی مایۂ ناز تصانیف میں هیں - "هرش چرت" ایک تاریخی اور شاعرانہ نثر کی کتاب ہے - اس سے هرش کے زمانہ کے حالات پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے - اس کی زبان نہایت مشکل اور بندشوں سے پرھے - اس کا ذخیرۂ الفاظ بہت بڑا ہے - جذبات اور زبان دونو لحاظ سے کادمبری بہترین تصنیف ہے - اس کی زبان مشکل نہیں ہے اور لطافت بھی پہلی کتاب سے زیادہ ہے - اس کو پورا کرنے کے قبل ہی بان کا انتقال ہو گیا - اس کا قصۂ ثانی اس کے بیٹے پلن بھٹ نے لکھکر کتاب پوری کر دی - ان دونوں بزرگوں نے سنسکرت نثر لکھنے میں زبان کی اتنی خوبیاں پیدا کردی هیں کہ اور کسی مصنف کے هاں نہیں ملتیں - اس سے علما میں یہہ ضرب المثل ہو گیا ہے کہ ساری دنیا کے ادیب بان کے آتش خوار هیں سوڈھل کی "اُدے سندری کتھا" اور دھن پال کی "تلک منجری" بھی رنگین نثر کے بیش بہا نمونے هیں -

چمپو

سنسکرت ادب میں چمپو (نظم و نثر ملی ہوئی) تصانیف کا خاص درجہ ہے - سب سے مشہور "نل چمپو" ہے جس کو تری بکرم بھٹ نے سنہ ۹۱۵ع کے قریب بنایا تھا - سوم دیو کا "یشس تلک" بھی اس صنف کی یادگار کتاب ہے - راجہ بھوج نے چمپو رامائن لکھنا شروع کیا تھا پر پانچ ہی کانڈ لکھے جا سکے -

ناٹک

ناٹکوں کا رواج ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے اور پانڈنی کے قبل ہی جو عیسیٰ کی چھٹویں صدی میں پیدا ہوا اس کے اصول و قواعد منضبط ہو چکے تھے - پانڈنی نے شلالی اور کری شاشو کے نٹ سوتروں کا نام بھی دیا ہے - زمانہ ما بعد میں بھرت نے "ناٹیہ شاستر" بھی لکھا - ہمارے زمانہ کے قبل "بھاس" کالی داس اشو گھوش وغیرہ نامور ناٹک نویس ہو گذرے تھے اور ہمارے زمانہ میں بھی کئی اچھے ناٹکوں کی تصنیف ہوئی - مہاراجہ شودرک کا بنایا ہوا "مرچھہ کٹکا" بلند پایہ ناٹک ہے - اس میں روحانی قوت اور سعی کے جذبات بڑی باریکی کے ساتھہ دکھائے گئے ہیں - قنوج کے راجہ ہرش وردھن نے جو بہت ہی عام دوست واقع ہوا تھا "رتناولی" اور "پریہ درشکا" نام کے دو ناٹک لکھے - افراد کی تشریح اور واقعات کی ترتیب کے اعتبار سے دونوں ہی ناٹک اونچے

درجه کے هیں - اس کا تیسرا ناٹک ' ناگانند ' هے جس کی پروفیسر میکڈانل وغیرہ علما نے بہت تعریف کی هے - اس فن میں کالی داس کا مدمقابل بهو بهوتی بهی زمانه زیر تنقید میں هوا - بهوبهوتی برار کا رهنے والا براهمن تها - اُس کے تین ناٹک ' مالتی مادهو ' ' مهابیر چرت ' اور ' اُتر رام چرت ' موجود هیں - ان میں هر ایک اپنی اپنی خصوصیات رکهتا هے - ' مالتی مادهو ' میں ' شرنگار رس ' (حسن و عشق) ' مهابیر چرت ' میں ' بیر رس ' (دلاوری) اور ' اُتر رام چرت ' میں ' کرونا رس ' (درد و غم) غالب هے - مگر جذبات درد کے اظہار میں بهوبهوتی کو سبهی شعرا پر تفوق هے - اُس کی بلندی فکر حیرت انگیز هے - اُس کے ناٹکوں میں یہه عیب هے که افراد کی گفتگو بہت طولانی هو گئی هے اور اس لئے وہ کالی داس یا بهاس کے ناٹکوں کی طرح کهیلے جانے کے لئے موزوں نہیں هیں - بہت نارائن بهی تو اسی زمانے کا شاعر مگر اس کے متعلق اب تک صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا که کس سنه میں پیدا هوا - اس کا ' بینی سنگهار ' ناٹک بہت اونچے درجه کا هے - اس میں مہا بهارت کی لڑائی کا ذکر هے - چنانچه ' ویر رس ' اس کی خصوصیت هے - ' مدرا راکشس ' کا مصنف وشاکهه دت بهی آٹهویں صدی کے قریب هوا - یہه ناٹک اپنے رنگ میں فرد هے - اس میں سیاسیات کا رنگ نمایاں هے - راج شیکهر نے بهی جو قنوج کے راجه مہندر پال اور مہی پال کا وظیفه خوار تها کئی اچهے ناٹک لکهے - وہ سنسکرت اور پراکرت دونوں زبانوں کا

جیهد عالم تھا - اپنے ناٹکوں میں اس نے کئی نئے بحروں کی ایجاد کی ھے - کہاوتوں کا بھی اس نے اکثر موقع بہ موقع استعمال کیا ھے - اس کے " بال رامایَن " اور بال " مہابھارت کا " موضوع تو نام سے ھی ظاھر ھے - اس کا تیسرا ناٹک " ودھہ شال بھنجکا " ایک ظرافت آمیز ناٹک ھے - کوی دامودر نے جو سنہ ۸۵۰ عیسوی سے قبل ھوا تھا " ھنومان ناٹک " لکھا جسے ناٹک کہنے کے بجائے مثنوی کہہ سکتے ھیں - اس میں پراکرت کا مطلق استعمال نہیں کیا گیا - کرشن مسر کوی نے (سنہ ۱۱۰۰ عیسوی) " پربودھہ چندرودے " نام کا ایک بےنظیر ناٹک لکھا - اس میں صنائع اور جذبات پر خاص طور پر زور دیا ھے - فلسفیانہ اور اخلاقی اعتبار سے اس ناٹک کا ھمسر نہیں - اس میں قناعت ، عفو ، حرص ، طمع ، غصہ ، تکبر ، حسد ، نگاہ باطل وغیرہ افراد ھیں - تاریخی اعتبار سے بھی اس ناٹک کو اھم کہہ سکتے ھیں - ان ناٹکوں کے علاوہ اور بھی درجہ دوم کے بہت سے ناٹک ھیں - مراری کا لکھا ھوا " انرگھہ راگھو " بلھن کا لکھا ھوا " کرن سندری " (ناٹکا " چندیل راجہ پرمردی دیو کے وزیر بتس راج کے لکھے ھوئے چھہ روپک (تمثیلات) - " کراتار جنی " (ایک ایکٹ کا ناٹک) " کرپور چرت " (بھان - مذاقیہ ڈراما) " رکمنی پرنے " (ایہامرگ - درد و فراق کا ڈراما) - " ترپرداہ " (ڈم - شیطانی ڈراما) " ھاسیہ چورامنی " (ظرافت کا ڈراما) اور " سمندر متھن " (سموکار - شجاعت کا ڈراما) وغیرہ - چوھان راجہ

وگرہ راج کا لکھا ہوا ” هرکیلی ناٹک “ سومیشور کا ” للت وگرہ راج “ پرمار راجہ دھارا برش کے بھائی پرهلادن دیو کا ” پارتھہ پراکرم “ وغیرہ اچھے ڈرامے هیں - ان کے علاوہ اور بھی صدها ناٹک لکھے گئے ‘ جن کے نام یہاں طوالت کے باعث نہیں دئے جا سکتے -

ابھجہ صنائع وغیرہ ارائین ا ب

ادب کے دیگر شعبوں نے بھی همارے زمانہ میں اچھی ترقی پائی - ادب کے خاص ارکان صنائع ‘ رنگ (رس) اور ابھجہ وغیرہ پر کئی کتابیں تصنیف هوئیں - ممت نے ” کاویہ پرکاش “ لکھا پر وہ اسے پورا نہ کر سکا - اس کا باقی حصہ الکھہ سوری نے لکھا - گوبردهن اچاریہ کا ” دهون آلوک “ بھاما کا ” النکار شاستر “ - راج شیکھر کی ” کاویہ میمانسا “ هیم چندر کا ” کاویہ انوشاسن “ باگ بھٹ کا لکھا ہوا ” کاویہ انوشاسن “ اور ” باگ بھٹ النکار “ ادبھٹ کا ” کاویہ النکار سنگرہ “ رودرٹ کا ” کاویہ سنگرہ “ بھوج کا ” سرسوتی کنٹھہ آبھرن “ خاص طور پر ذکر کے قابل هیں - اس موضوع سے متعلق همارے زمانہ میں بھی کئی کتابیں تصنیف هوئیں - چھند شاستر (علم عروض) تو وید کا عضو سمجھا جاتا ہے - اس پر بھی متعدد اعلی تصانیف لکھی گئی هیں ‘ جن میں پینگل اچاریہ کا ” پنگل چھند سوتر “ سب سے قدیم ہے - همارے زمانہ میں اس شعبہ سے متعلق کئی کتابیں لکھی گئیں جن میں سے دامودر مسر کا بانی

بهوشن ' هیمچندر کا د چهند انوشاسن ' اور چهیمیندر کی تصنیف د سوورت تلک ' قابل ذکر هیں -

هم اوپر کہہ چکے هیں کہ همارے سیکڑوں کاویہ ' ناتک ' اوپنیاس ' تاریکی اور جہالت کے دور میں جو مسلمان فرمانرواؤں کے عہد حکومت میں شروع هوا تلف هو گئے - جو اب بهی موجود هیں ان کا هم نے صرف نام گنا دیا هے - ممکن هے تلاش سے اور بهی اعلی درجہ کی اور تاریخی اهمیت کی کتابوں کا پتہ لگ جائے -

ادبیات پر ایک سرسري نظر

سنہ ۷۰۰ عیسوی سے سنہ ۱۲۰۰ عیسوی تک ادبیات پر سرسری نظر ڈالنے سے پتہ لگتا هے کہ ادبی زاویہ نگاہ سے وہ زمانہ انتہائی ترقي کے درجہ پر پہونچا هوا تها - کاویہ ' صنائع ' چهند شاستر (علم عروض) د ناتک ' سبهی اصناف شاعرانہ ترقی پر گامزن نظر آتے هیں - ان ادبی کتب میں محض حسن و عشق کے افسانے نہیں هیں بلکہ شجاعت ' درد ' وغیرہ دیگر رنگوں کی تکمیل بهی نظر آتی هے - اخلاق اور تعلیم کے اعتبار سے بهی ان تصانیف کا پایہ بہت بلند هے - بهاروی کا د کراتارجني ' سیاسیات کے اعتبار سے لاثانی تصنیف هے - بان کی کادمبری اور د هرش چرت ' میں جو اخلاقی تعلیم دی گئی هے وہ اپنی نظیر نہیں رکهتی - بلندی فکر تو تقریباً تمام کتابوں میں کم و بیش موجود هے -

شاعری ہندوستان کے آریوں کی بہت عزیز چیز تھی - صرف نظم سے متعلق کتابیں ہی نظم میں نہیں لکھی گئیں بلکہ ویدک (طب) جوتش (نجوم) ویاکرن (صرف و نحو) انک گنت (علم اعداد) بیج گنت (جبر و مقابلہ) اور اُن کے سوالات اور مثالیں تک نظم میں لکھی گئیں - اتنا ہی نہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ گپت خاندان کے راجاؤں کے سکوں پر بھی منظوم تحریر منقوش ہے - اس زمانۂ قدیم میں دنیا کے اور کسی ملک میں سکوں پر منظوم عبارت نہیں لکھی جاتی تھی -

ویاکرن

زمانہ قدیم میں ویاکرن کو بہت اہمیت دی جاتی تھی - وید کے چھہ شعبوں میں ویاکرن ہی اولی اور اول سمجھا جاتا تھا - سنہ ۱۰۰۰ ع تک ویاکرن کی بہت کچھہ تکمیل ہو چکی تھی - پانِنی کے ویاکرن پر کانیائن اور پتنجلی اپنے بارتک اور مہابھاشیہ لکھہ چکے تھے - شرب ورما کا "کاتنتر ویاکرن" بھی جو مبتدیوں کے لئے لکھا گیا تھا بن چکا تھا - اس پر سات تفسیریں مل چکی ہیں - ہم دیکھتے ہیں کہ عرصہ دراز تک ویاکرن ہندوؤں کے مطالعہ کا ایک خاص مضمون بنا رہا - پنڈت ہونے کے لئے ویاکرن میں ماہر ہونا لازمی تھا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں بھی ویاکرن کے متعلق کئی اعلیٰ درجہ کی کتابیں لکھی گئیں - سب سے پہلے پنڈت

جیادتیه اور بامن نے سنه ۶۶۲ ع کے قریب پانڈی کے ویاکرن کی تفسیر لکھی جس کا نام "کاشکا برتی" رکھا - یہه بہت مفید تصنیف هے - بھرت هری نے بھاشا شاستر (علم اللسان) کے نقطه نگاه سے ویاکرن پر "واکیه پردیپ" نام کی ضخیم کتاب لکھی اور "مہابھاشیه دیپکا اور مہابھاشیه تریپدی" نام کے خطبے بھی تیار کئے - اس زمانه تک "اُنادی سوتر" بھی بن چکے تھے جس کی تفسیر سنه ۱۲۵۰ع میں اجل دت نے لکھی - پانڈی کے ویاکرن سے متعلق تفسیروں کے علاوہ کئی مستقل کتابیں بھی لکھی گئیں - چندر گومن نے سنه ۶۰۰ ع کے قریب "چاندر ویاکرن" لکھا - اس میں اس نے پانڈی کے سوتروں اور مہابھاشیه سے بھی مدد لی هے - اسی طرح جین "شاکتائن" نے نویں صدی میں ایک ویاکرن کی ترتیب دی - مشہور جین عالم هیم چندر نے اپنے زمانه کے راجه سدھه راج کی یادگار قائم رکھنے کے لئے شاکتائن کے ویاکرن سے هی زیاده مبسوط "سدھه هیم" نام کا ویاکرن لکھا - جین هونے کے باعث اُسی نے وید کی زبان سے متعلق قواعد کا مطلق ذکر نہیں کیا - اِن کے سوا ویاکرن سے متعلق صدها چھوٹی چھوٹی کتابیں مرتب هوئیں جن میں سے بعضوں کے نام یہه هیں: وردھه مان کی لکھی هوئی "گن رتن مہو ددھی" بھاسروگیه کی لکھی "گن کارکا" بامن کی لکھی هوئی "لنگا وشاسن" هیم چندر کی لکھی هوئی "اُنادی سوتر برتی" دھاتو پاٹھه "دھاتو پارائن" "دھاتو مالا" اور "شبد انوشاسن" وغیره -

لغت

هم اوپر لکھہ چکے هیں کہ سنسکرت کے نشو کا رجحان اصلاح زبان کی طرف نہیں، بلکہ ذخیرہ الفاظ کی توسیع اور زبان میں رنگینی و بلاغت پیدا کرنے کی جانب تھا — اس زمانہ میں اس کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑھہ گیا تھا — اس لئے لغت کی ضرورت محسوس هوئی اور کئی لغت بنے — اس میں بعض ایسے هیں جن میں ایک موضوع کے تمام مترادف الفاظ جمع کر دئے گئے هیں اور کچھہ ایسے هیں جن میں ایک لفظ کے مختلف معانی کی توضیح کی گئی هے — کئی لغتوں میں تذکیر و تانیث سے مخصوص بحث کی گئی هے — امر سنگھہ کا مرتب کیا هو امر کوش جو منظوم لغت هے نہایت مشہور تصنیف هے اور همارے زمانہ کے آغاز کے قریب مرتب کیا گیا هے — یہہ ' کوش ' اتنا مقبول هوا کہ اس پر تقریباً پچاس تفسیریں شائع هوئیں ' جن میں سے اب چند هی تفسیروں کا کچھہ نشان ملتا هے — بہت چھیر سوامی کی تفسیر جو تقریباً سنہ ۱۰۵۰ ع میں لکھی گئی خاص طور پر مشہور هے — پرسوتم دیو نے ' ترکاند شیش ' کے نام سے امر کوش کا ایک تتمہ لکھا — یہہ بہت هی مفید مطالب مجموعہ هے کیونکہ اس میں بودھہ سنسکرت اور دوسری پراکرت زبانوں کے الفاظ بھی دئے گئے هیں — اسی مصنف نے ' هاراولی ' نام کی ایک لغت اور مرتب کی جس میں وہ سب غامض الفاظ شامل کئے گئے هیں جن میں اس کے

قبل کے لغت نویسوں نے نظر انداز کر دیا تھا - اس کا
زمانہ بھی سنہ ۷۰۰ ع کے قریب سمجھنا چاھئے - شاشوت
کا لکھا ھوا "انیکارتھہ سمچے" بھی نہایت کارآمد تصنیف
ھے - ھلایدھہ نے سنہ ۹۵۰ ع کے قریب "ابھی دھان رتن
مالک" نام کی لغت لکھی - اُس میں کل ۹۰۰ شلوک
ھیں - دکھنی عالم یادو بھٹ کا "ویجینتی کوش"
بھی اچھی کتاب ھے - اس میں الفاظ ' حروف کی تعداد
اور جنس کے ساتھہ ساتھہ ردیف وار لکھے گئے ھیں - ان
لغات کے علاوہ دھننجے کی "نام مالا" مہیشور کی "بشو
پرکاش" اور منکھہ کوي کی "انیکارتھہ کوش" وغیرہ مجموعے
بھی تیار ھوئے - ھیم چندر کا "ابھی دھان چنتا منی"
معرکۃالارا تصنیف ھے جو اُسی کے بیان کے مطابق اس کے
ویاکرن کا تتمہ ھے - پھر اس نے اس کا ایک اور تتمہ
مرتب کیا جس میں علم نباتات سے متعلق الفاظ کی
تشریح کی گئی ھے - اِس کا نام "نگھنٹ کوش" ھے -
اس نے انیکارتھہ سنگرہ بھی لکھا - سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب
کیشو سوامی نے نانارتھہ سنکامپ نام کی ایک لغت
مرتب کی -

فلسفہ

ھمارا زمانہ فلسفہ کے اعتبار سے ترقي کی انتہا تک
پہونچا ھوا تھا - اس کے قبل ھندوستان میں فلسفہ کے
چھہ مشہور شعبے تکمیل پا چکے تھے - نیاے "ویشے شک"

سانکھیہ ' یوگ ' پورب میمانسا اور اتر میمانسا (ویدانت) -
پانتی نے نیاے سے ' نیائک ' کا استخراج کیا ہے - سبھی
شعبے منتہائے عروج پر تھے - ان کے - علاوہ بودھ اور جین
فلسفہ نے بھی خوب فروغ حاصل کیا تھا - قوم کی
خوشحالی ' ملک میں امن اور اطمینان اور رعایا میں
معاش کی جانب سے بےفکری کا قدرتی نتیجہ تھا کہ فلسفہ
کو فروغ ہو - سنہ ۲۰۰ عیسوی سے قبل تک ان تمام
شعبوں کی خاص خاص تصانیف ' سوتر گرنتھ ' مرتب
ہو چکی تھیں اور ان پر عالمانہ و محققانہ تفسیریں بھی
لکھی جا چکی تھیں -

نیاے درشن

نیاے فلسفہ کے اس شعبے کو کہتے ہیں جس میں کسی
شے کا حقیقی علم حاصل کرنے کے لئے استدلال کی صورتیں
قائم کی گئی ہوں - اس درشن کے مطابق ان سولہ اسباب
(پدارتھوں) کے حقیقی علم پر نجات مبنی ہے -

دلیل ' وهم ' علت ' وہ شے جو ثابت کی جائے ' تمثیل '
حقیقت ' بحث ' حجت ' تحقیق ' مقدمہ ' مناظرہ '
اعتراض ' دلیل فاسد ' انحراف ' تذلیل ' تردید -

دلیل کے چار اقسام ہیں - بدیہہ (پرتیکش) ' قیاس
(انومان) ' تقابل (اپما) ' اور شہادت (شبد) -

بدیہہ کی دلیل بزرگوں کے اقوال ہیں - معنوی امور
کی دلیل وید ہیں - وید منجانب خدا ہیں - اس لئے

اُن کے مقولات ھمیشه مستند اور صادق ھیں - پرمئے (وہ اشیاء جو ثابت کي جائیں) بارہ ھیں -

(۱) آتما (روح)

(۲) شریر (جسم)

(۳) اندریاں (حواس خمسه و قواء ذهنیه -

(۴) ارتهه (وہ اشیاء جن سے خواهشات کي تکمیل هو)

(۵) بدھی (عقل)

(۶) من (ادراک)

(۷) پربرتی (فطرت)

(۸) دوش (وہ اسباب جو فطرت کو دنیاوی امور کی جانب مائل کرتے ھیں -

(۹) پنر جنم (تناسخ)

(۱۰) پهل (راحت یا تکلیف کا احساس)

(۱۱) دکهه

(۱۲) اپ ورگ یا موکش (نجات)

اِچها (ارادہ) دویش (منافرت) پریتن (سعی) ' سکهه ' دکهه اور علم حقیقی ' آتما کے ارکان ھیں - آتما هی فعلوں کا محرک اور اشیاء کا جالب ھے - دنیا کا خالق آتما هی ایشور (پرم آتما) ھے - آتما هی کی طرح

ایشور میں بھی اعداد، مقدار، تشخیص، اتصال، انفصال، ادراک، ارادہ، علم وغیرہ صفات ہیں مگر مستمر صورت میں۔ پہلے جنم کے فعلوں کے مطابق ہمارا جسم پیدا ہوتا ہے۔ عناصر خمسہ حواس کی تخلیق ہوتی ہے اور ذرات کے اجتماع سے تکوین۔

نیائے درشن کے اس مجمل ذکر سے واضح ہوگا کہ ہندو نیائے شاستر محض منطق نہیں ہے بلکہ پرمیوؤں (وہ اشیاء جو ثابت کی جائیں) سے بحث کرنے والا فلسفہ ہے۔ مغربی منطق یا Logic سے اسے کوئی نسبت نہیں۔

نیائے شاستر کا مصنف گوتم تھا۔ اس کے نیائے سوتروں کی شرح باتسائن نے کی۔ اور اس شرح کی تفسیر ساتویں صدی کے آغاز میں اُدوتکر نے لکھی۔ یہہ تفسیر نیائے شاستر کے علما میں بہت مستند سمجھی جاتی ہے۔ واسودتا کے مصنف سوبندھو نے مل ناگ، نیائے استھتی، دھرم کیرتی اور اُدوتکر ان چاروں مفسروں کا ذکر کیا ہے۔ قیاساً یہہ سبھی ساتویں صدی کے آغاز میں ہوئے ہوں گے۔ اُدوتکر کی تفسیر واچسپتی مسر نے لکھی، اور اس تفسیر کی تفسیر مزید اُدینا چارج نے تاتپریہ پری شدھی نام سے لکھی۔ سنہ ۹۸۴ عیسوی کے قریب ایک دوسرے اُدین نے اپنی مشہور کتاب ,کسمانجلی، لکھی۔ اس میں اس نے نیائے شاستر کے اُصولوں سے ایشور کا وجود ثابت کیا ہے۔ دنیا میں مسئلہ توحید پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں

اُن میں اس کا بھی شمار ہے - اُدین کا طرز استدلال اور اسلوب یہاں نہایت عالمانہ اور حیرت‌انگیز ہے - اِس میں اُس نے میمانسا کے منافقانہ اصولوں اور ویدانتیوں ' سانکھیوں اور بودھوں کے ستکارباد (علت میں معلول کا پہلے سے موجود رہنا) کا کامل طور پر ازالہ کیا ہے - اُس نے بودھہ فلسفہ کی مخالفت میں بھی ایک کتاب " بودھہ دھکار " لکھی- یہہ سب کتابیں قدیم نیائے شاستر سے تعلق رکھتی ہیں -

سنہ ۶۰۰ع سے نیائے شاستر کے معتقدوں میں جین اور بودھہ علما نے بھی حصہ لینا شروع کر دیا تھا - ان کا طرز استدلال قدیم طرز سے جداگانہ تھا - اس کی تکمیل آٹھویں صدی کے قریب ہوئی - اسے زمانہ متوسط کا نیائے کہتے ہیں - بودھہ منطقی دنگناگ نے اس دائرہ کی بنیاد ڈالی - نالند میں رہنےوالے دھرم‌پال کے تلمیذ دھرم کیرتی نے ساتویں صدی میں " نیائے بندو " نام کی کتاب لکھی جس پر دھرموتر نے سنہ ۸۰۰ع کے قریب ایک تفسیر مرتب کی - جین عالم هیم‌چندر نے سوتروں کے طرز میں پرمان میمانسا لکھی - متوسطین کی زیادہ‌تر کتابیں اب لاپتہ ہیں - ہاں تبت میں بودھہ نیائے سے متعلق کئی سنسکرت کتابوں کے تبتی ترجمے ملتے ہیں جن کی اصلیں حوادث روزگار کی نذر ہو گئیں -

نئے منطقی دور کا آغاز سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب شروع ہوا- بنگال کے نودیپ میں گنگیش نے " تتو چنتامن " لکھہ کر اس فرقہ کی بنا ڈالی - نئے دور کی خصوصیت مشکل

الفاظ کا استعمال اور لفظی مباحثه هے - زمانه مابعد میں
ندیا میں اس اسکول نے بہت فروغ پایا - لیکن نه اس
میں تحقیق کی روح رهی نه حق کی جستجو - محض
لفظی نمائش رہ گئی - اب تک بنگال میں اُس کا رواج هے -

ویشیشک درشن

ویشیشک اس فلسفه کا نام هے جس میں مجردات اور
عناصر کی تحقیق هو - مہرشی کناد اس کے بانی هیں -
اس درشن اور نیاے درشن میں بہت کچھه مماثلت هے -
دونوں ایک هی فلسفه کی دو شاخیں هیں اور اُصول میں
نیاے کہنے سے دونوں هی مراد هوتے هیں - کیونکه گوتم کے نیاے میں
استدلال کا رنگ غالب هے ' اور ویشیشک میں مجردات کا -
ایشور ' روح ' دنیا وغیرہ کے متعلق دونوں کے اصول ایک هیں -
نیاے میں بالخصوص طرز استدلال اور دلیل کی تحقیق کی
گئی هے ' لیکن ویشیشک میں اس سے دو قدم آگے بڑھه کر درویوں کا
انکشاف کیا گیا هے - درویه (مفردات) نو هیں - زمین ' پانی '
روشنی ' هوا ' فضا ' زمانه ' جہت ' روح' پرم‌آتما اور من -
اس میں اول چار لطیف حالت میں قدیم اور کثیف
حالت میں حادث هیں - دوسری چار قدیم اور لامحدود
هیں - من قدیم هے مگر لا محدود نہیں - انہیں خصوصیات
کا انکشاف کرنے کے اعتبار سے اس شعبه کا نام ویشیشک پڑا -
کیونکه وشیش کے معنی خاص هیں - اس فلسفه کے مطابق
پدارتھه صرف چھه هیں - درویه (مجردات) ' گن (صفت) '
کرم (حرکت) ' کلیت ' جنسیت اور اتحاد - بعض لوگوں نے

زمانہ مابعد میں ساتواں پدارتھہ بھی مان لیا اور وہ "نیستی" ہے - گن چوبیس ہیں - رنگ، مزہ، بو، احساس، تعداد مقدار، تجرد، وصل، فصل، تقدم، تاخر، ثقل، رقت، التزام، سماع، تکلیف، راحت وغیرہ - حرکت پانچ قسم کی ہے دوری، قبض، انبساط وغیرہ -

ویشیشک کی مادیت محتاج بیان نہیں - مادہ قدیم اور لاثانی ہے - اسی کے اجتماع سے اشیاء بنتی ہیں اور دنیا کی تکوین ہوتی ہے - جب وہ وقت آ جاتا ہے کہ روح اپنے فعلوں کے قدیم نتائج بھوگے تو ایشور انہیں حالات کے مطابق اس کی تخلیق کرتا ہے - اسی ارادہ یا تحریک سے مادہ میں حرکت یا انتشار پیدا ہوتا ہے اور وہ باہم متحد ہو کر تخلیق میں سرگرم کار ہو جاتے ہیں - جین درشن سے یہہ اصول بہت کچھہ ملتے جلتے ہیں - مگر ویشیشک پر کوئی پرانی تفسیر دستیاب نہیں ہے - پرشست پاد کا "پدارتھہ دھرم سنگرہ" غالباً سنہ ۷۰۰ ع کے قریب لکھا گیا تھا - وہ اس گروہ کی مستند کتاب ہے - سری دھر نے سنہ ۹۹۱ ع میں "پدارتھہ دھرم سنگرہ" کی ایک نہایت عالمانہ شرح لکھی - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ویشیشک اور نیائے دونوں ایک دوسرے کے قریب تر ہوتے گئے -

سانکھیہ

سانکھیہ میں تکوین عالم کے نظام سے بحث کی گئی ہے - سانکھیہ کے مطابق پرکرت (مادہ) ہی دنیا کی

علامت هے ' - اور ستو ' رج اور تم (سرور ' خواهش اور جمود) ان تینوں صفات کے اجتماع سے عالم اور اس کے کل موجودات کی تخلیق هوئی هے - آتما هی پرش هے - وہ عمل سے خالی' شاهد ' اور فطرت سے جدا هے - سانکھیہ کے مطابق پرماتما یا ایشور کا وجود نہیں هے - اس فرقہ کے لوگ ۲۵ عناصر کے قائل هیں - ۵ پرش (آتما) ' پرکرتی (مادہ) ' مہاتتو (عقل) ' اهنکار (انانیت) ' گیارہ حواس (حواس خمسہ اور ان کے اعضا اور دل) ' پانچ صفات اور پانچ عناصر اولی -

سانکھیہ درشن بھی دوسرے درشنوں کی طرح بہت قدیم هے - بدھہ کے زمانہ میں اس کا بہت زور تھا - سانکھیہ درشن میں چونکہ مادیت کا رنگ تھا اسی لئے بدھہ نے بھی ایشور کے وجود کو غیر ضروری خیال کیا - واچسپتی مصر نے ایشور کرشن کی ' سانکھیہ کارکا ' پر ' سانکھیہ تتو کومدی ' نام سے ایک مستند تفسیر لکھی - اس فرقہ کی کتابیں کم ملتی هیں اور جو ملتی بھی هیں وہ همارے دور کی نہیں - یہہ امر یقینی هے کہ اس خیال کے مقلد گیارهویں صدی میں بڑی کثرت سے تھے - عرب کے عالم سیاح البیرونی نے اپنے مشہور سفر نامے میں اس درشن کا مفصل ذکر کیا هے - ایشور کرشن کی ' سانکھیہ کارکا ' اُس زمانے میں بھی علما میں بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی جیسا کہ البیرونی کے ان اقتباسات سے ظاهر هوتا هے جو اس نے اس موضوع پر پیش کئے هیں - اُپنشدوں میں جس سانکھیہ کا

ذکر آیا ہے اس سے تو وہ موحد معلوم ہوتا ہے پر ایشور کرشن اور اس کے بعد کے مفسروں نے اسے منکر ثابت کیا ہے -

یوگ

یوگ وہ درشن ہے جس میں خیال کو یکسو کرکے ایشور میں مستغرق ہو جانے کے طریقے بتلائے گئے ہیں - یوگ درشن میں آتما (روح) اور جگت (موجودات) کے متعلق سانکھیہ درشن کے خیالات ہی کی تائید کی گئي ہے لیکن پچیس عناصر کی جگہ یوگ درشن میں چھبیس عناصر مانے گئے ہیں - چھبیسواں عنصر تکلیف اور فعلوں کے اثر سے پاک ، ایشور ہے - اس میں یوگ کے مقاصد ، ارکان اور ایشور کے وصال کے ذرائع پر غور کیا گیا ہے - یوگ درشن کے مطابق انسان ان پانچ مفردات کا شکار ہوتا ہے : جہالت ، انانیت ، خواہش ، کینہ ، اور الفت - ہر ایک آدمي کو اپنے فعلوں کے زیر اثر دوسرا جنم لینا پڑتا ہے - ان مضرات سے بچنے اور حصول نجات کی تدابیر کو یوگ کہتے ہیں - یوگ کی عملیات کي مشق کرتے کرتے بتدریج انسان کامل ہو جاتا ہے اور بالآخر نجات حاصل کر لیتا ہے - ایشور ازلی ، مختار ، لاشریک ، لاثانی اور قید زمان سے آزاد ہے - دنیا دارالمحن ہے اس لئے قابل ترک - یوگ کے آٹھ ارکان یہہ ہیں - تزکیہ اخلاق ، ضبط ، طرز نشست ، حبس دم ، تزکیہ نفس ، تیقن ، محویت اور استغراق -

یوگ کی تکمیل کے لئے ان آٹھوں ارکان میں مزاولت لازمی اور لابدی هے - مجردات کے متعلق یوگ کا بھی وهی خیال هے جو سانکھیہ کا هے - اس سے سانکھیہ کو گیان یوگ اور یوگ کو کرم یوگ کہتے هیں -

اس درشن کا هندوستانی معاشرت اور تہذیب پر بہت زیادہ اثر پڑا - کتنے هی اس کے مقلد هو گئے - یوگ سوتروں کی "ویاس بھاشیہ" کی تفسیر واچسپتی مصر نے لکھی - وگیان بھکشو کا "یوگ سار سنگرہ" بھی ایک مستند تصنیف هے - راجہ بھوج نے یوگ سوتروں پر ایک آزادانہ تفسیر لکھی - عقب میں یوگ شاستر میں تنتر کی آمیزش هو گئی اور جسم کے اندر کئی چکر بنا ڈالے گئے - هتھہ یوگ، راج یوگ، لے یوگ، وغیرہ موضوعات پر بھی اکثر کتابیں لکھی گئیں -

پورب میمانسا

بعض علما کا عقیدہ هے کہ پہلے میمانسا کا نام نیاے تھا - ویدک اقوال کے باهمی مناسبت اور توازن کے لئے جیمنی نے پورب میمانسا میں جن دلیلوں اور ثبوتوں کا استعمال کیا وہ پہلے نیاے کے نام سے مشہور تھے - "آپستمب دھرم سوتر" کے نیاے سے پورب میمانسا هی مقصود هے - مادھو اچاریہ نے پورب میمانسا سے متعلق "سار سنگرہ" نامی کتاب لکھی جو "نیاے مالا وستار" نام سے مشہور هے - اسی طرح

واچسپتی نے "نیائے کنی کا" نام سے میمانسا کے موضوع پر ایک کتاب لکھی -

میمانسا شاستر عمل کا مؤید ہے اور وید کے عملی حصہ کی تشریح کرتا ہے - اس میں یگیہ وغیرہ رسوم سے متعلق منتروں میں جن رسوم، قربانیوں، یگیوں کا ذکر آیا ہے ان کی تفصیل کی گئی ہے - یہہ یگیوں اور قربانیوں کو ہی ذریعہ نجات سمجھتا ہے - اس لئے میمانسا کے مقلد ہر ایک انسانی یا وجدانی قوال کو عمل کا مؤید تسلیم کرتے ہیں - میمانسا میں آتما، برہم یا موجودات کی تشریح نہیں کی گئی ہے - یہہ صرف وید کی ازلیت ثابت کرتا ہے - اس کے مطابق وید منتر ہی دیوتا ہیں - اس کا قول ہے کہ سبھی افعال نتیجہ کے ارادہ سے ہی کئے جاتے ہیں - نتیجہ عمل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے - لہذا فعل اور اس کے معاون اقوال کے علاوہ کسی خدا کے ماننے کی ضرورت نہیں - میمانسا والے "شبد" یا آواز کو قدیم مانتے ہیں، نیائے والے حادث، سانکھیہ اور میمانسا دونوں ہی وجود خدا سے منکر ہیں - وید کا مستند ہونا دونوں تسلیم کرتے ہیں - فرق صرف یہی ہے کہ سانکھیہ والے ہر ایک کلپ (کلپ کئی ہزار سالوں کا ہوتا ہے) میں وید کی تجدید کے قائل ہیں - اور میمانسا والے اُسے قدیم کہتے ہیں -

جیمنی کے سوتروں (میمانسا) پر سب سے پرانی تفسیر شبر سوامی کی موجود ہے جو غالباً پانچویں صدی میں

لکھی گئی - کچھہ زمانہ کے بعد میمانسا کے دو حصے هو گئے -
اُن میں ایک کا بانی کمارل بھٹ ساتویں صدی میں هوا - اس نے
میمانسا پر " تانترا وارتک " اور " شلوک وارتک " دو کتابیں تصنیف
کیں جس میں اُس نے وید کی ربانیت سے منکر بودھوں پر
اعتراضات کئے - مادھو اچاریہ نے اس موضوع پر " جیمنیہ
نیائے مالا وستار " نام سے ایک معرکۃالارا کتاب لکھی -
اس فلسفہ کا نام پورب میمانسا اس لئے پڑا کہ " کرم کانڈ "
(شریعت) اور " گیان کانڈ " (معرفت) میں سے سابق کی
اس میں تفصیل کی گئی ہے - اس لئے نہیں کہ یہ " اُتر میمانسا "
یعنی ویدانت سے پہلے بنا -

اُتر میمانسا

اُتر میمانسا یا ویدانت کی همارے دور میں سب سے
زیادہ اشاعت هوئی - ویاس کے ویدانت سوتر دیگر حلقوں
کی تصانیف کی طرح بہت پہلے بن چکے تھے - اس کی
سب سے قدیم تفسیر جو بھاگری نے لکھی اب موجود نہیں -
دوسری تفسیر جو شنکراچاریہ نے لکھی وہ موجود ہے -

شنکراچاریہ اور ان کا ادویت واد (توحید)

شنکراچاریہ نے اس دور میں مذهبی اور علمی انقلاب
پیدا کر دیا - مذهبی انقلاب کا مختصر ذکر هم اوپر
کر چکے هیں - انہوں نے ویدانت میں " ادویت واد "
یعنی آتما اور پرماتما یا خدا اور ماسوا میں دوئی کا نہ
هونا اتنے محققانہ اور مجتہدانہ انداز سے ثابت کیا کہ

لوگ دنگ رہ گئے - ویدانت سوتروں میں اس "مایا باد"
کا ارتقا کہیں نظر نہیں آتا - پہلے پہل شنکراچاریہ کے
گرو گووند اچاریہ کے گرو گوڑ پاد کی کاریکاؤں میں مایا کا
کچھہ ذکر آتا ہے جسے سنکراچاریہ نے بہت اہمیت دےکر
اسے ممتاز جگہ دے دی - یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ خود
"ادویت واد" کے بانی تھے - انہوں نے اپنی زبردست
تبحر سے "ویدانت سوتر" گیتا اور اُپنشدوں کا بھاشیہ لکھا
جس میں ان تینوں کتابوں کی ادویت واد کے نقطہ نگاہ سے
تاویل کی گئی تھی - علما کے گروہ میں اس بھاشیہ کو
قبول عام حاصل ہو گیا - کسی کو اُن کے پرزور دلیلوں
کے خلاف زبان کھولنے کا حوصلہ نہ ہوا - شنکراچاریہ کے
دندان‌شکن طرز استدلال، لطافت زبان اور مجتہدانہ شان
نے کتنے ہی علما کو ان کا مقلد بنا دیا - ادویت واد
کی تلقین کے لئے انہوں نے صرف دھرم گرنتھوں کا بھاشیہ
ہی نہیں لکھا، بلکہ سارے ہندوستان میں گھوم گھوم کر
دوسرے درشنوں کے مقلدین سے مباحثہ و مناظرہ کیا اور
انہیں شکست دی - اس سے ان کے علم و کمال کا سکہ
جم گیا - شنکراچاریہ کا اصلاح‌کردہ ویدانت ہی آج کل
کا ویدانت ہے -

ویدانت کے عقائد کا کچھہ مختصر تذکرہ ضروری ہے -
نیائے اور ویشیشک نے ایشور، جیو (روح) اور پرکرتی (فطرت)
تینوں کو مان‌کر ایشور کو دنیا کا خالق ٹھہرایا ہے - سانکھیہ

نے دو هی علتوں کو قدیم اور ازلی مانا - ویدانت نے
ایک قدم اور آگے بڑھکر ادویت واد — همه اوست —
کا اصول قائم کیا - برهم هی دنیا کی علت اور معلول
دونوں هے - دنیا میں اور جتنی چیزیں نظر آتی هیں وہ
سب خالی اور عارضی هیں - برهم کا وجود روحانی هے -
سب چیزوں میں اسی ایک روشنی کا جلوہ هے - ساری
چیزیں اسی کی مجازی اور ظاهری صورتیں هیں - جیو
اور برهم میں کوئی فرق نہیں دنیا اور کائنات کے متعلق
ویدانتیوں کا خیال هے که یهه برهم کی فرضی صورت
هے - رسی سے جس طرح سانپ کا گمان هوتا هے اسی طرح
ازلی اور لطیف برهم میں هم مغالطه آمیز' اور مجازی دنیا
کا گمان کر لیتے هیں - یهه عالم نه تو برهم کی حقیقی
صورت هے اور نه اس کا فعل یا معلول هی - مایا کے
باعث هی برهم مختلف صورتوں میں نظر آتا هے - برهم
کے ساتهه مایا کے مل جانے هی سے جیو بنتا هے - گیان سے مایا
کا پردہ دور هو جاتا هے اور حقیقی ایشور رہ جاتا هے - مایا
ایک ناقابل بیان شے هے -

اس ادویت واد یا مایا واد پر بودهه دهرم کا بہت زیادہ
اثر پڑا تها - اسی لئے بہت سے علما شنکراچاریہ کو بودهه
ثانی کہتے هیں - اگرچه بودهه دهرم کے زوال کے ساتهه بودهه
فلسفه کا بهی انحطاط هو گیا تها پر دنیا کو باطل اور مغالطه
آمیز ماننے کے اصول کو شنکراچاریہ نے بدستور قائم رکها -
برهم اور ویدوں کو ازلی اور دنیا کو باطل اور بے حقیقت

ماننے کے باعث ویدانت ہندؤں اور بودھوں میں یکساں طور پر مقبول ہوا - یہی سبب ہے کہ اس فرقہ کو اتنی جلد فروغ ہو گیا - شنکراچاریہ کے بھاشیوں پر ان کے شاگردوں نے بڑی کئی عالمانہ تفسیریں لکھیں جن کا ویدانتیوں کے فرقہ میں بہت وقار ہے - اس علمی فرقہ کے فروغ کا ایک دوسرا سبب یہہ تھا کہ شنکراچاریہ نے اسے مذہبی جماعت کی شکل دےکر ہندوستان کے چاروں گوشوں میں متھہ قائم کر دئے جن کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے - ان متھوں کے ذریعہ ویدانت کی خوب اشاعت ہوئی - شنکراچاریہ کے پیروؤں نے ویدانت کے خزانہ کو خوب مالامال کر دیا -

رامانج اور ان کا وششت ادویت

شنکراچاریہ کا یہہ ادویت‌واد بہت دنوں تک ویدانت فرقہ کے نام سے چلتا رہا - کسی نے اس کی مزاحمت نہ کی مگر بارھویں صدی میں رامانج نے اس فرقہ میں ایک نئی شاخ قائم کی - یہہ شنکراچاریہ کے ادویت واد سے بالکل متبائن تھا - اِسے ہم وششت‌ادویت واد کہہ سکتے ہیں - اس کے مطابق جیو اور جگت (روح اور دنیا) برہم سے جدا ہونے پر بھی جدا نہیں ہیں - اس فرقہ میں اگرچہ برہم جیو اور جگت تینوں اصلاً ایک ہی مانے جاتے ہیں تو بھی عملاً تینوں ایک دوسرے سے مختلف اور بعض خاص صفات سے متصف ہو جاتے ہیں - جیو اور برہم میں وہی تعلق ہے جو آفتاب اور اس کی کرن میں

ھے - کرن جس طرح سورج سے نکلتی ھے اسی طرح جیو
بھی برھم ھی سے نکلتا ھے - برھم واحد ھے اور کثیر بھی -
وہ صرف علت ھے - اس فلسفہ کے دنیاوی اصول سانکھیہ
درشن ھی کے اصولوں سے ماخوذ ھیں - در اصل دویت اور
ادویت دونوں کے درمیان یہہ وسطی راستہ ھے - اِسے
دو بھیدا بھیدواد یا دویت‌ادویت بھی کہتے ھیں -

رامانج نے بھی ویدانت سوتروں گیتا اور اپنشدوں کی
تاویل دویت‌واد کے نقطہ سے کی اور 'شری بھاشیہ' لکھا -
انھوں نے بھی شنکراچاریہ کی طرح دکھن میں ایک فرقہ
جاری کیا جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ھے - اگرچہ یہہ
فرقہ شنکراچاریہ کے فرقہ کی طرح رائج نہ ھوا تو بھی
اُس کی کافی اشاعت ھوئی -

مادھواچاریہ اور ان کا دویت‌واد

رامانج کے زمانہ میں ھي مادھواچاریہ نے بھی دویت
واد کی تلقین کرکے مادھو فرقہ قائم کیا - انھوں نے
بھی سات پرانے اپنشدوں' بھگوت گیتا' بھاگوت پران' اور
ویدانت سوتروں پر دویت نقطۂ نگاہ سے بھاشیہ اور کئی
مستقل کتابیں لکھیں - انھوں نے سانکھیہ اور ویدانت کو
ملا دیا - اپنے عقائد کے اصولوں کا مجموعہ انھوں نے 'تنتر
سنگرہ' نامی کتاب میں کہا ھے - انھوں نے ایشور'
جیو اور پرکرتی کو جدا جدا مانا ھے - ویدانت فرقہ میں
وہ شنکراچاریہ کے مخالف تھے - اس فرقہ میں بھی
علمی صورت کے مقابلہ میں مذھبی صورت ھی زیادہ اختیار کی -

اِس طرح همارے دور میں ویدانت فرقه نے بہت زیادہ ترقي کی - مختلف عاما نے اپنے اصول کے مطابق ویدانت سوتروں کي تاویلاں کر کے کئی فرقے قائم کر دئیے - اگرچه ان میں سے بعض فرقے اب بهی زنده هیں مگر شنکراچاریه کا ادویت واد سب پر حاوي هے - اُس کا ایک نتیجه یہه بهي هوا که سبهی پرانی کتابیں ایک نئے نقطۂ نظر سے دیکهی جانے لگیں - مایا واد کے اس عقیده نے هندؤں کے جو پہلے هی بودهه دهرم کے باعث دنیا کو باطل اور بے حقیقت مانے هوئے تهے دلوں میں گهر کر لیا جس کا اثر ابهي تک قائم هے -

چارواک

ان چهه فلسفیانه فرقوں کے علاوہ اس وقت اور بهی کئی فرقے موجود تهے - چارواک کا فرقه بهی بہت قدیم هے - اس کے سوتروں کا مصنف برهسپتی زمانه قدیم میں گزرا تها - بودهوں نے اس منکر اور مجاز پسند فرقه کو نیست و نابود کرنے کی بہت کوشش کی - نہیں کہا جا سکتا یہه فرقه کب تک منتظم صورت میں قائم رها - اتنا تحقیق هے که شنکراچاریه کے زمانه میں بهي یہه فرقه اتنا مطعون نه هوا تها که اس سے اغماض کیا جا سکے -

بودهه فلسفه

بودهه دهرم کا زوال شروع هو گیا تها لیکن بودهه فلسفه بہت عرصه تک قائم رها - بودهه دهرم کے آغاز کے ساتهه

هی اس کا فلسفه معرض وجود میں نه آیا تھا - بودھه علما نے بہت عرصه کے بعد اپنے عقائد کو فلسفه کی صورت میں لانا شروع کیا - بودھه دھرم کے اصولوں کا ذکر هم پہلے کر چکے هیں -

جین درشن

جین فرقه کے علما نے بھی اپنے عقائد کو فلسفه کی هیئت دینے کی کم کوشش نہیں کی - کچھه هی دنوں میں جین فلسفه نے بھی کافی ترقی حاصل کر لی - اس کے اصولوں کا بھی ذکر هم اوپر کر چکے هیں - پھر بھی یہاں ان کے خاص مذهبی اصول "سیاد باد" کا کچھه مختصر تذکرہ کرنا ضروری هے -

انسان کا علم غیر یقینی هے - وہ کسی شے کی صورت کو یقینی طور پر نہیں جان سکتا - اپنے هواس اور دل کی دوربینی هی کے ذریعه وہ هر ایک چیز کی صورت قائم کرتا هے جو اس مغالطه سے مبرا نہیں - اس لئے یهه لازمی نہیں که اُن کے مشاهدات همیشه صحیح هوں - اگرچه وہ انہیں صحیح سمجھه رها هو - اسی اصول پر جینیوں کے "سیاد باد" کا آغاز هوا هے - وہ هر ایک گیان کے سات درجے قائم کرتے هیں - (۱) شاید هو (۲) شاید نه هو (۳) شاید کسی صورت میں هو کسی صورت میں نه هو (۴) شاید لفظوں میں اس کا اظہار نه کیا جا سکے (۵) شاید هو اور لفظوں میں اس کا ذکر نه کیا جا سکتا هو

(۶) شاید نہ ہو اور لفظوں میں اس کا ذکر نہ کیا جا سکے
(۷) شاید کسی صورت میں ہو ' کسی صورت میں نہ ہو '
پر ناقابل اظہار ہو - غرض ہر ایک قسم امکان یا شبہہ
کی حالت میں ہی ہم کو معلوم ہوتی ہے -

اُس زمانے کی علمي ترقی پر سرسري نگاہ

اگر ہم ہندوستان کے اِن چھہ سو سالوں کی علمي
تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہم کو واضع ہوگا کہ سبھی عقائد
اپنے اپنے دائرہ میں ترقی کر رہے ہیں - اگر ادویت واد
منتہائے عروج پر ہے تو دویت واد بھی کافی سرسبز ہے -
ایک طرف اگر بجائے روح اور ایشور کا چرچا ہے تو دوسری
طرف چارواک شیشہ و ساغر کی (۱) تعلیم دے رہا ہے - ادھر نیائے '
ویدانت ' یوگ توحید کي اشاعت کر رہے تھے ' تو دوسری
طرف سانکھیہ خدا کے وجود سے منکر ہو رہا تھا - پورب
میمانسا والے اگر عمل اور شریعت کی تعلیم دے رہے تھے
تو ویدانتی گیان کو ہی ذریعہ نجات سمجھتے تھے -

مغربي فلسفہ پر ہندوستاني فلسفہ کا اثر

ہندوستان کی اس علمی ترقی کا مغربی فلسفہ پر کیا
اثر پڑا یہہ ایک وسیع مضمون ہے اور ہمارے دائرہ سے کچھہ
خارج بھی ہے - ہمیں تو صرف سنہ ۶۰۰ع سے سنہ ۱۲۰۰ع

(१).यावज्जीवं सुखं जीवेत्, ऋगं कृत्वा घृ i पिवेत् ।
भस्मीभूतस्य देहस्य पुनरागमनं कुत: ॥

تک کے زمانہ سے بحث کرنی ہے اور یہاں کے فلسفہ کا جو اثر مغربی فلسفہ پر پڑا اُسے اس دور سے کوئی تعلق نہیں - لیکن چونکہ مضمون بہت ہی اہم ہے یہاں اس کا کچھ تذکرہ کرنا بےموقع نہ ہوگا -

مشرقی فلسفہ کا یونان کے فلسفہ پر بہت زیادہ اثر پڑا ہے - دونوں کے خیالات میں بہت کچھ یکسانیت موجود ہے - زینوفینس اور پرمینیڈس کے اصولوں اور ویدانت میں بہت کچھ مطابقت ہے (۱) - سقراط اور افلاطوں کا بقائے روح کا اصول مشرقی اصول ہے - سانکھیہ کا اثر یونان کے فلسفہ پر بہت واضح ہے - بعضوں کا یہہ بھی خیال ہے کہ یونان کا مشہور عالم فیثاغورث ہندوستان میں فلسفہ پڑھنے آیا تھا - اس کے علاوہ اور بھی کئی علما ہندوستانی فلسفہ پڑھنے کے لئے یہاں آئے تھے (۲) - فیثاغورث نے تناسخ کے مسئلہ کو یہاں سے لے جا کر یونان میں رائج کیا - زمانہ قدیم کی یونانی روایات کے مطابق تھالس ' ایمپی ڈاکلس ' ڈیماکریٹس وغیرہ علما نے الٰہیات کا مطالعہ کرنے کے لئے مشرق کا سفر کیا تھا (۳) ناسٹک (Gnostic) فرقہ پر سانکھیہ کا اثر ظاہر ہے (۴) -

(۱) اے اے میکڈانل - انڈیاز پاسٹ صفحہ ۱۵۹ -
(۲) ڈاکٹر ان‌فیلڈ - ہسٹری آف فلاسفی جلد ۱ صفحہ ۶۵ -
(۳) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۲ -
(۴) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۳ -

آخر میں ہم مشرقی فلسفہ کے متعلق بھی علما کی رایوں کا اقتباس پیش کر کے اس مبحث کو ختم کریںگے -

شلیگل نے لکھا ہے کہ یورپ کا اونچے سے اونچا فلسفہ ہندوستانی فلسفہ کے شمس نصف‌النہار کے سامنے ایک تمتماتے ہوئے چراغ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا (۱) -

سر ڈبلیو ہنٹر نے لکھا ہے کہ ہندوستانی فلسفہ میں علم اور عمل ' دھرم اور ادھرم ' ذی روح ' غیر ذی روح اور روح ' جبر و اختیار ' روح اور خدا ' وغیرہ مسائل پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے - اس کے علاوہ عالم کی تکوین ' انتظام اور ارتقا کے متعلق مختلف پہلوؤں سے غور کیا گیا ہے - ارتقا پر حال کے علما کے خیالات کپل کے ارتقا کی تکمیل معلوم ہوتے ہیں (۲) -

شری متی ڈاکٹر ایبسنٹ لکھتی ہیں : ہندوستان کا علم‌الذہن یورپ کے علم‌الذہن سے زیادہ مکمل ہے (۳) -

پروفیسر میکس ڈنکر نے لکھا ہے کہ ہندوستان کا استدلال حال کے کسی قوم کے منطق سے کم نہیں ہے (۴) -

(۱) ہسٹری آف لٹریچر -
(۲) ہنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا صفحہ ۲۱۳ - ۲۱۴ -
(۳) لیکچر آن نیشنل یونیورسٹیز ان انڈیا (کلکتہ) جنوری سنہ ۱۹۰۶ع -
(۴) ہسٹری آف اینٹی کویٹی جلد ۴ صفحہ ۳۱۰ -

جوتش

دیگر علوم کی طرح فلکیات میں بھی زمانہ قدیم میں
ہندوستان نے بہت ترقی کی تھی - ویدوں میں نجوم کے بہت
اونچے اصولوں کا ذکر آیا ہے - ایک براہمن میں لکھا ہے کہ
فی الواقع آفتاب طلوع یا غروب نہیں ہوتا بلکہ زمین کے
گھومنے سے دن رات ہوتے ہیں (۱) - زمانہ قدیم میں
یگیوں اور قربانیوں کی کثرت کے باعث سیاروں اور معین
اوقات کا علم عوام میں بھی رائج تھا - نجوم کو بھی
ویدوں کا ایک رکن مانا جاتا تھا - اسی لئے اس کا
مطالعہ عام تھا - عیسوی سے بھی قبل ‘بردھہ گرگ سنگھتا’
اور جینیوں کی ‘سوری پنتی’ وغیرہ نجوم کی کتابیں
تصنیف ہو چکی تھیں - ‘آشولائن سوتر’ ‘پارسکر گرہ سوتر’
مہابھارت اور ‘مانو دھرم شاستر’ میں جوتش کی کتنی ہی
باتیں ماخوذ ہیں - عیسوی کے بعد کا سب سے پہلا اور
مکمل ‘سوریہ سدھانت’ تھا جو اب دستیاب نہیں - اس کا
پورا حال وراہ مہر نے اپنی ‘پنچ سدھانتکا’ میں کیا ہے -
وہ موجود ہے - حال کا ‘سوریہ سدھانت’ اس سے جدا اور
جدید ہے - وراہ مہر نے (۵۰۵ ع) اپنی ‘پنچ سدھانتکا’
میں اُن پانچ سدھانتوں پولش‘ رومک‘ وسشٹ‘ سور‘
اور پتامہ کا کرن روپ سے (جس میں علم الاعداد ہی

(۱) میکڈانل - انڈیاز پاسٹ صفحہ ۱۸۱ -

کے ذریعہ سے جوتش کا حساب ہو سکتا ہے اور عمل قوس کی ضرورت نہیں رہتی) بیان کیا ہے - اور لاتا چاریہ ' سنکہا چاریہ اور اس کے مرشد آریہ بہٹ ' پردمن اور بجے نندی کی رایوں کا اقتباس کیا ہے جس سے واضع ہوتا ہے کہ یہہ علما اس کے قبل کے ہیں - پر افسوس ہے کہ اب آریہ بہٹ کے سوا اور کسی کی تصانیف کا پتہ نہیں ہے - آریہ بہٹ نے جو سنہ ۴۷۶ع میں پیدا ہوا تھا ' آریہ بہٹی ' لکھی - اس نے سورج اور تاروں کے ثابت ہونے اور زمین کی گردش سے رات اور دن ہونے کا ذکر کیا ہے - اس نے زمین کا محیط ۴۹۶۷ یوجن یا ۲۴۸۳۵ میل بتلایا ہے - اس نے سورج اور چاند کے گرہن کے اسباب کی بھی تحقیق کی ہے - اس کے بعد ایک دوسرا آریہ‌بہٹ بھی ہوا جس نے ' آریہ سدھانت ' لکھا اور جس کا ذکر بہاسکراچاریہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے -

وراہ مہر کے پانچ سدھانتوں میں ' رومک سدھانت ' غالباً یونان سے آیا ہے - ہندوستانی اور یونانی نجوم بہت سی باتوں میں ملتے ہیں - یہہ تحقیق کرنا مشکل ہے کہ کس نے کس سے کتنا سیکھا -

سنہ ۶۰۰ع سے سنہ ۱۲۰۰ع تک کی فلکیاتی تصنیفات

وراہ مہر کے بعد جوتش کے سب سے جید عالم برھم گپت ہوا - اس نے سنہ ۶۲۸ع کے قریب ' براهم اسپهت سدھانت ' اور ' کھنڈ کھاد ' لکھے - اس نے زیادہ تر متقدمین

کی نائید کی هے - اس کا طرز بیان زیادہ جامع اور مدلل هے - اس نے گیارهویں باب میں آریه بهٹ کا تبصرہ کیا هے - اس کے کچهه برسوں کے بعد مشہور عالم لل هوا جس نے اپنے ' لل سدهانت ' میں آریه بهٹ کے دورہ ارض کے اصول پر اعتراض کرتے هوے لکها هے که اگر زمین گردش کرتی هوتی تو درخت پر سے اڑا هوا پرند اپنے گهونسلے میں پهر نه جا سکتا - (۱) لیکن لل کو شاید معلوم نه تها که زمین معه ماحول کے گردش کرتی هے - اگر یهه بات اسے معلوم هوتی تو وہ گردش زمین پر ایسا بهدا اعتراض نه کرتا - لل کے بعد همارے دور میں چتروید پرتهودک سوامی نے سنه ۹۷۸ع کے قریب برهم گپت براهم سپهٹ سدهانت ' کی تفسیر لکهی - سنه ۱۰۳۸ع کے قریب سری پت نے ' سدهانت شیکهر ' اور ' دهی کوتد ' (علم الاعداد) ' برن نے برهم گپت کے ' کهندک کهاد ' کی تفسیر اور بهوج دیو نے ' راج مرگانک ' لکهے - برهم دیو نے گیارهویں صدی کے آخر میں ' کرن پرکاش ' نام کی کتاب مرتب کی -

همارے دور کے آخر میں مشہور جوتشی مهیشور کا فرزند بهاسکراچاریه هوا - اس نے ' سدهانت شرومنی ' ' کرن کوتوهل ' ' کرن کیسری ' ' گرہ گنت ' ' گرہ لاگهو '

---

(۱) यदि च भ्रमति क्ष्मा तदा स्वकुलायं कथमाप्नुयुः खगाः ।
इषवोऽभिनभः समुज्झिता निपतंतः स्युरपांपतेर्दिशि ॥
(लल्ल सिद्धान्त)

' گیان بھاسکر ' ' سوریہ سدھانت ویاکھیا ' اور ' بھاسکر دیکشکی ' لکھے - ' سوریہ سدھانت ' کے بعد ' سدھانت شرومنی ' مستند کتاب مانی جاتی ہے - اس کے چار حصے لیلاوتی ' بیج گنت ' گرہ گنت ادھیائے اور گولادھیائے ہیں - پہلے دو تو ریاضیات کے متعلق ہیں اور پچھلے دو جوتش سے متعلق ہیں - بھاسکراچاریہ نے اس کتاب میں زمین کے گول ہونے اور اس میں قوت کشش کے ہونے کے اصولوں کی تشریح نہایت واضح طور پر کی ہے - وہ لکھتا ہے :-

" کسی دائرہ کے محیط کا سوواں حصہ خط مستقیم معلوم ہوتا ہے - ہماری زمین بھی ایک بڑا بھاری کرہ ہے - انسان کو اس کے محیط کا بہت ہی چھوٹا حصہ نظر آتا ہے - اسی لئے وہ چپٹا دکھائی دیتا ہے " (۱) -

" زمین اپنی قوت کشش کے زور سے ہر ایک چیز کو اپنی طرف کھینچتی ہے - اسی لئے سبھی چیزیں اس پر گرتی ہوئی نظر آتی ہیں " (۲) -

(1) समो यतः स्यात्परिधेः शतांशः पृथ्वी च पृथ्वी नितरां तनीयान् ।
नरश्च तत्पृष्ठगतस्य कृत्स्ना समेव तस्य प्रतिभात्यतः सा ॥
(सिद्धान्तशिरोमणि—गोलाध्याय)

(۲) आकृष्टशक्तिश्च मही तया यत् स्वस्थं गुरुस्वाभिमुखं स्वशक्त्या ।
आकृष्यते तत् पततीव भाति समे समन्तात् क्व पतत्वियं खे ॥

نیوٹن سے کئی صدیوں پہلے ہی "بھاسکراچاریہ نے اصول کشش کا بیان ایسے واضح طور پر کر دیا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے - اسی طرح فلکیات کے دیگر اصولوں کو بھی اس نے بیان کیا ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دور میں علم نجوم نے کافی ترقی کر لی تھی - البیرونی نے بھی اپنے مشہور سفر نامے میں ہمارے نجوم کی ترقی اور اس کے کچھ اصولوں کا ذکر کیا ہے - ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کے قول کے مطابق آٹھویں صدی عیسوی میں عرب کے علما نے ہندوستان سے نجوم حاصل کیا اور اس کے اصولوں کا عربی میں "سند ہند" کے نام سے ترجمہ کیا (۱) - خلیفہ ہارون رشید اور المامون نے ہندوستانی منجموں کو بلا کر ان کی تصانیف کا عربی میں ترجمہ کرایا (۲) - اہل یونان کی طرح اہل ہند بھی عربوں کے استاد تھے - آریہ بھٹ کی کتابوں کے ترجمہ کا نام "ارض بحر" رکھا گیا (۳) - چین میں بھی ہندوستانی جوتش کا بہت رواج ہوا - پروفیسر ولسن نے لکھا ہے - "بروج فلکی کی تقسیم، شمسی اور قمری مہینے، سیاروں کی رفتار کا تعین، طریق الشمس، نظام شمسی، زمین کا روزانہ اپنے محور پر گردش کرنا، چاند کی رفتار

(۱) ہنٹر - انڈین گزیٹیر صفحہ ۲۱۸ -
(۲) مل - ہسٹری آف انڈیا جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ -
(۳) ویبر - انڈین لٹریچر صفحہ ۲۵۵ -

اور زمین سے اس کا فاصلہ ، ستاروں کے درجوں کی پیمائش
اور گرہن کا حساب ، وغیرہ ایسے مسائل ہیں جو غیر مہذب
قوموں میں معدوم ہیں " (۱) -

پھلت جوتش

ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے لوگوں کو پھلت
جوتش پر اعتقاد رہا ہے - پھلت جوتش سے مراد اُن
اثرات سے ہے جو ستاروں کی گردش اور محل وقوع سے
انسان پر پڑتے ہیں - برہمنوں اور دھرم سوتروں میں بھی
کہیں کہیں اس کا حوالہ ملتا ہے - اس علم کی قدیم
تصانیف نایاب ہیں - بہت ممکن کہ وہ تلف ہو گئی ہوں -
" بردھ گرگ سنگھتا " میں بھی اس کا کچھ ذکر آیا ہے -
وراہ مہر کے قول کے مطابق علم نجوم تین حصوں میں
منقسم ہے - تنتر ، ہورا اور شاکھا - تنتر یا اصولی نجوم
کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے - ہورا اور شاکھا کا تعلق
پھلت جوتش سے ہے - ہورا میں زائچہ وغیرہ سے انسان کی
زندگی کے متعلق مساعد یا نامساعد حالات پر غور کیا
جاتا ہے - شاکھا یا سنگھتا میں پچھل تاروں ، شہاب
ثاقب ، شگون اور ساعت وغیرہ کی تشریح ہوتی ہے - وراہ
مہر کی " برہت سنگھتا " پھلت جوتش کے لئے مستند ہے -
اس میں مکان بنوانے ، کنوئیں اور تالاب کھدوانے ، باغ لگانے ،

---

(۱) مل - ہسٹری آف انڈیا جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ -

مورتی قائم کرنے اور ایسے ہی دیگر امور کے لئے متعدد شگون درج ہیں - اس نے شادی اور فتوحات کے لئے وقت روانگی کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھیں - پہلے جوتش ہی پر "برہج جاتک" نام سے اس نے ایک ضخیم کتاب لکھی جو بہت مشہور ہے - سیاروں کا محل دیکھ کر انسان کا مستقبل بتلانا ہی اس کتاب کا خاص موضوع سنہ ۶۰۰ع کے قریب وراہ مہر کے لڑکے پرتھویشا نے پہلے جوتش کے متعلق "ہورا کھٹ پنچاشکا" نام کی ایک کتاب لکھی - دسویں صدی میں بھٹوتپل نے وراہ مہر کی تصانیف پر مبسوط اور جامع تفسیریں لکھیں - سنہ ۱۰۳۹ع میں شری پت نے اسی صنف میں "رتن مالا" اور "جاتک پدھتی" نامی کتابیں لکھیں - زمانہ مابعد میں بھی اس صنف میں اور کتابیں لکھی گئیں -

علم الاعداد

نجوم کے ارتقا کے ساتھ علم الاعداد کا ارتقا بھی لازمی تھا - ہم دیکھتے ہیں کہ چھٹویں صدی تک ہندوستان علم الاعداد میں انتہائی منزل تک پہونچ چکا تھا - اس نے ایسے ایسے دقیق اصولوں کی تحقیق کر لی تھی جن کا مغربی علما کو کئی صدیوں کے بعد علم ہوا - مشہور عالم کاجوری نے اپنی "ہسٹری آف میتھمیٹکس" میں لکھا ہے "یہ امر قابل غور ہے کہ ہندوستانی علم الاعداد نے ہمارے موجودہ طبیعات میں کس حد تک نفوذ کیا ہے - موجودہ

الجبرہ اور علم الحساب دونوں کا عمل اور انداز هندوستانی هے ' یونانی نہیں - علم الاعداد کے ان مکمل نشانات اور هندوستانی علم حساب کے ان عملوں پر جو موجودہ عملوں کی هی طرح مکمل هیں ' اور ان کے الجبرہ کے قاعدوں پر غور کرو اور پھر سوچو کہ ساحل گنگا کے بسنے والے برهمن کس تعریف اور توصیف کے مستحق نہیں هیں - بدنصیبی سے هندوستان کی کئی بیش بہا ایجادیں یورپ میں بہت پیچھے پہونچی هیں ' جو اگر دو تین صدیاں پہلے پہونچی هوتیں تو ان کا اثر کہیں زیادہ پڑتا -

اسی طرح ڈی مارگن نے لکھا هے " هندوستاني علم حساب یونانی علم حساب سے کہیں بڑھ کر هے - هندوستانی حساب وہ هے جس کا هم آج بھی استعمال کرتے هیں -

علم الاعداد کا ارتقا

علم حساب پر مجموعی طور پر بحث کرنے سے قبل علم اعداد پر بحث کرنا زیادہ مفید اور نتیجہ خیز هوگا - هندوستان نے دیگر اقوام کو جو متعدد باتیں سکھلائیں اُن میں سب سے اونچا درجہ علم الاعداد کا هے - دنیا میں علم حساب و نجوم ' طبیعات وغیرہ میں آج جو ترقی نظر آتی هے اُن کا اصلی مدار موجودہ نشست اعداد هے جس میں ایک سے نو تک کے اعداد اور صفر ' ان دس نشانات سے علم حساب کا سارا کام چل جاتا هے - یہہ ترتیب اهل هند نے هی لگائی اور دنیا کے هر ایک گوشہ میں

پهیلائی - هندی ناظرین میں بہت کم اصحاب کو معلوم ہوگا کہ اس ترتیب اعداد کے قبل دنیا میں کون سا طریقہ رائج تھا اور وہ نجوم اور طبیعات وغیرہ علوم کی ترقی میں کتنا حارج تھا - اس لئے یہاں مختصراً دنیا کے قدیم علم‌الاعداد کا معائنہ کرکے موجودہ اعداد کے هندوستانی ایجاد هونے کے متعلق کچھ لکھنا بے محل نہ هوگا -

هندوستان کے قدیم کتبوں، وصیت ناموں، سکوں، اور قلمی نسخوں کے دیکھنے سے معلوم هوتا هے کہ زمانہ قدیم میں اعداد کی ترتیب حال کی ترتیب سے بالکل مختلف تھی - اُس میں ایک سے نو تک اعداد کے نو نشانات ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ کے نشانات اور ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے ایک ایک نشان مخصوص تھے - انہیں بیس علامتوں سے ۹۹۱۹۹ تک کے اعداد لکھے جاتے تھے - لاکھہ کروڑ وغیرہ کے لئے بھی اُس زمانہ میں علامتیں مخصوص تھیں یا نہیں یہہ تحقیق نہیں کیا جا سکتا - ان اعداد کے لکھنے کی ترتیب ایک سے نو تک تو ویسی هی تھی جیسی اب هے - ۱۰ کے لئے نئے نظام کے مطابق ۱ کے ساتھہ صفر نہیں بلکہ ایک جدا نشان هی بنایا جاتا تھا - علی هذا ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ - ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے الگ الگ نشانات رهتے تھے - ۱۱ سے ۹۹ تک لکھنے کا طریقہ ایسا تھا کہ پہلے دهائی کی عدد لکھکر اُس کے آگے اکائی کی عدد لکھی جاتی تھی - مثلاً

۱۵ کے لئے ۱۰ کی علامت لکھکر اس کے آگے ۵ اور ۳۳ کے لئے ۳۰ کی علامت کے آگے ۳ وغیرہ - ۲۰۰ کے لئے ۱۰۰ کي علامت لکھکر اُس کے داھنی طرف کبھی اوپر کبھی نیچے ، کبھی وسط میں ، ایک سیدھی لکیر (ترچھی) جوڑ دی جاتی تھی - ۳۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت کے ساتھہ ویسي ھی دو لکیریں جوڑی جاتی تھیں - ۴۰۰ سے ۹۰۰ تک کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھہ کر ۴ سے ۹ تک کی عدد ترتیب‌وار ایک چھوٹی سی آڑی لکیر سے جوڑ دی جاتی تھی - ۱۰۱ سے ۹۹۹ تک لکھنے میں سیکڑے کي عدد کے آگے دھائی اور اکائی کے نشانات لکھے جاتے تھے - مثلاً ۱۲۹ کے لئے ۱۰۰ ، ۲۰ اور ۹ - ۹۵۵ کے لئے ۹۰۰ ، ۵۰ اور ۵ - اگر ایسے اعداد میں دھائی کی عدد نہ ھو تو سیکڑے کے بعد اکائي کی عدد رکھی جاتی تھی - مثلاً ۳۰۱ کے لئے ۳۰۰ اور ۱ - ۲۰۰۰ کے لئے ۱۰۰۰ کي علامت داھنی طرف اوپر کی جانب ایک چھوٹی سی سیدھي آڑي (یا نیچے کو مڑی ھوئی) لکیر جوڑي جاتی تھی اور ۳۰۰ کے لئے ویسی ھی لکیریں - علی ھذا ۹۹۹۹۹ لکھنے ھو تو ۹۰۰۰۰ ، ۹۰۰۰ ، ۹۰۰ ، ۹۰ اور ۹ لکھتے تھے -

ھندوستان میں اعداد کا یہہ تریقہ کب رائج ھوا ، اِس کا پتہ نہیں چلتا ، لیکن اشوک کے سدھاپور ، سہسرام اور روپ ناتھہ کے کتبوں میں اس طرز کے ۲۰۰ ، ۵۰ ،

اور ۹ کی دو دو مختلف صورتیں ملتی هیں -

مصر کا قدیم رسم الاعداد جو مصری رسم الخط کی شکل میں هوتا تھا هندوستان کے قدیم رسم الاعداد سے بھی زیادہ پیچیدہ تھا - اُس میں خاص اعداد کے تین نشانات تھے - ۱ - ۱۰ اور ۱۰۰ - انھیں تین عددوں کے بار بار لکھنے سے ۹۹۹ تک کے اعداد بنتے تھے - ایک سے نو تک لکھنے کے لئے ایک کو نو بار لکھا جاتا تھا - ۱۱ سے ۱۹ تک کے لئے ۱۰ کی علامت کی بائیں طرف ایک سے نو تک کھڑی لکیریں کھینچی جاتی تھیں - ۲۰ کے لئے ۱۰ کی علامت دو بار، اور ۳۰ سے ۹۰ تک کے لئے بالترتیب تین سے نو بار تک لکھتے تھے - ۲۰۰ بنانے کے لئے ۱۰۰ کی علامت کو دو بار لکھتے تھے - اُسی طرح ۳۰۰ کے لئے تین بار - اس نظام میں ۱۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ کے لئے بھی ایک ایک تصویر مخصوص تھی - لاکھ کے لئے مینڈھک اور ۱۰ لاکھ کے لئے ایک انسان هاتھ پھیلائے هوئے بنایا جاتا تھا - اس سے ظاهر هے کہ یہ علم الاعداد کی بالکل ابتدائی صورت تھی -

فنیشیا کا رسم العدد بھی مصری رسم العدد سے نکلے هیں اور اُن کی ترتیب بھی اتنی هی پیچیدہ هے - صرف ۱۰ کی علامت کو بار بار لکھنے کی زحمت کو کچھ کم کرنے کے لئے اُس میں ۲۰ کے لئے ایک نئی علامت بنائی گئی جس سے ۳۰ کے لئے ۲۰ اور ۱۰ اور ۹۰ کے لئے چار بار

بیس لکھکر ۱۰ کی علامت لکھی جاتی تھی -

کچھ عرصہ کے بعد مصریوں نے کسی دوسرے ملک کے آسان رسم العدد کو دیکھکر، یا خود اپنی عقل سے اپنے بھدے مصور اعداد کو سہل بنانے کے لئے ہندوستانی رسم العدد جیسا جدید طرز نکالا - ایک سے نو تک کے لئے نو، دس سے نوے تک کے لئے تو اور سو سے ہزار تک کے لئے ایک ایک علامت قائم کی - اس رسم العدد کو ہیرےٹک کہتے ہیں - اس میں بھی مندرجہ بالا دونوں رسموں کی طرح اعداد دائیں طرف سے بائیں طرف لکھے جاتے تھے -

ڈیماٹک اعداد بھی ہیرےٹک اعداد سے ہی نکلے ہیں اور ان دونوں میں بہت کم فرق ہے جو شاید زمانہ کا اثر ہو - یورپ میں بھی زمانہ قدیم میں اہل یونان صرف دس ہزار تک کی گنتی جانتے تھے اور اہل روم ایک ہزار تک کی - ان کے رسم العدد کا استعمال اب بھی کبھی کبھی مطبوعہ کتب میں سنہ لکھتے ہیں، دیباچہ میں صفحات کی تعداد کے لئے یا گھڑیوں میں وقت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے - اس میں ۱، ۵، ۱۰، ۵۰، ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ تک کی علامتیں ہیں جن کو رومن اعداد کہتے ہیں - آج کل ہر ایک تعلیم‌یافتہ شخص رومن اعداد سے واقف ہے اس لئے اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں - ان تمام قدیم اعداد سے نجوم، حساب اور طبیعات کی خاص ترقی

هونے کا کوئی امکان نہ تھا - دنیا کی موجودہ ترقی
انهیں اعداد کی بدولت هوئی هے اور اس کا موجد هندوستان
هے - اس رسم العدد میں جو عدد دائیں طرف سے بائیں
طرف هتا دی جاتی هے اس کی قیمت دس گنتی بڑھ
جاتی هے - مثلاً ۱۱۱ ۱۱۱ میں چھٹوں عدد ' ۱ ' هی
کے هیں لیکن دائیں طرف سے چلئے تو پہلے سے ۱ کا ' دوسرے
سے ۱۰ ' تیسرے سے ۱۰۰ ' چوتھے سے ۱۰۰۰ اور پانچویں
سے ۱۰۰۰۰ سمجھا جاتا هے - اسی سے اس رسم العدد کو
اعداد اعشاریہ کہتے هیں - زمانۂ حال میں ساری دنیا
اسی رسم العدد کو استعمال کرتی هے - اهل هند نے اس کی
ایجاد کس زمانہ میں کی یہہ تحقیق نہیں کیا جا سکتا -
قدیم کتبوں اور وقف ناموں میں عیسیٰ کی چھٹویں صدی
تک قدیم هندی رسم العدد کا هی استعمال کیا گیا هے -
ساتویں صدی سے دسویں صدی تک کتبہ نگاروں اور عاطیوں
نے کہیں تو قدیم طرز کا استعمال کیا هے ' کہیں جدید
طرز کا - لیکن اهل حساب نے چھٹویں صدی کے قبل
سے طرز جدید کا استعمال شروع کر دیا تھا - وراہ مہر نے
' پنچ سدھانتکا ' میں جدید اعداد هی دئے هیں - اس سے
ثابت هے کہ پانچویں صدی کے آخر میں اهل نجوم جدید
طرز کام میں لاتے تھے - بھٹو تپل نے ' برهت سنگھتا ' کی
تفسیر میں کئی جگہ ' پولش سدھانت ' سے جس کا
وراہ مہر نے اپنی تصانیف میں حوالہ دیا هے ' اقتباس
کیا هے - اس نے ایک اور مقام پر ' مول پولش سدھانت '

کے نام سے ایک شلوک بھی پیش کیا ھے - ان دونوں میں جدید طرز کے اعداد ھي استعمال کئے گئے ھیں - اس سے قیاس ھوتا ھے کہ وراہ مہر کے قبل یا پانچویں صدي کے پہلے بھی جدید طرز کا رواج تھا -

' یوگ سوتر ' کی مشہور تفسیر میں ویاس نے (سنہ ۳۰۰ع کے قریب) اعداد اعشاریہ کی بہت صاف مثال پیش کی ھے - جیسے ۱ کی عدد سیکڑے کے مقام پر ۱۰۰ کے لئے دھائی کے مقام پر ۱۰ کے لئے اور اکائی کے مقام پر ۱ کے لئے مستعمل ھوتی ھے - موضع بخشالی (یوسف زئي علاقہ - پنجاب) میں بھوج پتر پر لکھی ھوئی ایک پرانی کتاب زمین میں دفن ملي ھے جس میں اعداد طرز جدید ھي سے لکھے گئے ھیں - مشہور عالم ڈاکٹر ھارنلی نے اس کے زمانہ تصنیف کا اندازہ تیسری چوتھی صدي کیا ھے - اس پر ڈاکٹر بولر نے لکھا ھے کہ اگر علم الاعداد کی قدامت کے متعلق ڈاکٹر ھارنلی کا یہہ قیاس صحیح مان لیا جاوے تو اس کی ایجاد کا زمانہ سنہ عیسوی کے آغاز یا اس سے بھی قدیم‌تر ھوگا - ابھی تک تو طرز جدید کي قدامت کا پتہ یہیں تک چلا ھے -

صفر کي ایجاد کر کے علم حساب میں طرز جدید کا موجد کون ھوا اس کا کچھہ پتہ نہیں چلتا - صرف اتنا ھي تحقیق ھے کہ طرز جدید کی ایجاد هندوستان میں ھی ھوئی - پھر یہاں سے اھل عرب نے یہہ علم سیکھا

اور عربوں نے اُسے یورپ میں رائج کیا - اس کے قبل
ایشیا اور یورپ کی کلدانی ' یونانی ' عربی قومیں هندسه
کا کام حروف تهجی سے لیتی تهیں - عربوں میں خلیفه
ولید کے زمانه تک اعداد کا رواج نه تها (سنه ۷۰۵-۷۱۵ع) -
اس کے بعد انهوں نے هندوستان سے یهه فن سیکها (۱) -

اس کے متعلق " انسائکلوپیڈیا برٹنیکا " میں لکها هے

" اس میں کوئی شک نهیں که همارے موجوده فن عدد
کی تخلیق هندوستان میں هوئی هے - غالباً علم نجوم
کے اُن نقشوں کے ساتهه جنهیں ایک هندوستانی سنه
سنه ۷۷۳ع میں بغداد میں لایا تها ' یهه اعداد عرب میں
داخل هوئے - بعد ازاں عیسوی کی نویں صدی کے آغاز
میں مشهور عالم ابو جعفر محمد الخوارزمی نے عربوں
میں اس طرز کی تشریح کی اور اُسی زمانه سے اس کا
رواج بڑهنے لگا " -

" یورپ میں یهه مکمل اعداد معه صفر عیسوی کی
بارهویں صدی میں رائج هوئے اور اُن اعداد سے بنا هوا
علم حساب " الگورتمس " (الگورتهم) نام سے مشهور هوا -
یهه غیر مانوس نام محض " الخوارزمی " کا لفظی ترجمه
هے جیسا که رنیاڈ نے قیاس کیا تها - الخوارزمی کی

---

(۱) قدیم اور جدید علم الاعداد کے مفصل حالات کے لئے دیکهو " بهارتی پراچین لپ مالا " صفحه ۱۱۰-۱۰۸ -

اس تصنیف کا اب پتہ نہیں - مگر اس کے ترجمہ کی
ایک نقل حال میں کیمبرج سے شائع ہوئی ہے جو اِس
قیاس کی تصدیق کرتی ہے - یہہ ترجمہ غالباً ایڈل ہرڈ
نے کیا تھا - خوارزمی کے علم حساب کے قاعدوں کو مشرقی
علما نے آسان کیا اور اُن آسان کئے ہوئے قاعدوں کو
مغربی یورپ میں پیسا کے لیونارڈو اور مغربي یورپ
میں میکسمس پلینوڈس نے رائج کیا - "زیرو" لفظ عربی
کے "صفر" سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے - غالباً لیونارڈو نے
"صفر" کو "جفرو" کی صورت دے دی (۱) "

مشہور سیاح اور عالم البیرونی نے لکھا ہے : "اہل ہند
اپنے رسم الخط کے حروف سے اعداد کا کام نہیں لیتے
جیسے کہ ہم عبراني حروف کي ترتیب سے عربی حروف سے
کام لیتے ہیں - ہندوستان کے مختلف صوبوں میں جس
طرح حروف کی شکلیں مختلف ہیں ' اُسي طرح اعداد
ظاہر کرنے والے نشانات بھی جنہیں "انک" کہتے ہیں
مختلف ہیں - جن اعداد کو ہم کام میں لاتے ہیں
وہ ہندوؤں کے سب سے خوبصورت اعداد سے لئے گئے ہیں -
جن متعدد قوموں سے میرا تعلق رہا اُن سبھوں کی
زبانوں کے شمار کرنے والے نشانات کا میں نے مطالعہ کیا ہے
جس سے معلوم ہوا کہ کوئی قوم ایک ہزار سے زیادہ نہیں

(۱) انسائکلو پیڈیا برٹانکا - جلد ۱۷ صفحہ ۶۲۱ -

شمار کر سکتی - اهل عرب بھی ایک هزار تک هی شمار کر سکتے هیں - اس موضوع پر میں نے ایک علاحدہ کتاب لکھی ھے - هندو هی ایسی قوم ھے جس کے اعداد ایک هزار سے زائد هیں - وہ اعداد کو اٹھارہ مقامات تک لے جاتے هیں جیسے "پراردھہ" کہتے هیں - میں نے ایک کتاب لکھہ کر بتلایا ھے کہ اهل هند اس علم میں هم سے کس قدر آگے بڑھے هوے هیں" (۱) -

علم حساب کی جو تصانیف موجود هیں وہ بیشتر جوتش کے انہیں علما کی هیں جن کا ذکر هم اوپر کر چکے هیں - آریہ بھٹ کی تصنیف کے پہلے دو حصے، "برام اسپھٹ سدھانت" میں باب الحساب اور سدھانت شرومنی میں لیلاوتی اور بیج گنت نام کے ابواب علم حساب پر مشتمل هیں - ان کتابوں کے مطالعہ سے معلوم هوتا ھے کہ وہ لوگ علم حساب کے سبھی اونچے درجہ کے اصولوں سے واقف تھے - عام علم حساب کے آٹھوں قاعدوں جمع، تفریق، ضرب، تقسیم، مربع، مکعب، جزرالمربع، جزرالمکعب کا ان میں کامل طور پر بیان کیا گیا ھے - اس کے بعد کسر، صفر، رقبہ، تراشک، کام، سود، سود مرکب، اعداد غیر محدود، کٹک اور شریڑھی کے اصولوں کا تذکرہ بھی موجود ھے -

(۱) البیرونی انڈیا - جلد ۱ صفحہ ۷۷ - ۱۷۴

الجبر و المقابلہ

نجوم کے لئے صرف علم حساب کا هي نہیں الجبر و المقابلہ کا بھی استعمال کیا جاتا تھا - مندرجہ بالا کتابوں میں ہمیں الجبر و المقابلہ کے مذہنی اصولوں کے بیانات ملتے ہیں - اس علم کا بھی اِسی ملک میں ارتقا ہوا تھا - مسٹر کاجوری نے لکھا ہے کہ الجبر و المقابلہ کے پہلے یونانی عالم ڈایوفینٹ نے بھی ہندوستان میں هي یہہ علم حاصل کیا تھا - یہہ خیال کہ ہندوستان نے یونان سے یہہ علم حاصل کیا غلط ہے - ہندوستانی اور یونانی الجبر و المقابلہ میں بہت سے اختلافات ہیں - ہندوستان نے بارھویں صدی تک الجبر و المقابلہ کے جو قواعد اور اصول ایجاد کئے وہ یورپ میں سترھویں صدی میں رائج ہوئے - ہندوستانیوں نے الجبر و المقابلہ میں بہت سے بنیادی اصول دریافت کر لئے تھے جن میں کچھہ یہہ ہیں -

(۱) منفی اعداد سے مساوات کا خیال -

(۲) مربع مساوات کی تسہیل -

(۳) ترتیب کے قواعد - اہل یونان ان سے واقف نہ تھے -

(۴) ایک درجہ اور کئی درجوں کے مساوات -

(۵) مرکز کا معین جس میں علم حساب اور الجبر و المقابلہ دونوں کا ارتقا ہو -

بھاسکراچاریہ نے یہہ بھی ثابت کیا ھے کہ—

ع × ۰ = ع ؛ ۲ = ۰ ؛ √۰ = ۰ ؛ ع ÷ ۰ = ۰

ہندوستان سے ھی جبر و مقابلہ کا علم اہل عرب کی وساطت سے یوروپ پہونچا – پروفیسر مونیر ولیمس کہتے ھیں کہ جبر و مقابلہ ، علم خط ، اور علم نجوم ہندوستانیوں ھی کي ایجاد ھے (۱) – عرب سے اس کی اشاعت یوروپ میں ہوئی (۲) –

علم الخط

اِسی طرح علم خط نے بھي ہندوستان میں بہت ترقی کی تھی – قدیم ہندوستان میں علم خط کا ذکر بودھائن اور آپستمب کے سوتروں میں پایا جاتا ھے – قربانگاھوں اور کنڈوں کے بنانے میں اس کا بہت استعمال ہوتا تھا – یگیہ اور دیگر رسوم ادا کرانے والے پروہت جانتے تھے کہ مستطیل کا رقبہ مربع میں اور مربع کا رقبہ دائرہ میں کس طرح لایا جا سکتا ھے – یہہ علم بھی یونانی اثرات سے پاک تھا – علم خط کی کچھہ مشقیں درج ذیل ھیں جو ہمارے زمانہ تک ایجاد ہو چکی تھیں –

(۱) حکیم فیثاغورث کی مشق – یعنی مثلث قائم الزاویہ کے دو اضلاع کے مربعوں کا مجموعہ مساوی ہوتا ھے وتر کے مربع کے –

(۱) انڈین وزڈم – صفحہ ۱۸۵ –

(۲) ونے کمار سرکار – ہندو ایچیو مینٹس اِن اکزیکٹ سائنسز صفحہ ۱۲–۱۵ –

(۲) دو مربعوں کے مجموعہ یا فرق کے برابر دوسرا مربع بنانا -

(۳) کسی مستطیل کو مربع بنانا -

(۴) ✓ کی اصلي قیمت اور مقادیر کا اسقاط -

(۵) ربعوں کو دائرہ کی صورت میں لانا -

(۶) دائرہ کا رقبہ -

(۷) نامساوی اربعۃ لاضلاع میں وتر قائم کرنا -

(۸) مثلث ' دائرہ اور نامساوی اربعۃالاضلاع کا رقبہ -

(۹) برهم گپت نے قطع دائرہ کے قطاع اور اس پر سے کھنچے ہوے قوس تک کے عمود کے معلوم ہونے پر قطر اور قطع دائرہ کا رقبہ نکالنے کا قاعدہ بھی لکھا ہے -

(۱۰) مخروطی اور هلیلجی اشیا کا رقبہ -

بهاسکراچارج نے اپنے قبل کے بہت سے علماء علم حساب بهٹ ' لل ' اریہ بهٹ (ثانی) ' وراہ مہر ' برهم گپت ' مہابیر (سنہ ۸۵۰ع) ' سری دهر (سنہ ۸۵۳ع) اور اُتپل (سنہ ۹۷۰ع) قائم کئے ہوے اصولوں کو خلاصہ دیکر ان کا عمل بتلایا ہے - جبر و مقابلہ کي طرح یعقوب نے علم الخط کی اشاعت عرب میں کی -

علم مثلث

زمانہ قدیم کے هندوستانی علم مثلث میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے - انہوں نے جیب اور جیب معکوس کے

سلسلے بنائے تھے - ان سلسلوں میں ' برت پاد ' کے چوبیسوں حصوں تک کا عمل ہے - دونوں سلسلوں میں یکساں پیمانہ سے جیب اور جیب معکوس کا بیان ملتا ہے - علم مثلث سے جوتش میں مدد لی جاتی تھی -

واچسپتی نے قوس کا رقبہ نکالنے کا بالکل نیا طریقہ اختراع کیا ہے - اسی طرح نیوٹن سے پانچ صدی قبل احصاص تفرقات کی ایجاد کر کے بھاسکراچاریہ نے اس کا نجوم کے عمل میں استعمال کیا تھا - ڈاکٹر برجندر ناتھ سیل کے قول کے مطابق بھاسکراچاریہ اُس زمانہ کے اعدادی عملیات میں ارکمدیس سے کہیں زیادہ فائق ہیں - بھاسکراچاریہ نے سیارے کی ایک پل کی گردش کا حساب لگانے میں ایک سکنڈ کے $\frac{1}{3375}$ حصہ تک کا عمل کیا ہے -

اہل ہند علم جغرافیہ اور فلکیات سے متعلق علم حرکت میں بھی دخل رکھتے تھے - علم میزان الثقل اور علم حرکت سے وہ بالکل بیگانہ نہ تھے -

آیور وید

علم صحت کی کتابیں

علم صحت هندوستان میں بہت قدیم زمانہ سے درجہ کمال تک پہونچا ہوا تھا - ویدوں میں ہمیں علم بدن ' علم حمل اور صفائی کے اصولوں کا مختصر تذکرہ نظر آتا ہے - اتھرو وید میں امراض کے نام اور علامات ہی نہیں

چند انسانی کی ہڈیوں کی پوری تعداد بھی درج کر دی گئی ہے - بودھوں کے زمانہ میں علم صحت نے بڑی ترقی کی - اشوک کے کوہستانی تحریروں میں انسان اور حیوانوں کے معالجے ' اور حیوانوں اور انسانوں کے استعمال کے لئے ادویات بھی لکھی گئی ہیں - چینی ترکستان میں سنہ ۳۵۰ء کے قریب کی بھوج پتر پر لکھی ہوئی کچھ سنسکرت زبان کی کتابیں بر آمد ہوئی ہیں جن میں تین علم صحت سے متعلق ہیں - آیور وید کے قدیم علما میں چرک کا نام بہت مشہور ہے - اس کے زمانہ اور مسکن کے متعلق مؤرخوں میں اختلاف ہے - اس کی چرک سنگھتا اگنی ویش کی بنیاد پر لکھی گئی ہے - چرک سنگھتا ویدک کی نہایت اونچے درجہ کی تصنیف ہے - سشرت سنگھتا بھی اس فن کی لاثانی تصنیف ہے - اس کا کمبوڈیا میں نویں یا دسویں صدی میں رواج ہو چکا تھا - یہہ کتاب پہلے سوتروں میں لکھی گئی تھی - یہہ دونوں کتابیں ہمارے زمانہ زیر تنقید سے پہلے کی ہیں -

ہمارے دور مخصوص کے آغاز کی دو ویدک کی کتابیں موجود ہیں - ' اشٹانگ سنگرہ ' اور ' اشٹانگ ہردے سنگھتا - طبیب کامل باگ بھٹ نے غالباً ساتویں صدی کے قریب ' اشٹانگ سنگرہ ' لکھا تھا - دوسری کتاب کا مصنف بھی باگ بھٹ ہی ہے جو پہلے باگ بھٹ سے جدا ہے اور

جو غالباً آٹھویں صدی میں ہوا تھا - اسی زمانہ میں اندوکر کے بیٹے مادھوکر نے "مادھو ندان" نام کی ایک عالمانہ کتاب لکھی - یہہ کتاب آج بھی تشخیص امراض میں بہت مستند سمجھی جاتی ہے - اس میں امراض کی تشخیص کے متعلق بڑی تفصیل سے بحث کی گئی ہے - برند کے "سدھہ یوگ" میں بخار کی حالت میں سمیات کے استعمال کے متعلق عالمانہ استدلال کیا گیا ہے - سنہ ۱۰۶۰ع میں بنگال کے چکرپانی دت نے "چرک" اور "سشرت" کی تفسیر لکھنے کے علاوہ "سدھہ یوگ" کی بنیاد پر "چکتسا سار سنگرہ" نام کی کتاب تصنیف کی - ہمارے دور کے اواخر میں سنہ ۱۲۰۰ع میں شارنگ دھر نے "شارنگ دھر سنگہتا" لکھی - اس میں افیون اور پارے وغیرہ کی ادویات کے علاوہ علم نبض شناسی کے اصول بھی درج کئے گئے ہیں - پارہ اس زمانہ میں کثرت سے استعمال کیا جاتا تھا - البیرونی نے بھی پارے کا ذکر کیا ہے - علم نباتات کے متعلق بھی کئی لغات لکھے گئے جن میں "شبد پردیپ" اور "نگھنٹو" مشہور ہیں - ہمارے یہاں علم الجسم نے بڑی ترقی کی تھی - اس زمانہ کی کتابوں میں ہڈیوں، رگوں اور باریک شریانوں کا مفصل ذکر موجود ہے -

علم جراحی کا ارتقا

علم جراحی نے بھی اس زمانہ میں حیرت انگیز ترقی کی تھی - "سشرت" میں علم جراحی پر تفصیلی بحث

کی گئی ھے - رگوید میں علم صحت کے تین موجدوں — دوو داس ' بھاردواج ' اور اشونی کمار — کا ذکر موجود ھے - (۱) مہابھارت میں بھی بھیشم کے بستر ناوک پر لیٹنے پر دریودھن کے جراحوں کے بلانے کا ذکر آیا ھے - ' ونے پتک ' کے مہابگ میں لکھا ھے " اشو گھوش نے ایک بھکشو کے بھگندر مرض ھو جانے پر جراحی کا عمل کیا تھا " (۲) - اس زمانہ میں ' جیوک ' نام کا ایک طبیب جراحی کے فن کا ماھر ھوا جس کا ذکر مہا بگ میں موجود ھے - اُس نے بھگندر ' امراض سر ' کاملا وغیرہ مزمن امراض کے معالجہ میں شہرت پائی تھی - ' بھوج پربندھ ' میں بیھوش کر کے جراحی کے عمل کرنے کا ذکر آیا ھے - نشتر وغیرہ لوھے کے بنائے جاتے تھے لیکن راجاؤں یا دیگر اھل مقدرت کے لئے چاندی ' سونے یا تانبے کے اوزار بھی استعمال کئے جاتے تھے - طبی آلات کے متعلق لکھا ھے کہ انھیں تیز ' چکنے ' مضبوط ' خوشنما اور آسانی سے پکڑے جانے کے قابل ھونا چاھئے - جدا جدا عملوں کے لئے مختلف آلات کی دھار ' قد و قامت کا بھی ذکر کیا گیا ھے - اوزار کند نہ ھو جائیں اس لئے لکڑی کے صاندوقچے بنائے جاتے تھے جن کے اندر اور باھر ملائم

(۱) यद्यासं दिवोदासाय वर्त्ति भारद्वाजायश्विनाहयंता। ऋग्वेद म० १ २-१६

(۲) اینشنٹ سرجیکل انسٹرومنٹس جلد ۱ -

ریشم یا اون اگا دیا جاتا تھا - آلات آٹھ قسم کے
ہوتے تھے - قطع کرنے والے ' چیرنے والے ' پانی نکالنے والے '
رگوں کے اندر کے پھوڑوں کا پتہ لگانے والے ' دانت یا
پتھر وغیرہ نکالنے والے ' فصد کھولنے والے ' نشتر لگے ہوئے
حصوں کو سینے والے اور چیچک کا ٹیکا لگانے والے - ہمارے
دور میں باگ بھٹ نے جراحی کے عمل کی تیرہ قسمیں
بتلائی ہیں - سشرت نے طبی آلات کی تعداد ۱۰۱ مانی
ہے - لیکن باگ بھٹ نے ۱۱۵ مان کر یہہ لکھہ دیا ہے
کہ چونکہ عمل کی تعداد نہیں معین کی جا سکتی لہذا
آلات کی تعداد بھی غیرمعین رہیگی - طبیب حسب
موقع و ضرورت آلات بنا سکتا تھا - اس کا مفصل ذکر ان
کتابوں میں دیا گیا ہے - بواسیر ' بھگندر ' امراض رحم '
امراض بول ' امراض تولید وغیرہ کے لئے مختلف آلات
کام میں لائے جاتے تھے - ان میں بعض آلات کے نام یہہ ہیں
برن وستی ' وستی یندر (سینہ اور معدہ کی صفائی
کا آلہ) ' پشپ یندر (آلہ تناسل میں دوا ڈالنے کے لئے) '
شلاکا یندر ' نکھہ آکرت ' گربھہ شنکو ' پرجنن شنکو (زندہ
بچہ کو بطن سے نکالنے کے لئے) وغیرہ ' سرپ مکھہ (سینے
کے لئے) وغیرہ - بھگندر کے لئے چرمی بندشوں کا بھی ذکر
کیا گیا ہے - پھوڑے اور امراض معدہ وغیرہ کے لئے
مختلف قسم کی پٹیاں باندھنے کا ذکر کیا گیا ہے -

انسان یا گھوڑے کے بال زخم سینے کے لئے کام میں
لائے جاتے تھے - فاسد خون نکالنے کے لئے جونک کا

استعمال هوتا تها - پهلے جونک کا معائنه کر لیا جاتا تها که وه زهریلی تو نهیں هے - فشي کی حالت میں ٹیکے کی طرح دوا خون میں پیوست کر دي جاتي تهی - ناسور اور پهوڑوں کے علاج میں سوئیوں کا استعمال هوتا تها - تین سوئیوں والے آلے کا استعمال کوڑهه کے مرض میں کیا جاتا تها - آج کل ٹیکا لگانے کے لئے جس اوزار سے کام لیا جاتا هے وه یهي هے - آج کل کا دانت نکالنے والا آله پهلے دنت شنکو کے نام سے مشهور تها - قدیم آریه مصنوعی دانت اور ناک بنانا جانتے تهے - دانت اکهاڑنے کے لئے ایک خاص آله کا ذکر آیا هے - موتیابند کے نکالنے کے لئے ایک جدا آله تها - دودهه پلانے یا قے کرانے کے لئے ایک خاص آله کام میں آتا تها جسے کمل نال کہتے تهے (۱) -

مار گزیده کا علاج

اسی طرح مارگزیدوں کے علاج میں بهی انهیں کمال تها - سکندر کے سپه سالار نیارکس نے لکها هے که یونان والے سانپ کے کاٹے کا علاج نهیں جانتے لیکن جنهیں سانپ نے کاٹا انهیں هندوستان والوں نے اچها کر دیا (۲) - آماس

(۱) جو لوگ قدیم فن جراحي کے شائق هوں وه ناگري پرچارني پترکا - حصه ۸ - نمبر ۱ - ۲ میں چهپے هوئے 'پراچین شلیه تنتر' مضمون کا ملاحظه کریں -

(۲) وائز - هسٹري آف میڈیسن صفحه ۹

کے مرض میں نمک نہ دینے کی بات هندوستان والوں کو ایک هزار سال پہلے معلوم تھا - علاج بے غذا سے بھی وہ لوگ بے خبر نہ تھے -

علاج حیوانات

حیوانات کا معالجہ کرنا بھی وہ لوگ جانتے تھے - اس صنف میں بھی متعدد تصانیف موجود هیں - پال کاپیہ نے گج چکتسا ' گج آیوروید ' گج دربن (هاتھیوں کے متعلق) گج پریکشا لکھی - برھسپت کی تصنیف گج لکشن ' گووید شاستر (مویشیوں کا علاج ' جےدت کی تصنیف اشوچکتسا (گھوڑوں کے متعلق) نکل ' کی تصنیف شالی هوتر شاستر ' اشو تنتر ' گن کی تصنیف اشو آیور وید ' اشولکشن ' وغیرہ کے علاوہ اور بھی متعدد تصانیف موجود هیں - یہہ کتابیں زیادہتر همارے هی زمانے میں لکھی گئی هیں - تیرھویں صدی میں جانوروں کے علاج سے متعلق ایک سنسکرت کتاب کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا گیا تھا - اس میں مندرجہ ذیل ابواب هیں -

(۱) گھوڑوں کی نسل ' (۲) پیدائش ' (۳) اصطبل کا انتظام ' (۴) گھوڑے کا رنگ اور ذات ' (۵) ان کے عیب و هنر ' (۶) ان کے جسم اور اعضا ' (۷) ان کی بیماری اور علاج ' (۸) ان کے فصد کھولنے ' (۹) ان کی خوراک ' (۱۰) انھیں مضبوط اور تندرست بنانے کے نسخے ' اور (۱۱) دانتوں سے عمر پہچاننے کے قاعدے بھی بتلائے گئے هیں -

علم حیوانات

حیوانات کے علاج کے ساتھہ ہی علم حیوانات اور علم حشرات میں بھی ہندوستانیوں نے بہت ترقی کر لی تھی - ہندوستانی علما جانوروں کے عادات اور فطرت سے پوری واقفیت رکھتے تھے - جانوروں کے جسمانی حالات کا بھی انہیں پورا علم تھا - گھوڑے کے دانتوں کو دیکھہ کر اس کی عمر کا اندازہ کرنے کا رواج بہت قدیم ہے - سانپوں کی مختلف قسمیں اُن لوگوں کو معلوم تھیں - بھوشیہ پران میں لکھا ہوا ہے کہ سانپ برسات کے قبل جوڑ کھاتے ہیں اور قریباً ۶ ماہ میں سانپن ۲۴۰ انڈے دیتی ہے - بہت سے انڈے تو خود ماں باپ کھا جاتے ہیں - باقی انڈوں میں سے ۲ ماہ کے بعد سنپولے نکل آتے ہیں - ساتویں دن وہ کالے ہو جاتے اور دو ہفتہ میں ان کے دانت نکل آتے ہیں - تین ہفتہ میں ان کے دانتوں میں زہر پیدا ہو جاتا ہے - سانپ ۶ ماہ میں کینچل چھوڑتا ہے - اس کی کھال میں ۲۴۰ جوڑ ہوتے ہیں - ڈلسا نے سشرت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ حشرات اور رینگنے والے جانوروں کا ماہر ہے - اس نے کیڑوں کے مختلف حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے (۱) -

ہمارے دور میں جین عالم ہنس دیو نے ”مرگ

(۱) ونے کمار سرکار - ہندو اچیومنٹس اِن اِگزیکٹ سائنسز - صفحہ ۷۱ - ۷۵ -

پکشی شاستر" نام کی ایک کتاب لکھی جو بہت مستند تسلیم کی جاتی ھے - اس میں شیروں کی کچھہ قسمیں بتلا کر ان کی خصوصیتیں دکھلائی گئی ھیں - شیروں کا ذکر کرتے ھوئے مصنف نے لکھا ھے کہ اس کی پونچھہ لمبی اور گردن پر گھنے بال ھوتے ھیں جو چھوٹے سنہرے رنگ کے اور پیچھے کی طرف کچھہ سفیدی مائل ھوتے ھیں - اس کے جسم پر ملائم بال ھوتے ھیں - شیر بہت مضبوط اور تیز رفتار ھوتا ھے - بھوک لگنے پر وہ بہت خونخوار ھوتا ھے اور جوانی میں اس پر بہت شہوت غالب ھوتی ھے - وہ زیادہتر غاروں میں رھتا اور خوش ھونے پر دم ھلاتا ھے - اسی طرح شیروں کی دوسری قسموں کا مفصل ذکر کرنے کے بعد شیرنی کا بیان کیا گیا ھے - اس کے حمل، مدت حمل، اور عادات وغیرہ پر مصنف نے بہت روشنی ڈالی ھے -

شیر کے حالات لکھنے کے بعد مصنف نے باگھہ، بھالو، گینڈا، اونٹ، گدھا، گائے، بیل، بھینس، بکری، ھرن، گیدڑ، بندر، چوھا، وغیرہ کتنے ھی جانوروں اور گدھہ، ھنس، باز، سارس، کوا، اُلو، طوطا، کوئل، وغیرہ متعدد پرندوں کے مفصل حالات لکھے ھیں جسمیں ان کی قسمیں، رنگ، جوانی، زمانہ تولید، مدت حمل، عادات، فطرت، عمر، خوراک، اور مدانی وغیرہ امور کا مفصل ذکر کیا گیا ھے - ھاتھی کی خوراک گنا بتلائی ھے - ھاتھی کی

عمر زیادہ سے زیادہ ١٠٠ سال کی اور چوتھے کی کم سے کم ڈیڑھ سال بتلائی ہے (١) -

شفاخانے

ہندوستان والوں ہی نے سب سے پہلے دواخانے اور شفا خانے بنانے شروع کئے - فاہیان (سنہ ٤٠٠ ع) نے پاٹلی پتر کے ایک شفاخانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہاں سبھی غریب اور بیکس مریض آکر علاج کراتے ہیں - انہیں یہاں حسب ضرورت دوا دی جاتی ہے اور ان کی آسائش کا پورا خیال رکھا جاتا ہے - یورپ میں سب سے پہلا دوا خانہ ونسنٹ اسمتھ کے قول کے مطابق دسویں صدی میں تعمیر ہوا تھا - ہیونسانگ نے بھی تکش شلا، متی پور، متھرا اور ملتان کے دواخانوں کے حال لکھے ہیں جہاں بیواؤں اور غریبوں کو مفت دوا، کھانا اور کپڑا دیا جاتا تھا (٢) -

ہندوستانی آیر وید کا یوروپی طب پر اثر

موجودہ یوروپی علم طب کی بنیاد بھی آیوروید ہی ہے - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا "مجھے یقین ہے کہ ہندوستان سے آیوروید پہلے عرب پہونچا اور

---

(١) یہ کتاب ابھی حال میں ملی ہے اور پنڈت وی رچے راگھواچاریہ، ترپتی مدراس سے مل سکتی ہے -

(٢) ڈاکٹر پرچارنی پتر کا حصہ ٨ صفحہ ١٩ - ٢٠ -

وهاں سے یوروپ میں داخل هوا (۱) - عرب کے علم طب سنسکرت تصانیف کے ترجمہ پر مبنی تھا - خلفاء بغداد نے متعدد سنسکرت کتابوں کے ترجمے عربی میں کرائے تھے - هندوستانی طبیب چرک کے نام لاطینی میں تبدیل هو کر ابھی تک قائم هے (۲) - نوشیرواں کا معاصر برزوهے هندوستان میں طبیعات کا علم حاصل کرنے کے لئے آیا تھا (۳) - پروفیسر ساچو کے مطابق البیرونی کے پاس طب اور نجوم کی سنسکرت تصانیف کے عربی ترجمے موجود تھے - خلیفہ منصور نے آٹھویں صدی میں کئی طبی تصانیف کا عربی سے ترجمہ کرایا -

قدیم عربی مصنف سیرے پین نے چرک کو طبیب حاذق تسلیم کیا هے - هارون رشید نے کئی هندوستانی حکیموں کو بغداد بلایا تھا - عرب سے هی یوروپ میں یہہ علم پہونچا اس میں قیل و قال کی گنجائش نہیں - اس طرح یوروپی علم شفا هندوستانی علم طب کا ممنون هے (۴) -

حاصل کلام یہہ کہ همارے دور میں علم طب اپنے عروج پر تھا - ذیل میں هم بعض علما کی رایوں کا خلاصہ درج کرتے هیں - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر

---

(۱) هربلاس سارا - هندو سوپیریارٹی صفحہ ۲۶۸ -

(۲) ایضاً صفحہ ۲۶۹ -

(۳) هسٹری آف هندو کیمسٹری - دیباچہ صفحہ ۷۶ -

(۴) رولے - اینشنٹ هندو میڈیسن - صفحہ ۳۸ -

میں کہا تھا - "ہندوؤں کے واضع قانون منو دنیا کے سب سے بڑے صفائی کے موئدوں میں تھے" - سرولیم ہنٹر لکھتے ہیں کہ ہندوستان کا علم دوا جامع ہے - اُس میں جسم انسانی کی ترکیب ' اندرونی اعضا ' پٹھوں ' رگوں اور شریانوں کا مفصل ذکر کیا گیا ہے - ہندوؤں کے نگھنٹو (قرابادین) میں معدنی ' نباتاتی اور کیمیائی ادویات کا مفصل بیان کیا گیا ہے - اُن کا علم دوا سازی کامل ہے - جس میں ادویات کی بڑی خوبصورتی سے توضیح و تخصیص کی گئی ہے - صفائی اور پرہیز کے متعلق وضاحت کے ساتھہ ہدائتیں کی گئی ہیں - ہندوستان کے اطباء قدیم عضو قطع کر سکتے تھے ' پتھری نکالتے تھے اور خون بند کر سکتے تھے - فتق ' بھگندر ' بواسیر اور رگوں کے پھوڑے کا علاج کر دیتے تھے - وہ حمل فاسد اور نسوانی امراض کے باریک سے باریک جراحی عمل کرتے تھے (۱) - ڈاکٹر سیل لکھتے ہیں کہ طلبا کے مشاہدہ و معائنہ کے لئے لاشوں کی قطع و برید کی جاتی تھی اور تسہیل حمل کا عمل بھی کیا جاتا تھا - مسٹر بیور ہندوستانی علم جراحی کی تعریف کرتے ہوے لکھتے ہیں "آج بھی مغربی علما ہندوستانی علم جراحی سے بہت کچھہ سیکھہ سکتے ہیں ' مثلاً انہوں نے کٹی ہوئی ناک کو جوڑنے کی ترکیب انہیں سے سیکھی" (۲) -

---

(۱) انڈین گزٹیر - انڈیا - صفحہ ۱۲۰ -
(۲) بیور - انڈین لٹریچر - صفحہ ۲۷۰ -

کام شاستر

علمی اور مادی ترقی کے ساتھ ہندوستان میں کام شاستر نے بھی علمی اعتبار سے کافی ترقی کر لی تھی - دنیا کی چار نعمتوں میں ارتھ، دھرم، کام اور موکش مانے گئے ہیں - یعنی دوست، مذہب، حظ نفس اور نجات - کام شاستر پر جتنی کتابیں موجود ہیں اُن میں واتسائن کی تصنیف "کام سوتر" سب سے قدیم ہے - واتسائن نے اس شاستر یا اِس کے خاص حصوں کے مصنفین کے نام بھی دئے ہیں جو اس کے قبل ہو چکے تھے - اُن میں سے بعض یہ ہیں :- اودالک (اُدالک کا بیٹا) شویت کیت، بابھرو، دتک، سوبرن نابھ، گھوٹک مکھ، گونردی، کچمار، وغیرہ - ان مصنفین کے مواد سے کام لے کر واتسائن نے ہمارے دور سے کچھ قبل کام سوتر لکھا - اِس میں موزوں اور ناموزوں عورتوں کی تحقیق، مردوں اور عورتوں کے اقسام، لطف صحبت کے طریقے اور امساک کے نسخے لکھے گئے ہیں - مرد الھڑ کمسن دوشیزہ لڑکیوں کو کس طرح اپنی جانب مائل کرے اسے بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے - بیوی اپنے شوہر سے اور شوہر اپنی بیوی سے کس قسم کا برتاؤ کریں کہ ان میں روز بروز محبت بڑھتی جائے، عورت کا فرض کیا ہے، خانہ داری کا انتظام کیونکر کرنا چاہئے، ان سبھی امور کی توضیح کی گئی ہے -

کام سوتر میں عورتوں اور مردوں کے مادہ تولید کا بھی ذکر کیا گیا ہے - حالات دنیا سے واقف کرنے کے لئے زنان بازاری ' زنان ممنوع اور اصول حمل سے متعلق ابواب لکھے گئے ہیں - ان ابواب سے واضح ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں کام شاستر کتنا مکمل ' اعلیٰ اور علمی تھا - اس کتاب کے بعد اس موضوع پر اور کئی کتابیں لکھی گئیں - ہمارے دور کے آخری حصہ میں کوکا پنڈت نے ' رتی رهسیہ ' لکھا - آج کل کے ہندی کوک شاستر اسی کوکا پنڈت کے نام سے مشہور ہیں - اس کے علاوہ کرناٹک کے راجہ نرسنگھہ کے معاصر جیوتریشور نے ' پنچ سایک ' نام کی کتاب لکھی - بودھہ عالم پدم شری کا لکھا ہوا ' ناگر سربسو ' بھی اس مضمون کی اچھی کتاب ہے - ہمارے دور کے بعد بھی اس صنف میں متعدد کتابیں لکھی گئیں جن کا ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں -

موسیقی

موسیقی میں ہندوستان نے زمانہ قدیم سے ہی اچھی ترقی کر لی تھی - موسیقی میں گانا بجانا اور ناچنا تینوں شامل تھے - سام وید کا ایک حصہ گیت ہی ہے جو سام گان کے نام سے مشہور ہے - ویدک زمانہ کی قربانیوں میں موقع موقع پر سام گان ہوتا ہے - شارنگ دیو کی ' سنگیت رتناکر ' اس فن کی مستند تصنیف ہے - مصنف نے اس میں ہمارے دور کے قبل کے بہت سے

موسیقی کے ماهروں کے نام دئے هیں - سداشیو ' شیو '
برهما ' بهرت ' کشیپ ' متنگ ' یاشتک ' درگا ' شکتی '
نارد ' تمبرو ' وشاکهل ' رمبها ' راون ' چهیتر راج ' وغیرہ -
اس سے ثابت هوگا کے همارے دور کے قبل موسیقی رفعت
کے کس درجہ تک پہونچ چکی تهی -

همارے دور میں بهی موسیقی پر بہت سی کتابیں
لکهی گئیں جو آج مفقود هیں - مگر ان کا پتہ شارنگ
دیو کے سنگیت رتناکر سے چلتا هے - مندرجہ بالا ناموں
کے علاوہ رودرت (۹۵۰ ع) ' نان دیو (۱۰۹۶ ع) ' سومیش
(۱۱۷۰ ع) ' راجہ بهوج (اگهارهویں صدی) ' پرمردی
(چندیل - ۱۱۲۷ ع) ' جگدے کمل (۱۱۳۸ ع) ' لوامت '
ادبهت (۸۰۰ ع) ' شنکک ' ابهی‌نوگپت (۹۹۳ ع) '
اور کهرتی دهر وغیرہ اساتذہ فن کے نام بهی لکهے هیں -
سنگیت رتناکر دیوگری کے راجہ سنگهن کے دربار کے استاد
شارنگ دیو نے تیرهویں صدی کے آغاز میں لکها تها -
اس لئے وہ همارے زمانے کی نغماتی ترقی کا ترجمان هے -
اس میں خالص سات اور مخلوط بارہ سر ' باجوں کی
چار قسمیں ' سروں کی آواز ' اور قسم ' تال ' لے ' زمزمہ '
گٹکری ' راگ ' گیت وغیرہ کے عیب و هنر ' رقص اور
اس زمانے کے مروج باجوں کے نام اور موسیقی سے متعلق اور
صدها امور کا بیان کیا گیا هے جن سے همارے زمانہ کے
فن موسیقی کی ترقی کا پتہ چلتا هے -

(۱۷) شیو جی کا تانڈو رقص

[مدراس عجائب خانہ]

رقص

موسیقی کے تیسرے رکن یعنی ناچ کا بھی علمی انداز سے کامل ارتقا ہو چکا تھا - اشتادھیائی کے مصنف پانِنی (سنہ ۴۰۰ ق - ع) کے زمانہ میں شلالی اور کرشاشو کے نٹ سوتر موجود تھے - بھرت کا ناٹ شاستر مشہور ہے - اس کے علاوہ ونتل، کوہل وغیرہ اساتذہ فن کی تصانیف بھی دستیاب ہیں - ناٹ شاستر کی بنیاد پر بھاس، کالی داس، بھوبھوتی، وغیرہ شعرا نے صدھا ناٹکوں کی تصنیف کی - شیو جی کا مجنونانہ رقص "تانڈو" اور پاربتی کا نازنینانہ رقص "لاس" کے نام سے مشہور ہوا -

سیاسیات

علم سیاست پر بھی کئی قدیم تصانیف ظہور میں آئی ہیں - اس زمانہ میں اسے نیتی شاستر' یا "دنڈنیتی" کہا جاتا تھا - مالیات کا استعمال بھی پہلے اسی معنی میں ہوتا تھا - مالیات نے بھی ہمارے یہاں بہت فروغ پایا تھا - مہابھارت کا شانتی پرب سیاسیات کا ایک بیش بہا خزانہ کہا جا سکتا ہے - اس موضوع پر سب سے قدیم اور سب سے معرکۃالارا تصنیف، جسے شائع ہوئے ابھی صرف پندرہ سولہ سال ہوئے ہیں، کوتلیہ کا ارتھ شاستر ہے - اس کے شائع ہونے سے ہندوستان قدیم کی تاریخ میں انقلاب ہو گیا - چونکہ یہہ کتاب ہمارے دور سے

قبول کی ہے اس لئے ہم اس پر بحث نہیں کرنا چاہتے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کی تاریخی تصانیف میں اس کا پایہ کسی کتاب سے کم نہیں ہے۔ ہمارے دور کے آغاز میں کامندک نے "نیتی سار" نام کی کتاب نظم میں لکھی۔ کامندک نے کوٹلیہ کو اپنا استاد تسلیم کیا ہے۔ دسویں صدی میں سوم دیو سوری نے "نیتی واکیامرت" نام سے سیاسیات پر ایک مختصر سی کتاب لکھی۔ ان سیاسی تصانیف میں قوم، قوم کے ارتقا کے مختلف اصول، سلطنت کے سات حصے، راجہ، وزیر، مجلس، شوریٰ، قلعہ، خزانہ، سزا، اور اتحاد — راجہ کے فرائض اور اختیارات، جنگ و صلح وغیرہ کتنی ہی کار آمد امور و مسائل پر غور کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے علاوہ ادبیات کی بہت سی کتابوں میں سیاسیات ازریں اصول درج کئے گئے ہیں جن میں "دش کمار چرت"، کراتارجن، اور "مدرا راکشس"، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قانون

شعر، فلسفہ، صنعت و حرفت کے دوش بدوش قانونی تصانیف کی بھی کمی نہ تھی۔ ہندوستان کی سیاسی تنظیم کے اعتبار سے قانونی ارتقا ایک فطری امر ہے کیونکہ قانون اور سیاست باہم مربوط ہوتے ہیں۔ ملکی ترقی کا ذکر ہم آیندہ کریں گے۔

سنسکرت کا " دھرم " ایک جامع لفظ ھے - انگریزی یا فارسی میں اس کا مرادف دوسرا لفظ نہیں - قانون اور مذھب دونوں اس میں شامل ھو جاتے ھیں - ھمارے دھرم شاستروں میں مذھبی قواعد ھی نہیں ' ملکی اور مجلسی آداب اور قاعدے بھی بالتفصیل لکھے گئے ھیں - ھمارے دور کے قبل آپستمب اور بودھائن کے سوتر لکھے جا چکے تھے - قدیم تصانیف میں منو اسمرتی ساوقار اور اشاعت کسی کتاب کو نصیب نہیں ھوئی - اس پر کئی تفسیریں بھی لکھی گئیں - ھمارے دور کی تفسیروں میں " میگھا تتھی " (نویں صدی) اور گوبند راج (گیارھویں صدی) کی تفسیریں مشہور ھیں - اس اسمرتی کا نفاذ ھندوستان ھی میں نہیں ' بلکہ جاوا ' برھما اور بالی وغیرہ مقامات میں بھی ھوا تھا - ھمارے دور میں یاگیولکیہ اسمرتی لکھی گئی - اس میں منو اسمرتی کے مقابلہ میں زیادہ بیدار مغزی سے کام لیا گیا ھے - اس کے تین ابواب ھیں (۱) آچار ادھیائے (شرع) ' بیوھار ادھیائے (عمل) ' اور پرائشچت ادھیائے (کفارہ) - آچار ادھیائے میں چاروں برنوں کے فرائض ' حلال و حرام ' زکوۃ ' شدھی ' رد بلا ' راج دھرم وغیرہ مسائل پر غور کیا گیا ھے - بیوھار ادھیائے میں قانون سے متعلق سبھی امور سے بحث کی گئی ھے - اس میں عدالت اور اس کے قاعدے ' الزام ' شہادت ' صفائی ' قرض کا لین دین ' سود ' سود در سود ' تمسک اور دیگر تحریرات ' شہادت اولی ' قانون متعلق وراثت ' عورتوں کے جائدادی حقوق '

حدود کے تنازعے، آقا اور خادم اور زمیندار اور کسان کے باہمی قصے، مشاہرہ، قمار بازی، درشت کلامی سخت سزا دینے، زنا، اور جرائم کی تعزیرات، پنچائتوں کے اصول و آداب اور محاصل زمین وغیرہ مسائل پر بڑی وضاحت سے رائےزنی کی گئی ہے - پرانشچت ادھیائے میں مجلسی قواعد پر بحث کی گئی ہے - اس مستند کتاب کی تفسیر اگیارھویں صدی میں وگیانیشور نے "متاکشرا" نام سے لکھی - متاکشرا کو اس کتاب کی تفسیر کہنے کی بجائے اسے ایک مستقل تصنیف کہنا زیادہ حق بجانب ہوگا - وگیانیشور نے ہر ایک مسئلہ کی موشگافی کی ہے - موقع موقع پر اس نے ہاریت، شنکھ، دیول، وشنو، وششٹ، یم، ویاس، برہسپتی، پاراشر، وغیرہ کی اسمرتیوں کی سندیں پیش کی ہیں - ان میں سے بعض اسمرتیاں ہمارے دور میں تصنیف ہوئیں - لکشمی‌دھر نے بارھویں صدی میں "اسمرتی کلپ‌ترو" ایک کتاب لکھی - یہ اسمرتیاں مذہبی ہدایتوں کا بڑا کام دیتی تھیں - آخر کی اسمرتیوں میں چھوت چھات وغیرہ باتوں پر زیادہ زور دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجلسی برائیاں اسی وقت سے شروع ہو گئی تھیں -

اقتصادیات

اقتصادیات نے بھی اس دور میں کافی ترقی کی تھی - کوٹلیہ کے ارتھ‌شاستر میں اس کے لئے "وارتا" نام آیا

هے - یورپ کے موجودہ اقتصادیات میں پیداوار ' مبادلہ '
تقسیم ' اور صرف یہہ چار خاص ابواب ہیں ' لیکن زمانہ
سابق میں " پیداوار ' هي اقتصادیات کا خاص موضوع سمجھا
جاتا تھا - زراعت ' صنعت ' حرفت اور مویشیوں کی پرورش
مالیات قدیم کے خاص ارکان تھے - تجارت اور لین دین
کا بھی رواج تھا - مگر چونکہ اقتصادیات کا مفہوم هي
اس زمانہ میں محدود تھا ' اس وقت کی کوئی ایسی
تصنیف نہیں ملتی جس میں موجودہ مفہوم کے اعتبار سے
بحث کی گئي هو - هاں ' اس کے مختلف ارکان پر
جدا جدا بیشمار تصانیف موجود هیں - زراعت کے متعلق
" پادپ بوکشا ' برکش دوهد ' برکش آیوروید ' ششیہ آنند '
کرشی پدھتی اور کرشی سنگرہ وغیرہ کتابیں موجود هیں -
فن معماری اور مصوری پر واستو شاستر ' پراسادانوکیرتن '
چکر شاستر ' چترپت ' جلارگل ' پکشی منشیہ آلے لچھن '
رتھہ لچھن ' بمان ودیا ' بمان لکشن ' (یہہ دونوں کتابیں غور
کرنے کے قابل هیں) وشو کرمی ' کوتک لکشن ' مورتی
لکشن ' پرتما درویادی بچن ' سکل ادھکار ' شلپ شاستر '
وشو ودیا بھرن ' وشو کرم پرکاش ' اور سمرانگن سوتر دھار '
وغیرہ کتابوں کے علاوہ " مے شلپ ' اور " وشو کرمی شلپ ' خاص
طور پر قابل ذکر هیں - مے شلپ میں نقاشی کے صفات '
زمین کا معائنہ ' زمین کی پیمائش ' اطراف کی تحقیق '
موقع اور شہر کی توسیع ' محلات کے مختلف حصے '

وغیرہ اور وشوکرمی شلپ میں مندروں، مورتوں اور ان کے زیورات وغیرہ کی تفصیل کی گئی ہے - ان میں زیادہ تر کتابوں کے زمانہ کی تحقیق نہیں کی جا سکتی، لیکن قیاس کہتا ہے کہ کچھ نہ کچھ تو ہمارے دور میں ضرور ہی لکھی گئی ہوں گی -

جواہرات کے متعلق کئی کتابیں ملتی ہیں جن میں "رتناوی پریکشا"، "رتن پریکشا"، "منی پریکشا"، "گیان رتن کوش"، "رتن دیپکا" اور "رتن مالا" خاص ہیں - معدنیات کے متعلق بھی کئی کتابیں ہیں جن میں یہ خاص ہیں - "لوہ رتناکر"، "لوہارنو" اور "لوہ شاستر" - پیمائش زمین کے متعلق بھی ایک کتاب "چھیتر گنت شاستر" موجود ہے - جہازوں کی تعمیر کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں - تجارت کے متعلق دراوڑی بھاشا میں ایک کتاب ملتی ہے جس میں بہت سی کارآمد باتوں پر غور کیا گیا ہے -

پراکرت

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہمارے دور میں سنسکرت کے علاوہ پراکرت کا بہت رواج تھا - پراکرت کے علما بھی راج درباروں میں اعزاز کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے - یہاں پراکرت کی ادبیات کا کچھ ذکر کرنا بے موقع نہ ہوگا -

پراکرت ادبیات کا ارتقا

پراکرت زبان کی ادبیات ہمارے دور کے قبل بھی آگے بڑھ چکی تھیں - پراکرت کی کئی شاخیں ہیں جو زمانہ

یا مکان کے اعتبار سے وجود میں آ گئی ہیں - مہاتما بدھہ نے اس زمانہ کی عام زبان میں اپنے اُپدیش دئے تھے جسے قدیم پراکرت کہنا چاہئے - یہہ زبان سنسکرت ہی کی بگڑی ہوئی صورت تھی جسے سنسکرت نہ جاننےوالے بولا کرتے تھے - کچھہ لوگ اسے پالی بھاشا بھی کہتے ہیں اور لنکا ' برهما ' سیام وغیرہ ملکوں کے ہیں یان بودھوں کی مذہبی کتابیں اسی زبان میں لکھی گئیں - اس کا سب سے قدیم صرف و نحو کچائن (کا تیاین) نام کے عالم نے مدون کیا تھا - اشوک کے دھرم اُپدیش بھی اُس زمانہ کی مروج زبان ہی میں لکھے گئے تھے - ممکن ہے اُن اُپدیشوں کی اصلیں اُس زمانہ کی درباری زبان میں لکھی گئی ہوں لیکن مختلف صوبہ جات میں بھیجے جانے پر وہاں کے عمال سلطنت نے اُن اپدیشوں کو عام فہم بنانے کے لئے اُن میں ضروری تغیر و تبدل کرکے انہیں مختلف مقامات میں منقوش کرا دیا ہو - اشوک کے زمانہ تک پراکرت کا سنسکرت سے بہت قریبی تعلق تھا - زمانہ مابعد میں جوں جوں پراکرت زبان کا ارتقا ہوتا گیا اُن میں تفاوت بڑھتا گیا جس سے مقامی اختلافات کی بنا پر ان کی الگ الگ قسمیں ہو گئیں - ماگدھی ' شورسینی ' مہاراشٹری ' پیشاچی ' آونتک اور آپبھرنش -

ماگدھی

ماگدھی مگدھہ اور اُس کے قرب و جوار کے عوام کی

زبان تھی - قدیم ماگدھی اشوک کے کتبوں میں ملتی ہے -
اُس کے بعد کی ماگدھی کی کوئی کتاب اب تک دریافت
نہیں ہوئی - عام طور پر سنسکرت کے ناٹکوں کے چھوٹے
درجہ کے ملازم مثلاً دھیور ' سپاهی ' بدیشی ' جین سادھو
اور بچوں سے اسی زبان میں باتیں کرائی جاتی هیں -
د ابھگیان شاکنتل ' د پربودھه چندرودے ' بینی سنگھار ' اور
د للت بگرہ راج ' میں موقع پر یہہ عامیانہ بول چال نظر
آتی ہے - اِس زبان میں بھی کچھہ دنوں کے بعد
کئی قسمیں هو گئیں جن میں خاص د اردھه ماگدھی '
ہے - ماگدھی اور شورسینی کے مخلوط هو جانے سے هی
یہہ نئی قسم پیدا هو گئی - جینوں کے آگم نام کی
مذهبی کتابیں اسی اردھه ماگدھی زبان میں هیں -
د پئومچری ' نام کا پرانا جین کاویہ اسی زبان میں لکھا
گیا ہے - راجہ اُدین کا قصہ بھی اسی زبان میں ہے -

شورسینی

شورسینی پراکرت شورسین یا متھرا کے قرب و جوار کے
علاقہ کی زبان تھی - سنسکرت ناٹکوں میں عورتوں اور
مسخروں کی بات چیت میں اُس کا استعمال اکثر کیا
گیا ہے - د رتناولی ' د ابھگیان شاکنتل ' اور د مرچھه کٹک '
وغیرہ ناٹکوں میں اُس کے نمونے موجود هیں - اس بھاشا
میں کوئی ناٹک نہیں لکھا گیا - دگمبری جینوں کی
بہت سی مذهبی کتابیں اسی شورسینی بھاشا میں ملتی هیں -

مہاراشٹری

مہاراشٹری پراکرت کا نام مہاراشٹر صوبہ سے پڑا - اس بھاشا کا استعمال بالخصوص پراکرت زبان کی شاعرانہ تصانیف کے لئے کیا جاتا تھا - حال کی ست‌سئی (سپت شتی)' پرور سین کی تصنیف 'راون وہو' (سیت بندھہ)' واک پتي راج کی تصنیف 'گوڑوہو' - اور ہیم چندر کی تصنیف 'پراکرت دویاشرے' وغیرہ نظمیں اور 'وجالگ' نام کي لطائف کی تصنیف اِسی بھاشا میں لکھے گئے ہیں - راج شیکھر کی 'کرپور منجري' میں جو خالص پراکرت کا ستک ہے' ہری اُدھہ (ہری بردھہ) اور نندی اُدھہ (نندي بردھہ) اور پوتش وغیرہ پراکرت کے مصنفین کے نام ملتے ہیں - مگر ان کی تصانیف کا پتہ نہیں چلتا - مہاراجہ بھوج کا لکھا ہوا 'کورم شتک' اور دوسرا 'کورم شتک' بھی جس کے مصنف کا نام نہیں معلوم ہوا اِسی بھاشا میں ہیں - یہہ دونوں بھوج کے بنوائے ہوے 'سرسوتی کنٹھہ آبھرن' نامی پاٹھہ‌شالہ میں پتھر پر کھدے ہوئے ملے ہیں جو دھار میں ہے - مہاراشٹری کی ایک شاخ جین مہاراشٹری ہے جس میں شویتامبروں کے حالات' سوانح وغیرہ کے متعلق کتابیں لکھی گئی ہیں - منڈور کے راجہ ککک کا کتبہ جو ۸۶۱ع کا ہے اور جو جودھپور راج کے موضع گھٹیالا میں ملا ہے اسی بھاشا میں لکھا گیا ہے -

پیشاچي

پیشاچی زبان کشمیر اور هندوستان کے مغربی و شمالي حصوں کی زبان تهی - اس کی مشہور کتاب گناتھیہ کی کتاب ' بریہت کتھا ' هے جو اب تک دستیاب نہیں هوے - سنسکرت میں اس کے دو ترجمے نظم میں کشمیر میں هوے جو چھیمیندر سوم دیو نے کئے تھے -

آونتک

آونتک بھاشا مالوہ کی عام زبان تھی - مالوہ کو اونتي کہتے تھے - اِس کو بھوت بھاشا بھی کہتے تھے - ' مرچھہ کٹک ' ناٹک میں اس بھاشا کا استعمال کیا گیا ھے - راج شیکھر نے ایک پرانا شلوک نقل کیا ھے جس سے معلوم ھوتا ھے کہ یہہ بھاشا اُجین (اونتي) ' پاریاتر (بیتوا اور چمبل کی وادی) اور مندسور میں رائج تھی - سنہ عیسوی کے دو سو سال قبل مالو قوم نے جو پنجاب میں رهتی تھي راجپوتانہ هوتے هوے مالوہ پر قبضہ کر لیا - اس سے اس ملک کا نام مالوہ پڑا - ممکن ھے پیشاچی بھاشا بولنے والے مالو لوگوں کی زبان وهاں رائج هو گئی هو اور وقت کے ساتھہ اس میں کچھہ تبدیلیاں هو گئی هوں - اس بھاشا کو پیشاچی بھاشا کي هی ایک شاخ سمجھنا چاهئے -

آپبھرنش (مخلوط)

آپبھرنش بھاشا کا رواج گجرات ' مارواڑ ' جنوبی پنجاب '

راجپوتانہ ، اونتی ، مندسور وغیرہ مقامات میں تھا - در اصل آپبھرنش کوئی زبان نہیں ہے ، بلکہ ماگدھی وغیرہ مختلف پراکرت بھاشاؤں کے آپبھرنش یا بگڑی ہوئی مخلوط بھاشا ہی کا نام ہے - راجپوتانہ مالوہ ، کاٹھیاواڑ اور کچھہ وغیرہ مقامات کے چارنوں اور بھاٹوں کے ڈنگل بھاشا کے گیت اسی بھاشا کی بگڑی ہوئی صورت میں ہیں - قدیم هندی بھی بیشتر اِسی بھاشا سے نکلی ہے - اس بھاشا کی کتابیں بہت زیادہ ہیں اور زیادہ‌تر منظوم ہیں - ان میں دوہے کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے - اس بھاشا کی سب سے ضخیم اور مشہور کتاب « بھوی سیتکہا » ہے جسے دھن پال نے دسویں صدی میں لکھا - مہیشورسوری کی لکھی ہوئی « سنجم منجری » پشپ دنت کی تصنیف « تستھہ مہاپوری سگن النکار » نیلندی کی لکھی ہوئی « آرادھنا » یوگندر دیو کی تصنیف « پرماتم پرکاش » هری بھدر کی رقم کردہ « نیمی‌ناہ‌چریو » وردت کی « ویرسامی چریو » « انترنگ سندھی » « سلساکھاین » « بھوی کٹمب چرتر » « سندیش شتک » اور « بھاونا سندھی » وغیرہ بھی اِسی بھاشا کی کتابیں ہیں (۱) - اِن کے علاوہ سوم پربھہ کے « کمارپال پربودھہ » رتن مندر منی کی « اُپدیش ترنگنی » لکشمن گاری کی « سپاسناہ چریم » - کالی داس کے

(۱) بھوی سیت کہا ، دیباچہ صفحہ ۳۱-۴٦ (گائکواڑ اوریئنٹل سیریز نمبر مطبوعہ ۱۹۲۳ع)

' وکرم اُروشی ' (چوتھا ایکٹ) هیم چندر کے ' کمار پال چرت ' ' کالکا چاریہ کہا ' اور ' پربندهہ چنتا منی ' وغیرہ میں جا بجا آپبھرنش بھاشا کا استعمال کیا گیا ھے - هیم چندر نے اپنے پراکرت ویاکرن میں آپبھرنش کی جو ۱۷۵ مثالیں دي هیں وہ بھی اس زبان کے اعلیٰ نمونے هیں - اُن سے معلوم هوتا ھے کہ اِس زبان کا ادب بہت وسیع اور گراں مایہ تھا - اُن مثالوں میں حسن و الفت ' شجاعت ' رامائن اور مہابھارت کے ابواب ' هندو اور جین دهرم ' اور ظرافت کے نمونے دئیے گئے هیں - اِس بھاشا کو جینوں نے اچھي کتابوں سے خوب مالامال کیا -

پراکرت ویاکرن

پراکرت بھاشا کی ترقي کے ساتھہ ساتھہ اس کے صرف ونحو کی ترقی بھی لازمی تھی - همارے دور کے کچھہ پہلے ور روچی نے ' پراکرت پرکاش ' نام سے پراکرت بھاشا کا ویاکرن لکھا - اُس میں مصنف نے مہاراشٹری ' شورسینی ' پیشاچی اور ماگدهي کے قواعد کا ذکر کیا ھے - لنکیشور کی لکھی هوئي ' پراکرت کام دهینو ' مارکنڈیہ کي بنائی هوئی ' پراکرت سربسو ' اور چنڈ کی لکھي هوئی ' پراکرت لکشن ' بھی پراکرت ویاکرن کی اچھی کتابیں هیں - مشہور عالم هیم چندر نے سنسکرت ویاکرن ' سدهہ هیم چندر انوشاسن ' لکھتے هوے اُس کے آخر میں پراکرت ویاکرن بھي لکھا - اُس میں سدهانت کومدی کی طرح مضمون‌دار سوتروں کی

ترتیب دي گئي ھے - ھیم چندر نے پہلے مہاراشٹری کے اصول لکھے بعد ازاں شورسیني کے خاص قواعد لکھہ کر لکھا کہ باقي پراکرت کے مطابق ھے - پھر ماگدھی کے خاص قواعد لکھہ کر لکھا باقی شورسینی کے مطابق ھے - اِسی طرح پیشاچي ' چولیکا پیشاچی اور اپبھرنش کے خاص قواعد لکھے اور آخر میں سب پراکرتوں کے متعلق لکھا کہ باقی سنسکرت کے مطابق ھے - سنسکرت اور دوسری پراکرتوں کے ویاکرن میں تو اُس نے مثالوں کي طور پر جملے یا پد دئے ھیں ' لیکن اپبھرنش کے باب میں اُس نے اکثر پورے قصے اور پوری نظم کا اقتباس کیا ھے -

پراکرت فرھنگ

پراکرت بھاشا کے کئي فرھنگ بھی لکھے گئے - دھن پال نے ۹۷۲ع میں ایک لغت ترتیب دي - راج شیکھر کی اھلیہ اونتی سندری نے پراکرت نظموں میں مستعمل دیسي الفاظ کی ایک لغت بنائی اور اس میں ھر ایک لفظ کے استعمال کے نمونے خود تصنیف کئے - یہہ لغت اب لا پتہ ھے - مگر ھیم چندر نے اپنی لغت میں اُس کی سند پیش کی ھے - ھیم چندر نے بھی پراکرت بھاشاؤں کا ایک فرھنگ ' دیشي نام مالا ' مرتب کیا - یہہ کتاب منظوم ھے اور اُس میں حروف تہجي کی ترتیب سے الفاظ کی تشریح کی گئی ھے - پہلے دو حروف کے الفاظ ھیں ' پھر تین حروف کے ' بعد ازاں چار حروف کے الفاظ دئے

هیں - دیسی بھاشا سیکھنے کے لئے یہہ لغت بہت کار آمد ہے - پالی زبان کی ایک لغت بھی موگ‌لائن نے «ابھی‌دھان پدیپکا» نام سے سنہ ۱۲۰۰ع میں لکھی - جس میں امر کوش کے طرز کی تقلید کی گئی ہے -

جنوبی هند کی زبانیں

شمالی هندوستان کی بھاشاؤں کے ادبیات کی تشریح کے بعد جنوبی هند کی دروڑ بھاشاؤں کا بیان کرنا بھی ضروری ہے - دراوڑ بھاشاؤں کی ادبیات کا دائرہ بہت محدود ہے - اس لئے ہم اس کا مختصر ذکر کریں‌گے -

تامل

جنوبی هند کی زبانوں میں سب سے قدیم اور فائق تامل بھاشا ہے - اِس کا رواج تامل علاقوں میں ہے - اس کی قدامت کے متعلق تحقیق کے ساتھہ کچھہ نہیں کہا جا سکتا - اِس کا سب سے پرانا ویاکرن «تول کاپ پیم» ہے جس کا مصنف عام روایتوں کے مطابق رشی اگست کا کوئی شاگرد مانا جاتا ہے - اس کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تامل ادبیات کے کارنامے بھی ضخیم تھے - اس زبان کی سب سے پرانی کتاب «نال دیار» ملتی ہے - پہلے یہہ بہت ضخیم کتاب تھی پر اب اس کے کچھہ اجزا ہی باقی رہ گئے هیں - دوسری مشہور کتاب رشی ترو ولّوکر کا «کرل» ہے جو وہاں ویدوں کی طرح احترام کی نگاہ سے

دیکھا جاتا ہے - اُس میں تینوں پدارتھوں کام ' ارتھہ ' دھرم ' کے متعلق نہایت کارآمد اُپدیش دئے گئے ہیں - اُسے تامل ادب کا بادشاہ سمجھنا چاہئے - اُس کا مصنف کوئی اچھوت ذات کا آدمی تھا اور غالباً وہ جین تھا - کسی غیر معلوم شاعر کی تصنیف د چنتامن ' کمبن کی تصنیف رامائن ' دواکر اور تامل ویاکرن وغیرہ ہمارے دور کی یادگاریں ہیں - اس میں کئی تاریخی نظمیں بھی لکھی گئیں جن میں سے بعض کے نام یہہ ہیں -

مصنف	کتاب	زمانہ
پوئنکیار	کل ولی ناتپتو	ساتویں صدی
جے کونداں	کلنگتو پرنی	گیارھویں صدي
نا معلوم	وکرم شول نولا	بارھویں صدی
نا معلوم	راج راج نولا	,,

اس زبان کا نشو و نما زیادہ تر جینیوں کے ہاتھوں ہوا - زمانہ ما بعد میں وہاں شیو دھرم کی دہائی پھر گئی -

تامل رسم‌الخط کے بالکل غیر مکمل ہونے کے باعث اُس میں سنسکرت زبان نہیں لکھی جا سکتی تھی - اس لئے اس کے لکھنے کے لئے نئے رسم‌الخط کی ایجاد کی گئی -

ملیالم نے بھی تامل زبان کي تقلید کی - لیکن جلد ہی اس میں سنسکرت الفاظ بہ کثرت داخل ہو گئے -

همارے مجوزہ دور میں کوئی ایسی تصنیف نہیں هوئی جس کا ذکر کیا جا سکے -

کنڑی

تامل کی طرح کنڑی ادبیات کی پرورش و پرداخت بھی جینوں نے هی کی - اس میں شعر، عروض اور ویاکرن کی تصانیف موجود هیں - دکن کے راشٹر کوٹ راجہ اموگھہ ورش (اول) نے نویں صدی میں 'عروض' پر 'کوی راج مارگ' لکھا - ادبی تصانیف کے علاوہ جین، لنگایت، شیو اور ویشنو دھرموں کی مذهبی کتابیں بھی اس زبان میں موجود هیں - ان میں سب سے معرکہ کی کتاب لنگایت فرقہ کے اول مرشد بسو کا بنایا هوا 'بسو پران' هے - سومیشور کا شتک بھی اچھی چیز هے - کوی پمپ کا 'پمپ بھارت' یا 'وکرم ارجن وجے' همارے دور کی شاعری کی یادگار هے - درگ سنگھ نے پنچ تنتر کا ترجمہ بھی همارے هی دور میں کیا - اِس زبان پر سنسکرت کا بہت اثر پڑا اور اس میں سنسکرت کی بہت سی کتابوں کے ترجمے هوے (۱) -

تیلگو

تیلگو بھاشا اندھر صوبہ میں مروج هے - اس کی ادبیات پر بھی سنسکرت کا اثر غالب هے - اس کی پرانی

(۱) امپیریل گزیٹیر - جلد ۲ - صفحہ ۴۴۳ - ۳۷ -

کتابیں دستیاب نہیں ہوئیں - پوربی سولنکی راجہ راج راج نے دیگر علما کی مدد سے گیارھویں صدی میں مہابھارت کا ترجمہ اس زبان میں کرایا (۱) -

تعلیم

اُس زمانہ کی ادبیات کا مجمل ذکر کرنے کے بعد معاصرانہ تعلیم، طرز تعلیم اور تعلیمگاہوں کا کچھہ حال لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے - ہمارے دور کے آغاز میں ہی عوام میں تعلیم کا بہت شوق تھا - گپت خاندان کے فرمانرواؤں نے تعلیم کی اشاعت و نشر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا - اُس زمانہ میں ہندوستان دنیا کے جملہ دیگر ممالک سے زیادہ تعلیمیافتہ تھا - چین، جاپان اور دور دراز مشرقی ممالک سے طلبا تحصیل کے لئے ہندوستان آیا کرتے تھے - بودھہ آچاریہ اور ہندو سادھو اور سنیاسی تعلیم کے خاص علم بردار تھے - اُن کا ہر ایک متھہ یا ادارہ ایک ایک تعلیمگاہ بنا ہوا تھا - ہر ایک شہر میں کئی بڑے بڑے دارالعلوم ہوتے تھے - ہیونسانگ لکھتا ہے کہ قنوج میں ہی کئی ہزار طالب علم متھوں میں پڑھتے تھے - متھرا میں بھی ۲۰۰۰ طلبا کا مجمع تھا -

(۱) ایپی گرافیا انڈکا جلد ۵ - صفحہ ۳۲ -

چینی سیاحوں کے تذکروں سے معلوم هوتا هے که هندوستان میں پانچ هزار متهه یا دارالعلوم تهے جن میں ۲۱۲۱۳۰ طلبا تعلیم پاتے تهے - هیونسانگ نے مختلف اداروں میں پڑهنے والے طلبا کی تعداد بهی درج کر دی هے (۱) - ذی علم براهمنوں کے مکانات اور جین سادهوؤں کے گوشے چهوٹے چهوٹے پاٹهه‌شالاؤں کا کام دیتے تهے - سلطنت کی طرف سے بهی مدرسے قائم تهے - اس طرح سارے هندوستان میں جا بجا چهوٹے بڑے مدرسے جاری تهے جن سے تعلیم کی کماحقه اشاعت هوتی تهی -

نالند کا دارالعلوم

محض چهوٹے چهوٹے مدرسے هی نه هوتے تهے زمانه حال کی یونیورسٹیوں کی همسری کرنے والے بڑے بڑے دارالعلوم بهی قائم تهے - ایسے جامعوں میں نالند ، تکش شلا ، وکرم شیل ، دهن‌کٹک (جنوب میں) وغیره خاص طور پر ذکر کے قابل هیں - هیونسانگ نے نالند کے جامعه کا مبسوط ذکر کیا هے جس کا خلاصه هم یہاں درج کرتے هیں - اس سے اُس زمانه کے تعلیم‌گاهوں کا کچهه علم هو جائے‌گا -

نالند کے دارالعلوم کی بنا مگدهه کے راجه شکرادتیه نے ڈالی تهی - اس کے بعد کے راجاؤں نے بهی اس کی

(۱) رادها مکند مکرجی ؛ هرش صفحه ۱۲۴ - ۲۷ -

کافی رعایت کی - اس جامعہ کے قبضے میں ۲۰۰ سے زیادہ موضع تھے جو مختلف راجاؤں کے عطئے تھے - انہیں مواضعات کی آمدنی سے اُس کا خرچ چلتا تھا - یہاں دس ہزار طالب علم اور ڈیڑھ ہزار اتالیق رہتے تھے - دور دراز ممالک سے بھی طلبا تحصیل کے لئے آتے تھے - چاروں طرف اونچے اونچے بہار اور مٹھہ بنے ہوے تھے - بیچ بیچ میں مدرسے اور دارالمطالعے تھے - اُس کے چاروں طرف بودھہ علما اور مبلغین کی سکونت کے لئے چو منزلہ عمارتیں تھیں - خوشنما دروازوں ' چھتوں اور ستونوں کی شان دیکھہ کر لوگ حیرت میں آ جاتے تھے - وہاں کئی بڑے بڑے کتب خانے اور چھہ بڑے بڑے اِدارے تھے - طلبا سے کسی قسم کی فیس نہیں لی جاتی تھی - اِس کے برعکس اُنہیں ہر ایک ضروری چیز ' کھانا ' کپڑا ' دوا ' کتابیں ' مکان ' وغیرہ مفت دئے جاتے تھے - اونچے درجوں کے طلبا کو ایک بڑا کمرہ اور نیچے درجوں کے طلبا کو معمولی کمرہ دیا جاتا تھا (۱) -

اس جامعہ میں بودھہ ادبیات کے علاوہ وید ' ریاضیات ' نجوم ' منطق ' ویاکرن ' طب ' وغیرہ مختلف علوم کی تعلیم دی جاتی تھی - وہاں سیاروں اور فلکی عجائبات کے مشاہدے کے لئے رسدگاہیں بنی ہوئی تھیں - وہاں کی

(۱) بیل - بدھسٹ رکارڈس آف دی ویسٹرن ورلڈ - جلد ۲ - صفحہ ۱۶۷ - ۶۸ -

آبی گھڑی مگدھہ والوں کو وقت بتلاتی تھی - اس جامعہ میں داخل ہونے کے لئے ایک امتحان دینا پڑتا تھا - یہہ امتحان بہت سخت ہوتا تھا اور کتنے هي طلبا ناکام رہ جاتے تھے - پھر بھی دس ہزار طلبا کا ہونا حیرت کی بات ھے - اس کے فارغ التحصیل طلبا مستند عالم سمجھے جاتے تھے - ہرش نے اپنے دارالمشاورت کی تقریب میں نالند سے ایک ہزار علما مدعو کئے تھے - مسلمانوں کے زمانہ میں اس یادگار اور فیض‌دار جامعہ کي هستی خاک میں مل گئی -

جامعۂ تکش شلا

هندوستان میں تکش شلا کا جامعہ سب سے قدیم تھا - پتنجلی ' چانکیہ اور جیوک جیسے نامور علما یہیں کے طالب علم اور اناتھوق تھے - سب سے عظیم‌الشان بھی یہی اِدارہ تھا - اِس میں داخلہ کے لئے ۱۶ سال کي عمر کی قید تھی - زیادہ تر فارغ البال آدمیوں کے لڑکے یہاں تعلیم پاتے تھے - ' مہامت سوم جاتک ' میں ایک عالم سے سو سے زیادہ راجکماروں کے پڑھنے کا ذکر آیا ھے - نادار طلبا دن کو کام کرتے تھے اور رات کو پڑھتے تھے - کچھہ طلبا کو اِدارہ کي طرف سے بھی کام دیا جاتا تھا - طلبا کے اطوار و حرکات پر خاص طور پر نگاہ رکھی جاتی تھی - مختلف جاتکوں سے معلوم ہوتا ھے کہ یہاں کا نصاب تعلیم بہت وسیع تھا - اُس میں کچھہ مضامین

یہہ ھیں : وید ' اٹھارہ علوم ' (پتہ نہیں کہ یہہ کون سے علوم تھے) ' ویاکرن ' صناعي ' فن حرب ' ھاتھی کا علم ' منتروں کا علم اور علم شفا - علم شفا پر خصوصیت سے توجہ دی جاتی تھی یہاں کی تعلیم ختم کر چکنے کے بعد طلبا صنعت و حرفت وغیرہ کا عملی تجربہ حاصل کرنے اور غیر ممالک کے رسوم و رواج کا مشاہدہ کرنے کے لئے سیاحت کیا کرتے تھے - اِس کي کئی مثالیں بھی جاتکوں میں ملتي ھیں - یہہ جامعہ بھی مسلمانوں کے زمانہ میں غارت ھوا -

نصاب تعلیم

اِتسنگ نے اپني مشہور تصنیف میں قدیم نصاب کا مختصر ذکر کیا ھے - عام طور پر دستار فضیلت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے ویاکرن کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا - اِتسنگ نے ویاکرن کی کئي کتابوں کا حوالہ بھی دیا ھے - مبتدی کو پہلے برن بودھہ پڑھایا جاتا تھا - اس میں ۶ مہینے لگ جاتے تھے - اس کے بعد پانٹی کی ' اشٹ ادھیائی ' حفظ کرائی جاتی تھی جسے طلبا آٹھہ مہینے میں یاد کر لیتے تھے - اس کے بعد ' دھاتو پاتھہ ' پڑھاکر جس میں تقریباً ایک ھزار شلوک ھیں ' دس سال کي عمر میں اسما اور مادہ کی صورتوں کا مطالعہ کرایا جاتا تھا جو تین سال میں ختم ھو جاتا تھا - اس کے بعد جیادتیہ اور ورامن کي

" کاشکا ورتی " کی به حسن اسلوب تعلیم دی جاتی تهی - اِتسنگ لکهتا هے که هندوستان میں تحصیل کے لئے آنے والوں کو اس ویاکرن کی کتاب کا لازمی طور پر مطالعه کرنا پڑتا هے - یهه ساری کتابیں حفظ هونی چاهئیں - اس ورتی کو ختم کر لینے کے بعد طلبا نظم و نثر لکهنے کی مشق شروع کرتے تهے اور منطق و لغات میں مصروف هو جاتے تهے - " نهانے دوار تارک شاستر " (ناگارجن کی تصنیف کرده منطق کی تمهید) کے مطالعه سے انهیں صحیح استدلال اور " جاتک مالا " کے مطالعه سے ادراک کی قوت پیدا هوتی تهی - اتنا پڑهه چکنے کے بعد طلبا کو بحث و مناظره کی تعلیم دی جاتی تهی - لیکن ویاکرن کا مطالعه جاری رهتا تها - اس کے بعد مها بهاشیه پڑهایا جاتا تها - بالغ طالب علم اسے تین سال میں ختم کر لیتا تها ' بعد ازاں بهرت هری کی تصنیف کرده مها بهاشیه کی تفسیر ' اور " واکیه پردیپ " پڑهائی جاتی تهی - بهرت هری نے اصل کتاب ۳۰۰۰ شلوکوں میں لکهی - اُس کی تفسیر دهرم‌پال نے ۱۴۰۰۰ شلوکوں میں کی تهی - اس کے پڑهه لینے کے بعد طالب علم ویاکرن میں منتهی هو جاتا تها - هیونسانگ نے بهی نصاب تعلیم کا ذکر کیا هے - ویاکرن کے فاضل هونے کے بعد منتر ودیا منطق اور جیوتش کا مطالعه کرایا جاتا تها - اس کے بعد علم شفا کی تعلیم هوتی تهی - ما بعد نهانے اور آخر میں ادهیاتم ودیا (مابعدالطبیعات) - اِتسنگ لکهتا هے " آچاریه

'جن' کے بعد دھرم کیرتی نے منطق میں اصلاح کی اور
گن پربھہ نے 'ونے پتک' کے مطالعہ کو دوبارہ مقبول بنایا" (۱) -
یہہ نصاب اُن لوگوں کے لئے تھا جو فاضل بننا چاھتے
تھے - معمولی طلبا اس نصاب کی پابندی نہیں کرتے
تھے - وہ اپنا مطلوبہ مضمون پڑھہ کر دنیا کے کار و بار میں
مصروف ھو جاتے تھے - مذھبی تعلیم خاص طور پر دی
جاتی تھی - یہہ حیرت کا مقام ھے کہ بودھہ جامعوں میں
بودھہ مذھبی تعلیم کے ساتھہ ھندو دھرم کی کتابوں کی
پوري تعلیم دی جاتی تھی - اس سے معلوم ھوتا ھے کہ
وہ لوگ کتنے روشن خیال اور مذھبی معاملات میں آزاد
خیال تھے -

طرز تعلیم بھی نہایت پسندیدہ تھا - ھیونسانگ لکھتا
ھے کہ ماھر اتالیق طلبا کے دماغ میں زبردستي معلومات
کو داخل نہیں کر دیتے بلکہ ذھنی نشو و نما کی طرف
زیادہ توجہ کرتے ھیں - وہ جنس طلبا کی دل‌شکنی
نہیں کرتے اور سست لڑکوں کو تیز بنانے کي کوشش
کرتے ھیں (۲) -

علما میں علمي مناظرے بھی اکثر ھوتے رھتے تھے -

(۱) تاکا کسو - بدھسٹ پریکٹسز اِن اِنڈیا - صفحہ ۱۶۵ - ۱۸۱ اور واٹرس آن
یوون‌چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۴۵ - ۵۵ -
(۲) واٹرس آن یون چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۶۰ -

اس سے عوام کو بهی بہت فائدہ پہونچتا تھا - انهیں علمی اصولوں سے واقفیت هو جاتی تهی -

یہہ طرز تعلیم همارے دور کے شروع سے آخر تک قائم رها - فروعی تغیرات وقتاً فوقتاً هوتے رهے لیکن اصولوں میں کوئی تبدیلی نہیں هوئی - بڑے بڑے دارالعلوم کے طرز تعلیم کا اثر لازمی طور پر سارے ملک پر پڑتا تھا - یہاں یہہ نه بهولنا چاهئے که دیگر مذهبی اور فلسفیانه فرقوں میں یہہ طرز تعلیم رائج نه تها - ان کے مکتبوں میں معمولی تدریس کے بعد مخصوص مذهبی یا علمی کتابوں کی کی تعلیم دی جاتی تهی جیسا فی زمانتا کاشی میں هوتا هے -

---

تیسری تقریر

نظام سلطنت ' صنعت و حرفت

نظام سلطنت

قدیم ہندوستان میں سیاسیات اور آئین سلطنت نے کمال کا درجہ حاصل کر لیا تھا - اس ملک میں بھی راجہ کے اختیارات کسی حد تک محدود تھے - یہاں بھی کئی جمہوری سلطنتیں تھیں جنہیں "گن راج" بھی کہتے تھے - کئی ملکوں میں راجہ کا انتخاب بھی ہوتا تھا - راجہ اپنی رعایا کے ساتھ من مانے ظلم نہ کر سکتا تھا - رعایا کی آواز سنی جاتی تھی - انتظام سیاست بڑی خوش اسلوبی سے کیا جاتا تھا - ہمارے زمانہ میں بھی جمہوری سلطنتیں نظر آتی ہیں - ہرش کے عہد فرمانروائی میں تامرلپتیکوں ' ہیونسانگ کے سفر نامے اور ہرش چرت سے معاصرانہ سیاسی حالت کا بہت کچھہ پتہ چلتا ہے - راجہ اس زمانہ میں فرمانروائے مطلق نہ تھا - اس کے وزرا کا ایک کابینہ ہوتا تھا ' جس کے ہاتھوں میں واقعی طور پر سارے اختیارات ہوتے تھے - راج وردھن کا وزیر اعظم بھنڈی تھا - راج وردھن کے مارے جانے پر بھنڈی نے تینوں سیاسی جماعتوں کو طلب کیا اور انہیں حالات حاضرہ سمجھا کر کہا راجہ کا بھائی ہرش فرض شناس ' ہر دل عزیز ' اور رحم‌دل ہے - رعایا اس سے خوش ہوگی - میں تجویز کرتا ہوں کہ اُسے راجہ بنایا جاے - ہر ایک

رکن اس پر اپنی اپنی راے کا اظہار کرے ' - وزرا نے اس پر متفق ہو کر ہرش سے راجہ بننے کی استدعا کی - اس سے واضح ہوتا ہے کہ مجلس شوریٰ کے ہاتھوں میں وسیع اختیارات تھے - ہر ایک شعبہ کے الگ الگ وزرا کا بھی ذکر ملتا ہے مثلاً امور خارجیہ ' شعبہ حربیہ ' شعبہ عدالت ' شعبہ مالیات وغیرہ خاص ہیں - راجہ کا خاص کام انتظام کرنا تھا - وہ ہمیشہ مجلس شوریٰ سے مشورہ لیا کرتا تھا - امن و امان قائم رکھنا اور اُسے حملوں سے بچانا یہہ اُس کا خاص فرض تھا - ہیونسانگ نے لکھا ہے راجہ کی حکومت انسانیت کے اصولوں کی پابند تھی - رعیت پر کسی طرح کی سختی نہ کی جاتی تھی - چھتری قوم بہت عرصہ سے بر سر حکومت رہتی آئی ہے - پر اس کا خاص فرض رعایا کی بہبود اور رفاہ خلق ہے (۱) -

راجہ کے فرائض

انفرادی حکومت ہونے کے باوجود بادشاہ رعایا پرور ہوتا تھا - اُس زمانہ میں براہمنوں اور دھرم گروؤں کا اثر راجہ پر بہت زیادہ ہوتا تھا - وہ سلطنت کے ہر ایک شعبے اور کل تحریکات پر نگاہ رکھتا تھا - وہ محض رعایا کی مالی اور سیاسی امور کی ہی طرف دھیان نہ دیتا تھا بلکہ ان کی اخلاقی مذہبی اور تعلیمی کیفیت کو بھی محفوظ رکھتا تھا - بہت سے راجاؤں نے مذہبی اصلاح و

(۱) واٹرس آن ہیونسانگ ' جلد اول - صفحہ ۱۶۸ -

ترقی میں نمایاں حصہ لیا ' جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں - راجاؤں نے تعلیمی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر کوشش کی - ان کے دربار میں بڑے بڑے شعرا اور علما کی قدر و منزلت ہوتی تھی - جب کوئی عالم کوئی معرکہ کی تصنیف کرتا تو راجہ اُسے سننے کے لئے دیگر سلطنتوں کے علما کو مدعو کرتا تھا - کشمیر کے راجہ جے سنگہ کے زمانہ میں منکھہ کی لکھی ہوئی " شری کنٹھہ چرت " سننے کے لئے قنوج کے راجہ گووند چندر کے دربار سے سہل ' اور شمالی کونکن کے راجہ اپرادتیہ کے دربار سے تیج کنٹھہ وغیرہ علما مدعو ہوے تھے - تقریباً ہر ایک دربار میں چند شعرا اور علما رہتے تھے جن کی وہاں کماحقہ خاطر و تعظیم ہوتی تھی - راجہ انہیں نئی نئی تصانیف لکھنے کی بھی تحریک کرتا رہتا تھا -

نظام دیہی

انتظامی سہولتوں کے اعتبار سے ملک مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا - خاص خاص حصے " بھکتی " (صوبہ) " وشے " (ضلع) اور گرام (دیہات) تھے - دیہی نظام سب سے اہم سمجھا جاتا تھا - دیہی نظام ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - گانوں کا انتظام پنچائتوں کے ہاتھوں میں ہوتا تھا - مرکزی حکومت کا پنچائتوں ہی سے تعلق رہتا تھا - یہہ دیہی نظام ایک چھوٹے سے جمہور کے طور پر ہوتے تھے - اُن میں رعایا کے خاص حقوق تھے - مرکزی

حکومت سے منسلک ہونے پر بھی یہہ نظام تقریباً آزاد تھا -

قدیم تامل تاریخ سے اُس زمانہ کے نظام سیاست پر بہت روشنی پڑتی ہے ' مگر ہم یہاں طوالت کے خوف سے اس کا صرف مختصر ذکر کرتے ہیں - انتظام سلطنت میں مشورہ اور مدد دینے کے لئے پانچ مجلسیں ہوتی تھی - ان کے علاوہ ضلعوں میں تین سبھائیں ہوتی تھیں - براہمن سبھا میں سب براہمن شریک ہوتے تھے - بیوپاریوں کی سبھا تجارتی امور کا تصفیہ کرتی تھی - چول راجہ راج راج اول کے کتبہ سے ۱۵۰ مواضعات میں دیہی سبھاؤں کے ہونے کا پتہ چلتا ہے - ان سبھاؤں کے اجلاس کے لئے بڑے بڑے مکان ہوتے تھے - جیسے تنجور وغیرہ میں اب تک قائم ہیں - عام مواضعات میں بڑے بڑے درختوں کے نیچے سبھائیں ہوتی تھیں - دیہی سبھاؤں کے دو حصے ہوتے تھے - مشاورتی اور انتظامی کل سبھا کے اراکین مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دئے جاتے تھے - زراعت و فلاحت ' آبپاشی ' تجارت ' مندر ' عطیات وغیرہ کے لئے مختلف جماعتیں ہوتی تھیں - کسی موقع پر تالاب میں پانی کی کثرت سے سیلاب آ جانے کے خوف سے دیہاتی سبھا نے تالاب کی جماعت کو اُس کی اصلاح کرنے کے لئے بلا سود روپیہ دیا اور تجویز کی کہ اس کا سود مندر سبھا کو دیا جاوے - اگر کوئی کسان زیادہ دنوں تک محاصل زمین نہ ادا کرتا تھا تو زمین اس سے چھین لی جاتی تھی - یہہ زمین

نیلام کر دی جاتی تھي - زمین کی خرید فروخت ہونے پر
گانوں سبھا اس کي ساری تفصیلات اور سارے کاغذات اپنے
قبضہ میں رکھہ لیتي تھی - سارا حساب کتاب تاڑ کے
پتوں پر لکھا جاتا تھا - آب‌رسانی کي طرف خاص
توجہ کی جاتی تھی - پانی کا کوئی بھي مخرج بیکار نہ
ہونے پاتا تھا - نہروں تالابوں اور کنووں کي مرمت
وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھی - آمد و خرچ کے حساب کی
جانچ کے لئے راج کی طرف سے محتسب رکھے جاتے تھے (۱) -

چول راجہ پرانتک کے زمانہ کے کتبوں سے دیہاتی
نظاموں کي ترکیب پر بہت روشنی پڑتی ہے - اُس میں
دیہی جماعتوں کي اراکین کی قابلیت یا نا قابلیت
سبھاؤں کے انعقاد ، اراکین کے عام انتخاب ، شاخ سبھاؤں
کي تنظیم ، آمد و خرچ کے محتسبوں کے تقرر ، وغیرہ کے
اصول و قواعد سے بحث کی گئی ہے - انتخاب عام ہوتا تھا -
اس کا طریقہ یہہ تھا کہ لوگ ٹھیکروں پر امیدوار کا
نام رکھہ کر گھڑوں میں ڈال دیتے تھے - سب کے روبرو
وہ گھڑے کھولے جاتے تھے اور امیدواروں کے ناموں کا شمار
ہوتا تھا - کثرت راے سے انتخاب عمل میں آتا تھا - (۲)
اس نظام کا عوام پر یہہ اثر پڑا کہ وہ خارجی امور کی

(۱) ونے کمار سرکار - دي پولیٹیکل انسٹي ٹیوشنس اینڈ تھیوریز آف دي ھندوز صفحہ ۵۳ - ۵۶ -

(۲) ارکیولوجیکل سروے آف انڈیا - سالانہ رپورٹ سنہ ۵-۱۹۰۴ صفحہ ۴۵-۱۴۲

جانب سے لا پرواہ هو گئی - سلطنت میں چاهے کتنے هی بڑے انقلابات هو جائیں ' لیکن چونکہ دیہی جماعتوں میں کوئی تغیر نہ هوتا تھا اور وہ حسب دستور اپنے فرائض انجام دیتی رهتی تهیں اس لئے عوام کو تغیرات سے کوئی دلچسپی نہ هوتی تھی - عوام کو غلامی کا تلخ تجربہ نہ هونے پاتا تھا - اتنے وسیع ملک کی مرکزی حکومت کے لئے یہہ غیر ممکن تھا کہ وہ مقامی ضروریات و حالات کی طرف کافی توجہ کر سکے - هندوستان میں اتنے تغیرات هوے مگر کسی فرمانروا نے پنچائتوں کو برباد کرنے کی کوشش نہیں کی - شہروں میں میونسپلٹیاں یا نگر سبھائیں بھی هوتی تھیں جو شہروں کی صفائی وغیرہ کا انتظام کرتی تھیں (۱) -

تعزیرات

سیاسی قواعد و ضوابط نہایت سخت تھے - جلا وطنی ' جرمانہ ' قید ' اعضاء جسم کا انقطاع وغیرہ سزائیں رائج تھیں - هرش کی پیدائش کے موقع پر قیدیوں کے آزاد کئے جانے کا ذکر بان نے کیا هے - یاگیہ ولکیہ نے کئی سخت اور بیرحمانہ سزاؤں کا حوالہ دیا هے - براهمنوں کو عموماً سخت سزائیں نہیں دی جاتی تھیں - صیغہ انصاف کے لئے ایک خاص کارکن هوتا تھا - اُس کے ماتحت مختلف مقامات اور صوبجات میں اهلکار هوتے تھے -

(۱) واٹرس آن هیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۲ -

یاگیہ ولکیہ نے عدالت کے بہت سے اصولوں اور قواعد کا ذکر کیا ہے، جن سے واضح ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں انصاف کا نظام کتنا مکمل اور باقاعدہ تھا - استغاثوں میں تحریری اور زبانی شہادتوں کی جانچ کی جاتی تھی - حیرت کا مقام ہے کہ نظام انصاف اتنا مکمل ہونے کے باوجود غیبی آزمائشوں کا طریقہ رائج تھا (۱) - لیکن اس کا استعمال بہت کم ہوتا تھا -

عورتوں کی سیاسی حالت

قانون میں عورتوں کی سیاسی اہمیت تسلیم کی جاتی تھی - قانون وراثت میں عورتوں کے وارث ہونے کا جواز تسلیم کیا گیا تھا - لڑکا نہ ہونے پر بھی لڑکی ہی باپ کی جائداد کی وارث ہوتی تھی - اپنے میکہ سے ملی ہوئی جائداد پر لڑکی کا کامل حق ہوتا تھا - منو نے اس کا ذکر کیا ہے - (۲)

سلطنت کی طرف سے بیوپار اور حرفت کے تحفظ پر خاص طور پر دھیان دیا جاتا تھا - کاریگروں کی حفاظت کے لئے قواعد بنے ہوئے تھے - اگر کوئی بیوپاری ناجائز طریقہ پر اشیاء کی قیمت بڑھا دیتا تھا یا باٹ اور پیمانہ کم رکھتا تھا تو اسے سزا دی جاتی تھی -

(۱) ایضاً صفحہ ۱۷۲ - البیرونی کا ہندوستان جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸ - ۱۶۰ -
(۲) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز صفحہ ۲۷-۳۰ -

انصرام سیاست

اس زمانہ کے سیاسی نظام کا کچھہ اندازہ عہدہداروں کے ناموں سے هو سکتا هے - راجہ یا سمرات کے ماتحت بہت سے چھوٹے چھوٹے راجہ هوتے تھے جنهیں مہاراجہ ' مہا سامنت وغیرہ لقب دئے جاتے تھے - یہہ راجے سمرات کے دربار میں حاضر هوتے تھے ' جیسا کہ بان نے بیان کیا هے - کبھی کبھی جاگیردار بھی اونچے مناصب پر پہونچ جاتے تھے صوبہ کے حاکم کو ' اُپرک مہاراج ' کہتے تھے - کئی کتبوں میں صوبجاتی فرمانرواؤں کے گوپتا ' بھوگک ' بھوگ پتی ' راج استھانی ' وغیرہ نام ملتے هیں - صوبہ کا حاکم ضلع کے عامل کو مقرر کرتا تھا جسے وشے پتی ' یا ' آیکتک ' کہتے تھے - حاکم ضلع اپنے ضلع کے خاص مقام میں جسے ادھشٹھان کہتے تھے اپنے دفتر رکھتا تھا -

صوبجاتی حکام کے پاس راجہ کے تحریری احکام صادر هوتے تھے - ایک تامب پتر سے واضح هوتا هے کہ یہہ احکام اسی وقت جائز سمجھے جاتے تھے جب ان پر سرکاری مہر هو ' صوبہ کے حاکم کی تصدیق هو ' راجہ کے دستخط هوں اور دیگر ضوابط کی تکمیل هوئی هو - (۱)

(۱) मुद्रा शुद्धं क्रिया शुद्धं भुक्ति शुद्धं सचिह्नकम् ।
राज्ञः स्व हस्त शुद्धं च शुद्धिमाप्नोति शासनम् ॥
شلارا بنشی راجہ رتھہ راج کاھبہ نامہ شک سمبت ۹۳۰ (وکرمی سمبت ۱۰۶۵)
ایپی گرافیکا انڈیکا جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ -

مقامی سرکاروں کے مختلف اہلکاروں کے نام بھي کتبوں میں ملتے ھیں - جیسے مہتر (دیہی سبھا کے رکن) - گرامک (گانوں کا خاص حاکم) ' شولکک (محاصل وصول کرنے والا اہلکار) ' گولمک (قلعوں کا منتظم) ' دھروادھی کرن (زمین کے محاصل کا افسر) ' بھانڈاگار ادھی کرت (خزانچی) ' تل‌واتک (گانوں کا حساب رکھنے والا) بعض چھوٹے اہل‌کاروں کے ناموں کا ذکر بھی ملتا ھے - موجود کلارک کو اُس زمانہ میں 'دِوِر' یا 'لیکھک' کہتے تھے - کرنک حال کے رجسترار کا کام کرتا تھا - ان عہدہ‌داروں کے علاوہ دیگر کارکن بھی ھوتے تھے - 'دنڈپاشک' چوروددھرنک ' وغیرہ پولیس کے عمال کے نام تھے (۱) -

سلطنت کی آمدنی کی کئی ذرائع تھے - سب سے زیادہ آمدنی زمین کے لگان سے ھوتی تھی - لگان پیداوار کا چھٹا حصہ ھوتا تھا -

آمد و خرچ

مزارعوں پر بھی ایک آدھہ محصول اور لگتا تھا - یہہ محاصل غلہ کی صورت میں لئے جاتے تھے - 'منڈپکا' (چنگی کا محصول) بھی کئی جنسوں پر لیا جاتا تھا - بندرگاھوں پر آنے والے مال ' یا دوسری سلطنت سے آنےوالی چیزوں پر بھی محصول درامد لیا جاتا تھا -

---

(۱) چنتامني ونائک ويد کي هستري آف میڈیول انڈیا - جلد اول - صفحہ ۱۲۸ - ۱۳۱ اور رادھا کمد مکرجي - هرش - صفحہ ۱۰۳ - ۱۰۲ -

قمار خانوں پر بہت زیادہ محصول لیا جاتا تھا - نمک اور دوسرے معدنی پیداواروں پر بھی محصول لگتا تھا (۱) - لیکن بہت زیادہ نہیں، جیسا هیونسانگ نے لکھا هے - اس نے کل آمدنی کو چار حصوں میں تقسیم کئے جانے کا ذکر کیا هے - ایک حصہ انصرام و سیاسی امور میں صرف کیا جاتا تھا - دوسرا حصہ رفاہ عام خلق کے کاموں میں صرف هوتا تھا - تیسرا حصہ صیغہ تعلیم کے لئے اور چوتھا حصہ مختلف مذہبی جماعتوں کی اعانت کے لئے وقف هوتا تھا - (۲)

زراعت کی ترقی کے لئے سلطنت سرگرم کار رهتی تھی - زمین کی پیمائش هوتی تھی - کئی کتبوں میں اِن پیمانوں کا ذکر کیا گیا هے جیسے "مان دنڈ"، "نِورتن"، "پداورت" وغیرہ - راج کی طرف سے لمبائی کا پیمانہ مقرر تھا - انسانی هاتھ بھی ایک پیمانہ سمجھا جاتا تھا - گانوں کے حدود معین کئے جاتے تھے - گانوں پر محصول لگتا تھا - دیہات میں مویشیوں کے چراگاہ کی زمین چھوڑی جاتی تھی - جاگیروں انعام میں ملے هوے گانوں پر محصول نہ لیا جاتا تھا - راج کی طرف سے تول کے باٹوں کی بھی نگرانی هوتی تھی - (۳)

---

(۱) رادھا کمد مکرجی - هرش - ۱۱۲-۱۳ -
(۲) واٹرس هیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۶-۱۷۷ -
(۳) سی وی وید هسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۳۳ - جلد ۲ - صفحہ ۲۴۰ -

رفاہ عام

طاقتیں رفاہ عام کے کاموں کا بہت دھیان رکھتی تھیں - شہروں میں دھرم شالے اور کوئیں بنوائے جاتے تھے - غریب مریضوں کے لئے سرکار کی طرف سے دواخانے بھی کھولے جاتے تھے - سڑکوں پر مسافروں کی آسائش کے لئے سایہ دار درختوں ' کنوؤں اور سرایوں کا انتظام کیا جاتا تھا - تعلیمگاهوں کو سرکار کی طرف سے خاص امداد ملتی تھی -

فوجی انتظام

هندوستان کی فوجی تنظیم بھی قابل تعریف تھی - فوجی صیغہ انتظامی سے بالکل علحدہ تھا صوبجاتی فرمانرواؤں کا فوج پر کوئی اختیار نہ ھوتا تھا - اُس کے کارکن بالکل الگ ھوتے تھے - همیشہ جنگ ھو جانے کے امکان کے باعث فوجیں بہت بڑی ھوتی تھیں - ھرش کی فوج میں ساٹھہ هزار ہاتھی اور ایک لاکھہ گھوڑے تھے - ھیونسانگ نے لکھا ھے کہ ھرش کی فوج کے چار حصے تھے - ھاتھی ' گھوڑے ' رتھہ اور پیدل (۱) - گھوڑے مختلف ملکوں سے منگوائے جاتے تھے - بان نے کامبوجیج ' بنایج ' سندھج '

---

(۱) واٹرس ھیونسانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۰-۷۱ -

پارسیک وغیرہ نسلوں کے گھوڑوں کے نام دئے هیں - زمانه مابعد میں رفته رفته رتهوں کا رواج کم هوتا گیا -

ان چار قسم کی فوجوں کے علاوہ بحری فوج بھی نہایت منتظم اور باقاعدہ تھی - جن طاقتوں کی سرحد پر بڑے بڑے دریا هوتے تھے وہ بحری فوج بھی رکھتی تھیں - ساحلی ریاستوں کو بھی بحری فوج رکھنے کی ضرورت تھی - هیونسانگ نے اپنے سفر نامه میں جہازوں کا بھی ذکر کیا هے - ملایا ، جاوا ، بالی وغیرہ جزیروں میں هندؤوں کا راج تھا - اس سے بھی بحری طاقت کے منتظم هونے کا پته چلتا هے - چول راجه بہت طاقتور بحری فوج رکھتے تھے - راج راج نے چیر راج کے فوجی بیڑہ کو غرق کر کے لنکا کو اپنے محروسیات میں شامل کر لیا تھا - راجندر چول کا جنگی بیڑہ نکوبار اور انڈمن تک جا پہونچا تھا - استریبو نے هندوستانی فوجی نظام میں جنگی بیڑوں کا ذکر بھی کیا هے - بحری فوج کے موجود هونے کا پته بہت قدیم زمانه سے چلتا هے - میگاستھنیز نے چندرگپت کی فوج کا ذکر کرتے هوے بحری فوج کا ذکر بھی کیا هے - هر قسم کی فوج کے جدا جدا افسر هوتے تھے - کل فوج کا افسر ' مہا سینا پتی ' ' مہا بل ادھیکش ' یا ' مہابل ادھیکرت ' کہلاتا تھا - پیدل اور گھوڑوں کے افسر کو ' بھٹاشو سیناپتی ' کہتے تھے - سواروں کے افسر کو ' برھدشوار ' اور فوجی صیغه کے خزانچی کو ' رن بھنڈا گار ادھی کرن ' کہا جاتا تھا - کاشمیر کی تاریخ سے

ایک "مہا سادھنک" نام کے افسر کا پتہ چلتا ھے جو فوجی ضروریات مہیا کرتا تھا - (۱)

فوج کے سپاھیوں کو تنخواہ نقد دی جاتی تھي لیکن انتظامي عمال کو اناج کی صورت میں ملتی تھی - مستقل فوجوں کے علاوہ نازک موقعوں پر غیر مستقل یا عارضی فوج کا بھی انتظام کیا جاتا تھا - دوسرے خطے کے لوگ بھي اکثر بھرتی کئے جاتے تھے - (۲)

ملکي حالت اور سیاسي نظام میں تغیر

مندرجہ بالا ملکی انتظامات ھمارے زمانہ مخصوص میں ھمیشہ نہ رھے - اس میں بڑی بڑي تبدیلیاں ھوئیں - ھم اُن تبدیلیوں کا کچھہ ذکر اختصار کے ساتھہ کریں -

اس زمانہ کے آخری حصہ میں ھندوستان کی ملکی حالت بہت قابل اطمینان نہ تھی - چھوتے چھوتے راج بنتے جاتے تھے - ھرش اور پل‌کیشی کے بعد تو اُن کی سلطنتیں کئی حصوں میں تقسیم ھو گئیں - سولنکی ' پال ' سین ' پرتیہار ' جادو ' گوھل ' راتھور متعدد خاندان اپنی اپنی ترقی میں کوشاں تھے - اس لئے ھندوستان کی مجموعی کوئی طاقت نہ تھي - صدھا ریاستوں میں

---

(۱) سي وي ويد ھستري آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۲۲-۱۱۲ -
(۲) رادھا کمد مکرجي - ھرش - صفحہ ۹۷-۹۸ -

بٹ جانے کے باعث ملک کی طاقت بکھری ہوئی تھی -
قومیت کا احساس بہت قوی نہ تھا - ان راجوں میں
برابر لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں - اور سیاسی کیفیت
روز بروز نازک ہوتی جاتی تھی - ملک کی سیاسیات اور
دیگر انتظامی شعبہ‌جات پر ان حالات کا اثر پڑنا لازم تھا -
سب ریاستیں رفتہ رفتہ زیادہ آزاد اور مطلق العنان ہوتی گئیں -
راجاؤں کو رعایا کی بہبود کا خیال نہ رہا - رعایا کی
رائے پیروں سے ٹھکرائی جانے لگی - راجاؤں کو آپس کی
لڑائیوں سے اتنی فرصت ہی نہ تھی کہ رعایا کی آسائش
کا خیال کریں - ہاں لڑائیوں کے لئے جب روپئے کی
ضرورت ہوتی رعایا پر محصول کا اضافہ کر دیا جاتا -
راجہ خود ہی اپنے وزرا مقرر کرتا تھا - کوئی انتخاب
کرنے والی جماعت یا قاعدہ وزرات نہ تھی - اس وقت
تک وہی پرانے منصبدار چلے آتے تھے - گیارھویں اور
بارھویں صدی کے کتبوں میں راجا ماتیہ (وزیر) ' پروہت '
مہا دھرم ادھیکش (مذہبی معاملات کا افسر اعلیٰ '
مہا ساندھی وگرھک (لڑائی اور صلح کرنے والا افسر اعلیٰ) '
مہا سینا پتی (سپہ‌سالار) ' مہا مدرا ادھیکرت (جس کے
قبضہ میں شاہی مہر رہتی تھی) ' مہاکش پٹلک
(افسر بندوبست) ' وغیرہ عہدہ‌داروں کے نام ملتے ہیں جس
سے ثابت ہوتا ہے کہ آئین سیاست میں کوئی خاص
تبدیلی نہ ہوئی تھی - ان عہدوں کے نام کے ساتھ " مہا "
کے استعمال سے واضع ہوتا ہے کہ اُن کے ماتحت اور بھی

اهلکار رهتے تھے (۱) - رانی اور ولي عهد بهی حکومت میں شریک هوتے تھے - کچھه ریاستوں میں محض محاصل میں اضافه کر دیا گیا - پچھلے راجاؤں کے زمانه میں کتنے نئے محصولوں کا ذکر ملتا هے - زمین اور زراعت کا انتظام سابق دستور تها - چھتر پال اور پرانت پال وغیره کئی منصبداروں کے نام ملتے هیں - آمد و خرچ کا محکمه بهی سابق دستور تها - عدالتوں کا انتظام بهی پہلے هی کا سا تها - راجه کی عدم موجودگی میں " پراڈ وواک " (افسر عدالت) هی کام کرتا تها - البیرونی نے مقدموں کے بارے میں لکھا هے " کوی استغاثه دائر کرنے کے وقت مدعی اپنے دعوے کو مضبوط کرنے کے لئے ثبوت پیش کرتا تها - اگر کوئی تحریری شهادت نه هوتی تهی تو چار گواه ضروری هوتے تھے - اُنهیں جرح کرنے کا مجاز نه تها - براهمنوں اور چھتریوں کو خون کے جرم میں بهي قتل کی سزا نه دی جاتی تهی - اُن کی جائداد ضبط کر کے جلا وطن کر دیا جاتا تها - چوری کے جرم میں براهمن کو اندها کر کے اس کا بایاں هاتهه اور داهنا پیر کاٹ لیا جاتا تها - چھتری اندها نهیں کیا جاتا تها " - اس سے تحقیق هوتا هے که اس زمانه تک بهی سخت اور ظالمانه سزائیں دینے کا رواج موجود تها - (۲)

(۱) چنتامني وناٹک وید - هسٹري آف میڈیول انڈیا جلد ۳ - صفحه ۴۳-۵۴ -
(۲) البیروني انڈیا جلد ۲ - صفحه ۱۵۸-۶۰ -

فوجی انتظام میں کچھہ تبدیلی پیدا ھو رھی تھی - مستقل فوج رکھنے کا رواج کم ھوتا جاتا تھا - سرداروں اور جاگیرداروں سے لڑائی کے موقع پر فوجی امداد لینے کا رواج بڑھتا جاتا تھا - ایک راج کے آدمی دوسرے راج میں فوجی ملازمت کر سکتے تھے - پچھلے زمانہ کے تامب پتروں سے بھی معلوم ھوتا ھے کہ اس زمانہ میں بھی سینا پتی ' ھاتھی ' گھوڑوں ' اونٹوں اور بحری فوج کے افسر وغیرہ رھتے تھے - (١)

باھمی عداوت اور نفاق کے باعث ریاستوں میں روز بروز ضعف آتا جاتا تھا - سندھہ تو آٹھویں صدی ھی میں مسلمانوں کے قبضہ میں چلا گیا تھا - اور گیارھویں صدی تک پنجاب بھی لاھور تک اُن کے ھاتھہ میں جا چکا تھا - بارھویں صدی کے آخر تک دلی ' اجمیر ' قنوج وغیرہ ریاستوں پر مسلمانوں کی عملداری ھو گئی اور کچھہ عرصہ بعد ممالک متحدہ ' بنگال ' دکن ' وغیرہ صوبوں پر بھی اسلامی اقتدار قائم ھو گیا - اور رفتہ رفتہ بیشتر ھندو ریاستیں تباہ ھو گئیں -

مالی حالت

ھم پہلے ھی کہہ چکے ھیں کہ ھندوستان نے محض روحانیت میں درجہ کمال نہ حاصل کیا تھا ' دنیاوی

---

(١) سی وی ريد - هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ٣ - صفحہ ٢٧٠ -

معاملات میں بھی اُس نے کافی ترقی کر لی تھی - یہاں هم اس زمانه کي مالی حالت کا مختصر ذکر کرنا چاهتے هیں -

زراعت اور آبپاشي کا انتظام

هندوستان کا خاص پیشه زراعت تها - اس زمانه میں تقریباً سبھي قسم کی جنسیں اور پھل پیدا هوتے تھے - کاشتکاروں کے لئے هر ایک قسم کی آسانیاں پیدا کرنے کا پورا خیال رکھا جاتا تھا - آبپاشی کا انتظام قابل تعریف تھا - نہروں ' تالابوں اور کنووں کے ذریعه سے سنچائی هوتی تھی - نہروں کا انتظام بہت اچھا تھا - راج ترنگنی میں انجینیر کا ذکر آیا هے جس کا نام ' سُویه ' تھا - جب کشمیر میں سیلاب آ گیا تو وهاں کے راجه اونتی ورما نے اُس سے اس کا انسداد کرنے کے لئے کہا - سُویه نے جھیلم کے کنارے بڑے بڑے باندھه بندھواکر اُس سے نہریں نکلوائیں - اتنا هی نہیں ' اُس نے هر ایک گانوں کی زمین کا اس اعتبار سے کیمیائی معائنه کیا که کس قسم کی زمین کے لئے کتنے پانی کی ضرورت هے - اِسی معائنه کے مطابق هر ایک گانوں کو مناسب مقدار میں پانی مهیا کرنے کا انتظام کیا گیا - کلہن نے لکھا هے که سُویه نے ندیوں کو اس طرح نچایا جیسے سپیرا سانپ کو نچاتا هے - اُس کے اِس حسن انتظام کا یهه نتیجه هوا که مزروعه میں بہت اضافه هو گیا اور ایک کھاری

(ایک خاص وزن) چاول کی قیمت ۲۰۰ دیناروں سے گر کر ۳۶ دیناروں تک هو گئی - صوبه تامل میں ندیوں کو مہانے کے پاس روک کر پانی جمع کرنے کا انتظام کیا جاتا تھا - همارے زمانه سے قبل چول کے راجه کریکال نے کاویری ندی پر سو میل کا ایک باندهه بنوایا تها - راجندر (۳۵-۱۰۱۸ع) نے اپنے نئے دارالخلافه کے پاس ایک وسیع تالاب بنوایا تها - همارے زمانه سے قبل بڑے بڑے تالاب بنوانے کا رواج بهی کافی تها - چندرگپت موریا کے زمانه میں گرِنار کے نیچے ایک وسیع تال بنوایا تها جس میں سے بعد کو اشوک نے نہریں نکلوائیں - وقتاً فوقتاً ان کي مرمت بهی هوتي رهتی تهی (۱) - بہتیرے راجے جگه جگه اپنے نام سے بڑے بڑے تالاب بنواتے تهے جن سے سنچائی بہت اچهی طرح هو سکتی تهي - متعدد مقامات پر ایسے تالاب یا ان کی یادگار باقی هے - پرمار راجه بهوج نے بهوجپور کے پاس ایک عظیم‌الشان تالاب بنوایا تها جو دنیا کی مصنوعی جهیلوں میں سب سے بڑا تها - مسلمانوں نے اسے برباد کر دیا - اجمیر میں آنا ساگر، بیلا وغیره تالاب بهي سابق کے راجاؤں هي نے بنوائے تهے - کنووں سے مختلف طریقوں پر سنچائي هوتی تهی جو آج بهي رائج هے - آریوں کے ساتهه یهه رواج لنکا

(۱) ونے کمار سرکار - دي پولیٹکل انسٹي‌ٹیوشنز اینڈ تهیوریز آف دي هندوز صفحه ۱۰۳-۴ -

میں بھي داخل ہوا - پراکرم باہو (۱۱۵۰ء) نے لنکا میں ۱۴۷۰ تالاب اور ۵۳۴ نہریں بنوائیں - اور بہت سے تالابوں اور نہروں کی مرمت کروائي - اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اُس زمانہ میں آبپاشی کی طرف کتنا دھیان دیا جاتا تھا - اور زراعت کی ترقی کے لئے نہروں کی توسیع کو کتنا ضروری سمجھا جاتا تھا - (۱)

تجارتي شہر

زراعت کے بعد تجارت کا درجہ تھا - ہندوستان کے بڑے بڑے شہر تجارت کے مرکز تھے - زمانہ قدیم سے ہندوستان میں بڑے بڑے شہروں کا رواج چلا آتا تھا - پانڈیا راجاؤں کا دارالخلافہ مدورا بہت بڑا شہر تھا جو اپنی شاندار اور سر بفلک عمارتوں کے لئے مشہور تھا - ملابار کے ساحل پر ونجی تجارتي اعتبار سے بہت اہم مقام تھا - کارومنڈل ساحل پر پکر اعلی درجہ کا بندرگاہ تھا - سولنکیوں کی راجدھانی باتاپی (ضلع بیجاپور میں) بین‌الاقوامی اعتبار سے بہت ممتاز جگہ تھی - بنگال کا بندرگاہ تملک بھی تجارتي مقام تھا - جہاں سے تجار مشرقی چین کي طرف جاتے تھے - قنوج شمالی ہند کا نہایت ممتاز شہر تھا - مالوہ کا شہر اُجین بھی کم رونق‌دار نہ تھا - اُجین شمالی ہند اور بھڑوچ کے بندرگاہ

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دي ہندوز صفحہ ۱۰۳-۴ -

کے مابین تجارتی مرکز تھا - بھڑوچ سے فارس، مصر، وغیرہ ملکوں میں هندوستان کا مال بھیجا جاتا تھا - پاتالی‌پتر یا پٹنه تو زمانه قدیم سے مشہور تھا جس کا ذکر میگاستھنیز نے تفصیل کے ساتھه کیا ھے - اس کے بیان کے مطابق پٹنه میں ۵۷۰ برج اور ۶۴ دروازے تھے اور شہر کا رقبه ساڑھے اکیس میل تھا - آرےلین کے زمانه میں روم شہر کی وسعت غالباً اس کی نصف تھی - علی هذا اور بھی کتنے ھی بڑے بڑے شہر هندوستانی تجارت کے مرکز تھے - (۱)

تجارت کے بحری راستے

هندوستانی تجارت بحری اور خشکی دونوں راستوں سے هوتی تھی - بڑے بڑے بیڑے باربرداری کے لئے بنائے گئے تھے - عرب، فنیشیا، فارس، مصر، یونان، روم، چمپا، جاوا، سماترا وغیرہ ممالک کے ساتھه هندوستان کے تجارتی تعلقات تھے - بحری سفر کی ممانعت زمانه ما بعد کی بات ھے - هرش نے هیونسانگ کو بحری راسته سے چین واپس جانے کی صلاح دی تھی - جاوا کی روائتوں سے پانچ هزار هندوستانیوں کے کئی جہازوں پر جاوا جانے کا پته چلتا ھے - اِتسنگ واپسی کے وقت سمندری راسته ھی سے چین گیا تھا - جہاز سازی کے فن

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی‌ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی هندوز صفحه ۶۰-۶۵ -

میں اهل هند مشاق تھے - اور زمانہ قدیم سے اِسے جانتے تھے - پروفیسر میکس ڈنکر کے بیان کے مطابق هندوستان کے لوگ عیسیٰ سے دو هزار برس قبل بھی جہاز رانی سے واقف تھے - (۱)

تجارت کے خشکي راستے

خشکی راستہ سے بھی تجارت بہت زیادہ ہوتی تھی - تجارتی آسانی کے خیال سے بڑی بڑی سڑکیں تعمیر کی جاتی تھیں - جنگی نقطہ نگاہ سے بھی یہہ سڑکیں کچھہ کم اهم نہ تھیں - کارومنڈل ساحل پر ایک بہت بڑی سڑک کوئی ۱۲۰۰ میل کی تھی - یہہ راس کماری تک جاتی تھي جسے چوڑدیو نے (۱۱۱۸-۱۰۷۰ع) بنوایا تھا - فوجی اعتبار سے بھی اس کی خاص اهمیت تھی - همارے زمانہ مخصوص سے بہت پہلے موریہ راجاؤں کے زمانہ میں پاٹلی‌پتر سے افغانستان تک ۱۱۰۰ میل لمبی سڑک بن چکی تھی - معمولي سڑکیں تو هر چہار طرف تھیں - (۲) خشکي راستہ سے صرف اندرونی تجارت نہ ہوتی تھی ' خارجي تجارت بھي ہوتي تھی - رائز ڈیوڈز نے لکھا هے اندرونی اور بیرونی ' دونوں قسم کی تجارت دونوں راستہ سے ہوتی تھی - ۵۰۰ بیل گاڑیوں کے قافلہ کا ذکر پایا جاتا هے - خشکی راستہ سے چین ' بابل ' عرب ' فارس وغیرہ ملکوں

---

(۱) هر بلاس سارڈا - هندو سپیریارٹي صفحہ ۳۶۴ -

(۲) رنے کمار سرکار کي کتاب متذکرہ بالا - صفحہ ۱۰۲-۱۰۳ -

کے ساتھہ ہندوستان کی تجارت ہوتی تھی - (۱) اِنسائکلو پیڈیا برٹنیکا میں لکھا ہے کہ یوروپ کے ساتھہ ہندوستان کا بیوپار مندرجہ ذیل راستوں سے ہوتا تھا -

۱ — ہندوستان سے پل مائرا نام کے شہر سے روم ہوتا ہوا شام کی طرف -

۲ — ہمالیہ کو پار کر کے آکسس ہوتے ہوے بحر کاسپین اور وہاں سے وسط یوروپ - (۲)

ہندوستانی تجارت

ہندوستان سے زیادہ‌تر ریشم ' چھینٹ ' ململ وغیرہ مختلف قسم کے کپڑے ' اور ہیرا ' موتی ' مسالے ' مور کا پر ' ہاتھی دانت وغیرہ بہت بڑی مقدار میں غیر ملکوں کو روانہ کئے جاتے تھے - مصر کی جدید تحقیقات میں بعض پرانی قبروں سے ہندوستانی ململ نکلی ہے - اسی غیر ملکی تجارت کے باعث ہندوستان اتنا فارغ‌البال ہو گیا تھا - پلینی نے لکھا ہے کہ روم سے سالانہ نو لاکھہ پونڈ (ایک کروڑ روپئے) ہندوستان میں آتے تھے - (۳) صرف روم سے چالیس لاکھہ روپیہ ہندوستان میں کھنچے چلے جاتے تھے - (۴)

(۱) دی جرنل آف دی رائل ایشیا ٹک سوسائٹی سنہ ۱۹۰۱ع -
(۲) انسائکلو پیڈیا برٹینکا - جلد ۱۱ - صفحہ ۴۵۹ -
(۳) پلینی - نیچرل ہسٹری -
(۴) انسائکلو پیڈیا برٹینکا جلد ۱۱ - صفحہ ۴۶۰ -

میلے

ملک کی اندرونی تجارت میں مختلف میلوں اور تیرتھوں سے بہت فائدہ ہوتا تھا - تیرتھوں میں سب طرح کے تاجر اور گاہک آتے تھے اور وسیع پیمانہ پر خرید فروخت ہوتی تھی - آج بھی ہردوار' کاشی' اور پشکر وغیرہ تیرتھوں میں جو میلے لگتے ہیں اُن کی تجارتي وقعت کچھہ کم نہیں ہے -

صنعت و حرفت

فی زمانہ ہندوستان صرف زراعتی ملک ہے ' لیکن پہلے یہہ حالت نہ تھی - یہاں صنعت و حرفت نے بھی خوب ترقي کی تھی - سب سے بیش قیمت دستکاری کپڑے بننا تھی - مختلف قسم کے کپڑے بنتے تھے - مہین سے مہین ململ ' چھینٹ ' شال ' دوشالے ' وغیرہ کثرت سے بنائے جاتے تھے - رنگ سازی کے فن میں لوگوں کو کمال حاصل تھا - نباتات سے مختلف قسم کے رنگ نکالے جاتے تھے - یہہ ایجاد بھی ہندوستان ہی کی ہے - نیل کي کاشت تو رنگ ہی کے لئے کی جاتی تھی - کپڑوں کی دستکاری تو اٹھارھویں صدی تک قائم تھی - یہانتک کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اُسے بالکل غارت کر دیا -

لوہا اور دیگر معدنیات

لوہے اور فولاد کی صنعت میں ہندوستان نے حیرت انگیز ترقی کی تھي - کچے لوہے کو گلا کر فولاد بنانے کا

طریقہ اهل هند کو زمانہ قدیم سے معلوم تھا - زراعت کے سبھی اوزار اور حرب و ضرب کے اسلحہ قدیم سے بنتے چلے آتے تھے - لوهے کی صنعت تو اتنے فروغ پر تھی کہ مقامی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد بھی فینیشیا بھیجا جاتا تھا - ڈاکٹر راے نے لکھا هے "دمشق کی تلواروں کی بڑی تعریف کی جاتی هے ' لیکن فارس نے هندوستانیوں سے هی یہہ فن سیکھا تھا اور فارس سے عربوں نے اُسے حاصل کیا " - (۱)

هندوستان کے کمال آهنگری کی مثال قطب مینار کے قریب کا آهنی ستون هے - اتنا بڑا ستون آج بھی یوروپ یا امریکہ کا بڑے سے بڑا کارخانہ نہیں بنا سکتا - اِس ستون کو بنے ڈیڑھہ هزار سال گزر گئے هیں ' پر وہ موسمی تغیرات کا دلیرانہ مقابلہ کر رها هے ' یہاں تک کہ اُس پر زنگ کا کہیں نام نہیں اور اس کی کاریگری تو اپنی نظیر نہیں رکھتی - دھار کا " جے استمبھہ ' (یعنی ستون فتح) بھی ایک قابل دید چیز هے - مسلمانوں نے اسے مسمار کیا - اُس کا ایک کھنڈ ۲۲ فٹ اور دوسرا ۱۳ فٹ کا هے - اس کا ایک چھوٹا سا تیسرا کھنڈ بھی مانڈو سے ملا هوا هے - اس زمانہ کے راجہ اپنی فتوحات کی یادگار میں ایسے ستون تعمیر کرایا کرتے تھے - لوهے کی صنعت کا ذکر کرتے هوے مسز میننگ نے لکھا هے کہ آج

(۱) هر بلاس ساردا - هندو سوپیریارٹي صفحہ ۳۵۵ -

بھی گلاسگو اور شیفیلڈ میں کچھہ سے بہتر فولاد نہیں بنتا - (۱) لوھے کے علاوہ دیگر معدنیات کا کام بھی بہت اچھا ھوتا تھا - سونے اور چاندی کے انواع و اقسام کے زیور اور ظروف بنتے تھے - ظروف کے لئے بیشتر تانبے کا استعمال ھوتا تھا - بھانت بھانت کے جواھرات کاٹکر سونے میں جڑے جاتے تھے - بودھہ زمانہ کے کچھہ ایسے سونے کے پتر ملے ھیں جن پر بودھہ جاتکیں (روائتیں) منقوش ھیں - اُن میں کئی ورق پتلے اور ھیرے کے بنے ھوے ھیں اور پچی‌کاری کے طریقہ سے لگے ھوے ھیں - جواھرات اور قیمتی پتھر کی بنی ھوئی مورتیں دیکھنے میں آئی ھیں - اور ایسی ایک باوریں مورتی تو اندازاً ایک فٹ اونچی پائي گئي ھے - پپراوا کے استوپ (مینار) میں سے بلور کا بنا ھوا ایک چھوتے منھہ کا گول خوبصورت برتن نکلا ھے جس کے ڈھکن پر بلور کی خوبصورت مچھلی بنی ھوئی ھے - سونے کي بني ھوئی کئی مورتیں اب تک موجود ھیں - پیتل یا ھشت دھات کي طرح طرح کي قابل دید اور جسیم مورتیں اب تک کتنی ھی مندروں میں موجود ھیں - اس سے یہہ ثابت ھوتا ھے کہ ھندوستان میں کھان سے دھات نکالنے اور انھیں صاف کرنے کی ترکیب لوگوں کو معلوم تھی -

(۱) اینشنٹ اینڈ میڈیول انڈیا - جلد ۲ - صفحہ ۳۶۵ -

کانچ وغیرہ کی صنعت

دھاتوں کے علاوہ کانچ کا کام بھی یہاں بہت اچھا ہوتا تھا - پلینی نے هندوستانی شیشہ کو سب سے اچھا کہا ھے - کھڑکیوں اور دروازوں میں بھی کانچ لگتا تھا اور آئینے بھی بنائے جاتے تھے - ھاتھی دانت اور سنکھہ کی چوڑیاں وغیرہ بہت خوبصورت بنتی تھیں - اُن پر طرح طرح کی کاریگری بھی ہوتی تھی - ان کاموں کے لئے بہت مہین اوزار بنائے جاتے تھے - اسٹیورنس نے لکھا ھے کہ هندوستان کے دستکار اتنے چھوٹے اور باریک اوزاروں سے کام کرتے ھیں کہ اهل یوروپ ان کی چابکدستی اور صفائی پر متحیر هو جاتے ھیں - (۱)

حرفتی جماعتیں

صنعت اور حرفت پر بڑے بڑے سرمایہ داروں کا اقتدار نہ تھا - اس زمانہ میں حرفتی جماعتوں (Guilds) کا رواج تھا - ایک پیشہ والے اپنی منظم جماعت بنا لیتے تھے - جماعت کے هر ایک فرد کو اس کے قواعد کی پابندی کرنی پڑتی تھی - یہہ پنچائت هی اشیاء کی پیداوار اور فروخت کا انتظام کرتی تھی - گاؤں یا ضلعوں کی سبھاؤں میں اِن کے قائم مقام بھی رهتے تھے جو ملک کی صنعت و حرفت کا دھیان رکھتے تھے - اُنھیں بھی ان جماعتوں

(۱) اسٹیورنس کا سفر نامہ - صفحہ ۲|۳ -

کے حقوق تسلیم کرتا تھا - یہہ جماعتیں صرف اهل حرفه یا دستکاروں هي کي نه هوتی تهیں - کاشتکاروں اور تاجروں کی جماعتیں بهی بنی هوئي تهیں - گوتم، منو اور برهسپتی (سنه ٦٥٠ ع) کی اسمرتیوں میں کاشتکاروں کی پنچائت کا ذکر موجود هے - گڈیریوں کی پنچائتوں کا حواله کتبوں میں پایا جاتا هے - راجندر چول (گیارهویں صدی) کے زمانه میں جنوبی هند کے ایک گانوں کی گڈیریوں کي پنچائت کو ٩٠ بهیڑیں اس غرض سے دی گئی تهیں که وہ ایک مندر کے چراغ کے لئے روزانه گهی دیا کرے - ایک کتبه سے معلوم هوتا هے که وکرم چول کے زمانه میں ٥٠٠ تاجروں کی ایک جماعت تهي - پنچائتوں کا یهه طریقه زمانه قدیم سے چلا آتا تها - بودهه تذکروں میں بڑي بڑی پنچائتوں کے حوالے ملتے هیں - گپت زمانه میں اهل حرفه کی بهت سی پنچائتیں موجود تهیں - ٤١٥ ع میں تیلیوں کی ایک پنچائت کو مندر کا چراغ جلانے کا کام سونپا گیا تها - اسی طرح کول، گندهی، دهانک وغیرہ پیشهوروں کی پنچائتیں بهی قائم تهیں - یهه پنچائتیں بینکوں کا کام بهی کرتی تهیں - هندوستان کی تقریباً ساری تجارت اور صنعت انهیں پنچائتوں کے ذریعه هوتی تهی - (١)

---

(١) دي پولیٹیکل انسٹي ٹیوشنز اینڈ تهیوریز آف دي هندوز - صفحه ٣٠-٥٠ -

سکے

سکوں کا کچھہ مختصر تذکرہ یہاں بے محل نہ ہوگا - پہلے ہندوستان میں تبادلہ کا رواج عام تھا - دوکاندار بھی تبادلہ ہی سے خرید فروخت کرتے تھے - سلطنت کی طرف سے اکثر اہلکاروں کو مشاہرہ بھی غلہ ہی کی صورت میں دیا جاتا تھا - سرکار بھی لگان غلہ ہی کی صورت میں لیتی تھی - اس انتظام کے باعث ہندوستان میں سکے بہت کم بنتے تھے - سکوں کی زیادہ ضرورت بھی نہ تھی - ہر ایک راجہ اپنے نام کا سکہ بنواتا تھا - سکے بیشتر سونے ' چاندی یا تانبے کے ہوتے تھے - زمانہ قدیم میں بھی سکوں کا چلن تھا - لیکن اس وقت ان پر کوئی عبارت یا راجہ کا نام منقوش نہ ہوتا تھا - صرف ان کا وزن معین ہوتا تھا - ہاں ' ان پر آدمی ' جانور ' پرند ' سورج ' چاند ' دھنش ' تیر ' مینار ' بودھی درخت ' منگل ' بجر ' ندی ' پہاڑ وغیرہ کی تصویر یا اور کسی قسم کے نشانات بنے ہوتے تھے - یہہ تحقیق نہیں ہے کہ یہہ سکے سرکار کی طرف سے بنتے تھے یا تاجروں یا پنچائتوں کی طرف سے -

سب سے قدیم سکے تیسری صدی قبل مسیح تک کے ملتے ہیں جو مالو قوم کے ہیں - ان کے بعد یونان ' شک ' کشن اور چھتریوں کے سکے ملتے ہیں - یہہ سکے زیادہ خوبصورت اور کثیرالنقوش ہیں - ان کے سکے سونے ' چاندی

اور تانبے کے ہوتے تھے - گپت خاندان کے راجاؤں نے سکہ سازی کی طرف خاص طور پر توجہ کی - یہی سبب ہے کہ ان کے سکے کثرت سے ملتے ہیں - سونے کے سکے ڈول اور منقوش ملتے ہیں اور ان میں سے بعض پر منظوم عبارت منقوش ہے - چاندی کے سکوں میں گپتوں نے بھی بے احتیاطی سے چھترپون کی نقل کی - ایک طرف چھترپون ہی جیسا سر اور دوسری طرف عبارت ہوتی تھی - گپتوں کے بعد چھٹویں صدی میں ھنوں نے ایران کا خزانہ لوٹا - اور وہاں سے ساسانیوں کے چاندی کے سکے ہندوستان لائے - وہی سکے راجپوتانہ ، گجرات ، کاٹھیاوار ، مالوہ وغیرہ صوبوں میں رائج ہو گئے اور پیچھے سے انہیں کی بھدی نقلیں یہاں بھی بننے لگیں - ان کی ہیئت بگڑتے بگڑتے یہاں تک بگڑی کہ راجہ کے چہرہ کا نقش گدھے کے سم سا معلوم ہونے لگا - اس لئے ان سکوں کا نام گدھیا پڑ گیا - ساتویں صدی کے قریب یہاں کے راجاؤں کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی - جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ راجہ ہرش ، گوھل بنسی ، پرھار بنسی ، تور بنسی ، ناگ بنسی ، (نرور کے) کاھڑوالوں ، راشٹر کوٹوں ، (دکن کے) سولنکیوں ، جادووں ، چوھانوں (اجمیر اور سانبھر کے) ، اُدبھانڈپور (اوھند) ، وغیرہ راجاؤں کے سونے یا چاندی کے کتنے ہی سکے ملتے ہیں - لیکن ہر ایک راجہ کے نہیں ملتے - اس سے سکوں کے متعلق راجاؤں کی غفلت اور بے توجہی ثابت ہوتی ہے - یہی سبب ہے کہ سونے

وغیرہ میں آمیزش کرنے والوں کو سزا دینے کا ذکر تو موجود ہے لیکن راجہ کے حکم کے بغیر سکے بنانے والوں کے لئے کسی قسم کی سزا کا ذکر نہیں ہے - بعض اوقات راجہ کی منظور نظر رانی بھی اپنے نام کا سکہ مضروب کرتی تھی - اجمیر کے چوہان راجہ اجے دیو کی رانی سومل دیوی نے اپنے نام کے سکے چلائے تھے - مسلمانوں نے اجمیر پر قبضہ جمایا تو پہلے رائج هندو سکوں کی نقل کی لیکن بعدہٗ انہوں نے اپنے سکے خود مضروب کرنا شروع کیا -

هندوستان کی مالی حالت

هندوستان اپنی زراعت ، تجارت ، حرفت اور معدنیات کی بدولت بہت مرفہ حال تھا - اُس زمانہ میں کسب معاش کی زیادہ فکر نہ کرنی پڑتی تھی - شہری زندگی ، جس کا ذکر هم اوپر کر چکے هیں ، سے بھی یہی معلوم هوتا ہے کہ قدیم باشندے بہت خوشحال تھے - تجارت برامد کی کثرت کے باعث ملک کی دولت روز بروز بڑھتی جاتی تھی - یہاں هیرے ، نیلم ، موتی اور پنا کی کہانیں تھیں - مشہور کوہنور هیرا بھی اس زمانہ میں هندوستان میں تھا - پلینی نے هندوستان کو هیرے ، موتی اور دیگر جواهرات کا مخزن کہا ہے - واقعہ یہی ہے کہ هندوستان هیرے ، موتی ، مونگے ، لال ، اور متعدد قسم کے دیگر جواهرات کے لئے مشہور تھا - سونا بھی یہاں

به افراط هوتا تها - لوها ' تانبا اور سیسه به کثرت نکلتا تها - چاندي زیاده تر دوسرے ملکوں سے آتی تهی اس لئے مہنگی هوتی تهي - شروع میں سونے کی قیمت چاندی کی آتهه‌گنی هوتی تهی جو همارے زمانه کے آخر تک سوله گنی هو گئی تهي -

ملک کی یهه خوشحالی همارے زمانه کے آخری حصه تک قائم رهی - سومناتهه کے مندر میں سونے اور چاندی کی کتنی هي جواهر نگار مورتیں تهیں - قریب هی ۲۰۰ من سونے کی زنجیر تهی جس کے ساتهه گهنٹے بندهے هوتے تهے - محمود غزنی اسي مندر سے ایک کرور سے زیاده کی دولت لوت لے گیا - اِسی طرح قنوج اور متهرا وغیره مقامات سے بهی وه بے تعداد دولت لے گیا - اگر هندوستان کی معاصرانه خوشحالی کا اندازه مقصود هو تو اس زمانه کے بنے هوے سیکڑوں عالي شان مندروں کو دیکهنا چاهئے جن کے کلس ' مورتیاں اور ستون سونے چاندی کے یا جواهر نگار هیں -

صنعت اور دستکاری

فن سنگتراشی کے چار حصے کئے جا سکتے هیں - غار ' مندر ' ستون ' مورتی - همارے یہاں سنگتراشی کے فن کا نشو و نما مذهبی جذبات کے زیر اثر هوا هے - بودهه مینار ' چیت اور بهار وغیره اس فن کے سب سے قدیم محفوظ

کارنامے ہیں - مہاتما بدھ کے نروان کے بعد ان کی لاش جلائی گئی اور معتقدین نے اس کی خاک کو لے جا کر اُن پر مینار بنوانے شروع کئے - بودھوں میں ان میناروں کا بہت احترام ہونے لگا - رفتہ رفتہ کئی مینار تعمیر ہوے جن کی صناعی قابل دید ہے - مینار بڑی مندر کی طرح پاک سمجھا جاتا تھا اور اُس کی چاروں طرف گلکاریوں سے آراستہ عالی شان دروازے، اور بیرونی محراب وغیرہ بنائے جاتے تھے، اور اُن کے چاروں طرف اُتنی ہی خوشنما جنگلے لگائے جاتے تھے - ایسے میناروں میں سانچی اور بھرہت کے مینار خاص ہیں جو عیسیٰ کے قبل دوسری یا تیسری صدی میں تعمیر ہوئے ہیں - اب تک اُن پر بودھ دھرم کے قابل پرستش نشانات، دھرم چکر، بودھی درخت (شجر معرفت)، ہاتھی وغیرہ، اور بدھ کے پہلے جنم کے خاص واقعات بڑی خوبصورتی اور صفائی سے منقوش ہیں -

غار

ہمارے یہاں پہاڑوں کو کاٹ کر دو طرح کی گپھائیں بنائی جاتی تھیں - چیت اور بہار - چیت کے اندر ایک مینار ہوتا تھا اور ایک وسیع دیوان جہاں عوام جمع ہو سکیں - ایسی گپھاؤں میں کارلی کا ذکر کیا جا سکتا ہے - بہار بودھ سادھوؤں اور بھکشوؤں کا مٹھ ہوتا تھا جس میں ہر ایک بھکشو کے لئے الگ الگ کمرے بنے

(۱۸) ایلورا کا پہاڑی کیلاس مندر

صفحہ ۲۱۳

ہوتے تھے - ایسے غار خاص طور پر دکن میں ہیں
جن میں اجنتا ' اِلورا ' کارلی ' بھاجا ' بھڑسا وغیرہ خاص
ہیں - دکن کے علاوہ کاٹھیاواڑ میں جوناگڑھ کے قریب '
راجپوتانہ میں ' جھالاوار راج میں ' کولوی اور ممالک متوسط
میں دھمنار ' باگھہ وغیرہ ایسے مقامات ہیں - اِن میں
سے کئی گپھاؤں میں سنگتراشی کا کام اتنا خوبصورت اور
نفیس ہے کہ ناظر حیرت سے انگشت بدنداں رہ جاتا ہے -
زیادہتر گپھائیں بودھوں کی ہیں - جین اور ویدک دھرم
سے متعلق گپھاؤں کی تعداد زیادہ نہیں - اکثر گپھائیں
ہمارے زمانہ مخصوص سے قبل کی ہیں لیکن اجنتا کی
بعض گپھائیں ' اور کولوی ' دھمنار اور باگھہ وغیرہ ہمارے
زمانہ کے ابتدائی حصہ کی ہیں - یہہ سب گپھائیں
ہندوستانی سنگتراشی کے بہترین نمونے ہیں اور بڑے
بڑے نقادان فن نے ان کے کمال کی داد دی ہے -

مندر

عیسوی سنہ کی ساتویں صدی سے بارھویں صدی تک
سیکڑوں جینیوں ' اور ویدک دھرم کے معتقدوں یعنی
برہمنوں کے مندر اب تک کسی نہ کسی حالت میں
موجود ہیں - مقامی حالات کے مطابق ان مندروں کے
طرز تعمیر میں بھی فرق ہے - کرشنا ندی سے شمال کی
جانب اور ساری شمالی بھارت کے مندر آریہ طرز کے ہیں '
اور جنوب کی جانب دراوڑی طرز کے - جینوں اور برہمنوں

کے مندروں میں بہت کچھہ یکسانیت پائی جاتی هے ' فرق صرف اتنا هے که جین مندروں میں ' ستونوں ' دیواروں اور چھتوں میں جین دھرم سے متعلق مورتیاں اور روائتیں منقوش هیں - برهمنوں کے مندروں میں اُن کے دھرم سے متعلق اکثر جینیوں کے خاص مندروں کی چاروں طرف چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں بنی هوتی هیں جن میں مختلف تیرتھنکروں کی مورتیں نصب کی جاتی هیں - برهمنوں کے خاص مندروں میں چاروں گوشوں پر چار چھوٹے چھوٹے مندر هوتے هیں - ایسے مندروں کو پنچائتی مندر کہتے هیں - برهمنوں کے مندروں میں خاص گربھہ گرہ هوتا هے جہاں مورتی نصب کی جاتی هے - اُس کے آگے منڈپ هوتا هے - جین مندروں میں کہیں کہیں دو منڈپ اور ایک لمبی چوڑی بھدی بھی هوتی هے - دونوں طرز کے مندروں میں گربھہ گرہ کے اوپر کنگرہ اور اُس کے سب سے اونچے حصہ پر ایک بڑا پہیہ هوتا هے جسے آملک کہتے هیں - آملک کے اوپر کلس رهتا هے - کلس هی میں جھنڈی هوتی هے جسے دھوج دنڈ کہتے هیں -

دراوڑ طرز کے کچھہ مندروں میں اس حصہ کے اوپر جہاں خاص مورتی نصب هوتی هے کئی منزلوں کا ایک چوکور منڈپ هوتا هے جسے بمان کہتے هیں - اس کی شکل بتدریج مخروطی هوتی جاتی هے یہاں تک که سب سے بالائی حصہ بہت چھوٹا رہ جاتا هے - در اصل اس بمان
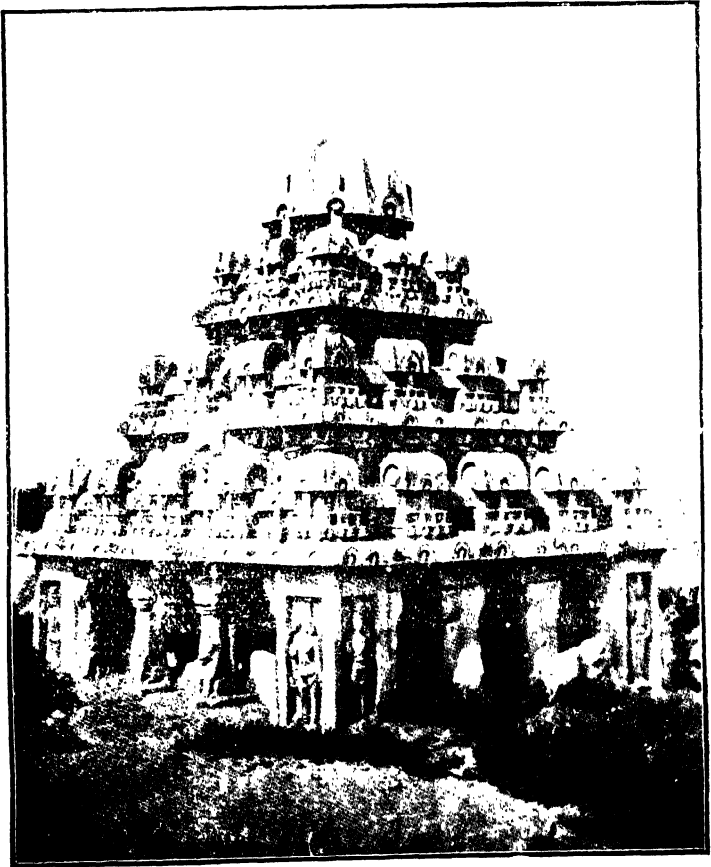
(۱۹) دراوڑ نمونہ کے مندر کا دھرم راج راتھہ

[مامول پورم]

صفحہ ۲۱۴

(۲۰) دراوڑ نمونہ کا ہندو مندر

[تانجور]

صفحہ ۲۱۵
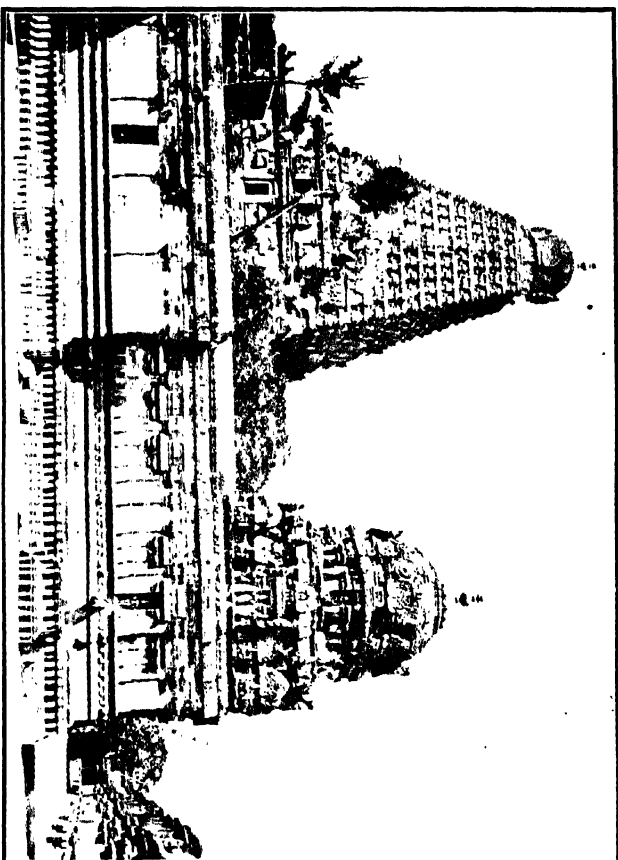
کا اوپري حصہ چوکور مخروطی شکل کا ھوتا ھے - ان بمانوں کو آریہ طرز کے مندروں کے کنگرے کا قائم مقام سمجھنا چاھئے - گربھہ گرہ کے آگے منڈپ یا متعدد ستونوں کی وسیع جگہ ھوتی ھے اور مندر کے احاطہ کے ایک یا ایک سے زیادہ دروازوں پر ایک بہت اونچا ' کونل ' (گوپور صدر دروازہ) ھوتا ھے جس پر دیوی دیوتاؤں کی صورتیں منقوش ھوتی ھیں - شمالی هندوستان میں ' پشکر ' بندرابن وغیرہ تیرتھہ استھانوں میں رنگ جی وغیرہ کے نئے مندر بالکل دراوڑ طرز کے ھیں - دکن کے پوربی اور پچھمی سولنکی راجاؤں کے زمانہ کے مندر بھي زیادہ تر دراوڑ طرز کے ھیں - کچھہ خفیف سی مشابہت ضرور پائی جاتی ھے - اسی بنا پر علما نے اُن مندروں کے لئے چالوکیہ طرز کا نام ایجاد کیا ھے - معلوم ھوتا ھے مغربی هند کے کاریگر بھی ان مندروں کی تعمیر میں لگائے گئے تھے جس سے دراوڑ طرز میں آریہ طرز خلط ملط ھو گیا ھے - اس طرز کے مندر احاطہ بمبئی کے جنوبی حصہ یعنی کناڑی صوبہ سے نظام اور میسور راج تک ' جہاں چالوکیوں کی بادشاھت رھی ' کئی جگہ ملتے ھیں - نیپال کے کے شیو اور وشنو مندر شمالی هندوستان کے طرز کے ھیں - کچھہ مندر چینی طرز کے چھجےدار اور کئی منزلوں کے بھی ھیں -

•

ھمارے زمانہ کے جدا جدا طرز کے سیکڑوں خوبصورت

مندر موجود هیں جن میں سے بعضوں کا حواله ذیل میں دیا جاتا هے -

آریه طرز کے برهمنوں کے مندر د بهونیشور ' (اُڑیسه میں) ' ناگدا اور باڈولی (اُدے پور راج میں) ' چتوڑ گڑهه ' گوالیر ' چندراوتی (ریاست جهالاواڑ میں) ' اوسیاں (ریاست جودهپور میں) ' چندراوتی ' برمان (سروهی راج میں) ' کهجراهو (وسط هند میں) ' کنارک ' لنگ راج (اڑیسه میں) ' وغیرہ مقامات میں هیں - اِسی طرح آبو ' کهجراهو ' ناگدا ' مکت گری ' اور پالی تانا ' وغیرہ مقامات کے جین مندر بهارتی فن تعمیر کے اعلی نمونے هیں - دراوڑ طرز کے مندر مامل پور (چنگلی پٹ ضلع میں) ' کانجی ورم (کانچی) ' اِلورا ' تنجور ' بیلور (میسور ریاست میں) ' بادامی' (بیجا پور ضلع میں) ' سری رنگم (ترچناپلی میں) ' اور سرون بیل گولا (حسن ضلع میں) ' وغیرہ مقامات میں هیں - فن تعمیر کے اعتبار سے یهه مندر کتنے اعلی پایه کے هیں یهه علما کے ذیل کے اقتباسات سے ظاهر هوگا -

باڈولی کے مندر کی سنگتراشی کی تعریف کرتے هوے کرنل ٹاڈ نے لکها هے : " اُس کی حیرت انگیز اور بے مثال کاریگری کی داد دینی قلم کی طاقت سے باهر هے ' گویا کمال کا خزانه لٹا دیا گیا هے - اُس کے ستون ' چهت اور کنگرہ کا ایک ایک پتهر چهوٹے سے مندر کا نظارہ دکهاتا هے - هر ایک ستون پر نقاشی کا کام اتنا باریک
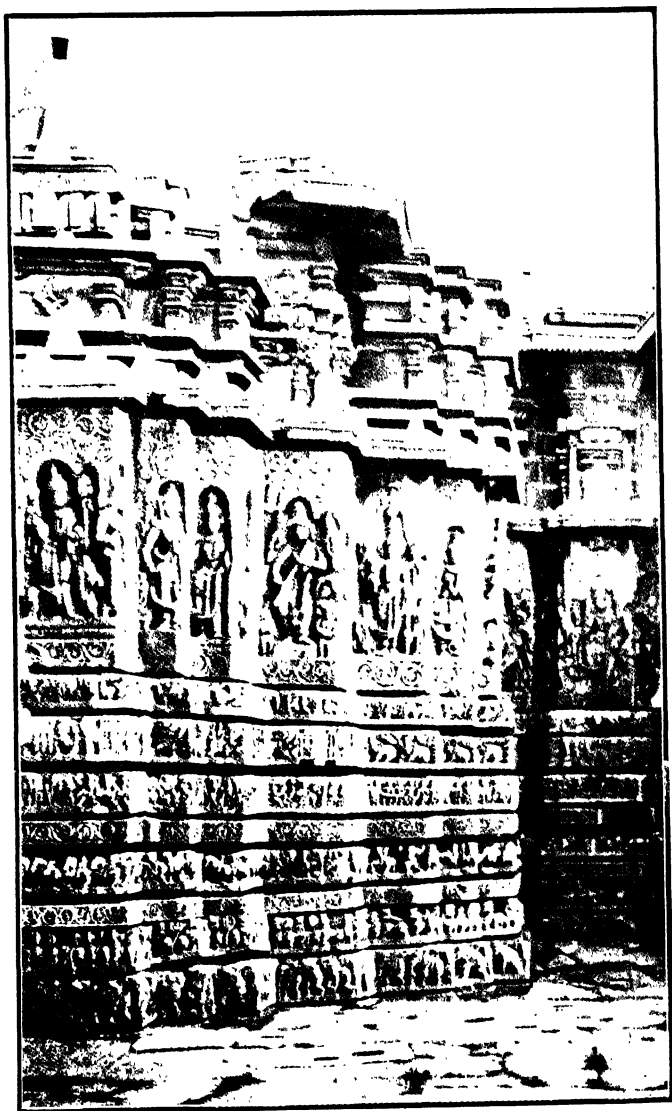
(۲۱) هویسلیشور کے مندر کا باهري حصہ

[هلیبڈ]

(۲۲) آریہ نمونہ کا ہندو مندر

[کھجراہو]

صفحہ ۲۱۷
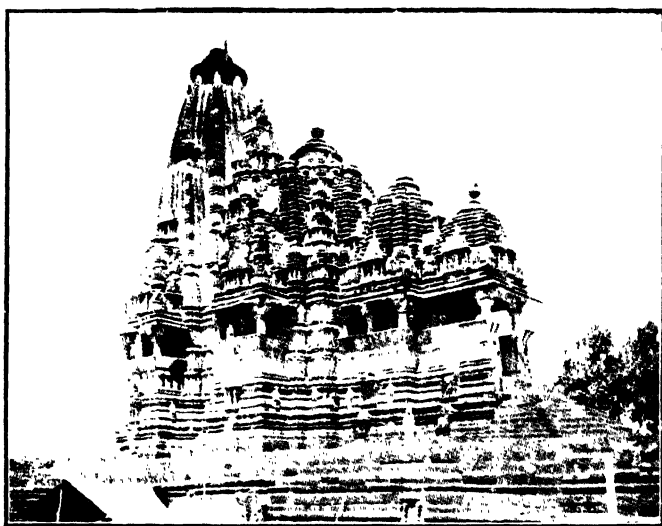
ھے کہ اس کا ذکر ہی نہیں ھو سکتا " (۱) - ھندوستانی فن تعمیر کے مشہور ماھر مسٹر فرگوسن کہتے ھیں : " آبو کے مندروں میں ، جو سنگ مرمر کے ھیں ، ھندوؤں کی چھینی کی پر اعتقاد ریاضت نے ایسي باریک صورتیں نقش کی ھیں کہ ھر چند محنت اور کوشش کرنے پر بھی میں کاغذ پر اُن کی نقل نہ کر سکا " - (۲)

ھیلےبڈ کے مندر کی بابت ونسنٹ اسمتھ صاحب کہتے ھیں : " یہہ مندر انسانی اعتقاد اور مذھبی جوش کا حیرت انگیز نمونہ ھے - اس کی گلکاریوں کے دیکھنے سے آنکھوں کو سیری نہیں ھوتی " (۳) - اسی مندر کے متعلق پروفسر اے اے میکڈانل کا بیان ھے کہ شاید ساری دنیا میں ایسا دوسرا مندر نہ ھوگا جس کے بیرونی حصہ میں اتنا نفیس کام کیا گیا ھو - نیچے کی مربع ھاتھیوں کي قطار میں دو ھزار ھاتھی بنائے گئے ھیں مگر ایک کی بھی صورت دوسرے سے نہیں ملتي - (۴)

متھرا کے قدیم مندروں کے بارے میں جو اب مسمار ھو چکے ھیں محمود غزنوي نے غزنی کے حاکم کو لکھا تھا کہ یہاں بے شمار مندروں کہ علاوہ ایک ھزار مندر مسلمانوں کے

(۱) ٹاڈ راجستھان - جلد ۳ - صفحہ ۱۷۵۲-۵۳ -
(۲) پکچرسک اِلسٹریشنس آف اینشنٹ آرکي ٹکچر ان ھندوستان -
(۳) ھسٹري آف فائن آرٹ اِن انڈیا - صفحہ ۳۲ -
(۴) انڈیاز پاسٹ - صفحہ ۸۳ -

ایمان کی طرح مستحکم هیں - اُن میں سے کئی تو سنگ مرمر کے بنے هوئے هیں جن کی تعمیر میں کروڑوں دینار خرچ هوئے هونگے - ایسی عمارتیں ۱۰۰ سال میں بھی تیار نہیں هو سکتیں - (۱)

ستون

دهلی ' پریاگ ' سارناتھ وغیرہ کے اشوک کے بنوائے هوے ستون هندوستانی فن تعمیر کی یادگاروں میں سب سے قدیم هیں - یہہ کوہ پیکر ستون ایک هی پتھر سے کاتے گئے هیں اور اُن پر جلا اتنی خوبصورت هے کہ اس کا بیشتر حصہ آج تک قائم هے - فی زمانا پتھر پر اتنی مضبوط پالش کرنا غیر ممکن سا معلوم هوتا هے - ان ستونوں کے بالائی حصہ پر نقش و نگار سے آراستہ کلغیاں تھیں - چوٹی پر کہیں ایک اور کہیں چار شیر بنے هوے تھے - ایسے دو تین ٹکڑے اب تک موجود هیں جو اُس زمانہ کے کمال سنگتراشی کی شہادت دے رهے هیں - اشوک کے بعد بوس نگر کا مشہور ستون ' مہرولی (دهلی سے ۱۳ میل) کا مشہور آهنی ستون اور دیگر تعمیرات هیں جو همارے دور مخصوص سے قبل کی هیں - همارے دور کے ستون میں دو عظیم‌الشان ستون مندسور کے قریب سوندنی موضع میں هیں - انہیں راجہ یشودهرمن نے اپنے فتوحات کی
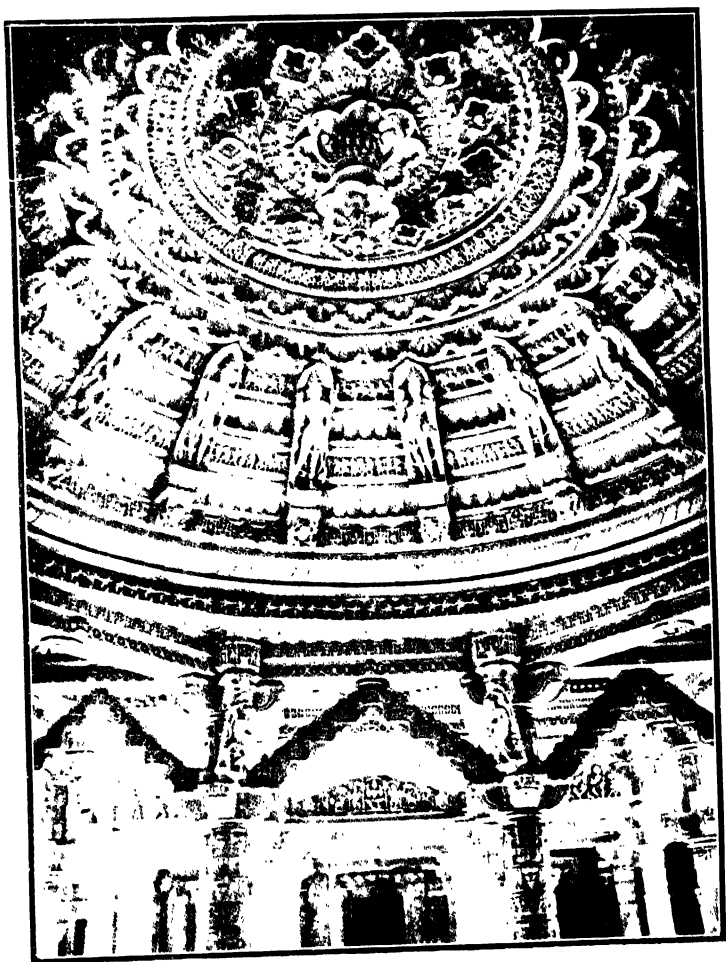
(۱) برگ - فرشتہ - جلد ۱ - صفحہ ۵۸-۵۹ -

(۲۳) آبو کے جین مندر کا گنبج اور دروازہ

(۲۴) بڑنگر (گجرات) کے مندر کا پھاٹک
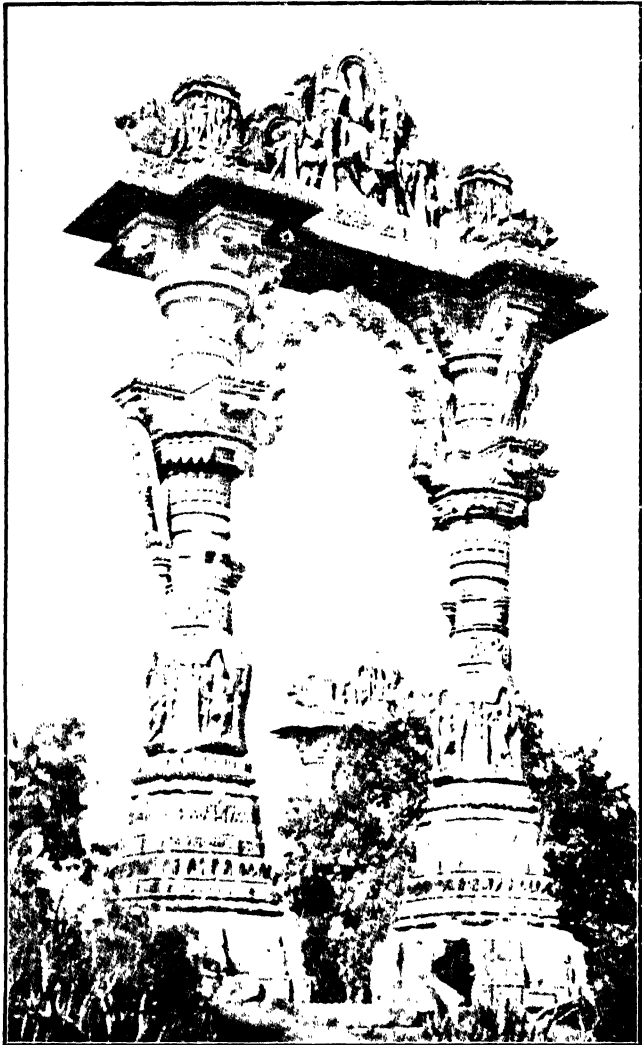
یادگار میں بنوایا تھا - یہہ دونوں ستون ایک ھی پتھر سے نہیں بنائے گئے ھیں ' بلکہ کئی تکڑے ایک دوسرے پر جما دئے گئے ھیں - آج کل وہ کھڑے نہیں ' بلکہ زمین دوز ھو رھے ھیں - یشودھرمن کے ستونوں کے علاوہ مختلف مقامات پر ھزاروں ستون یا تورن موجود ھیں ' جن میں کچھہ مندروں کے سامنے نصب ھیں ' اور کچھہ مندروں ھی میں لگے ھوے ھیں - اُن کی صناعی کا اندازہ دیکھنے ھی سے ھو سکتا ھے -

مورتیں

بڑی بڑی مورتوں کے بننے کی سب سے قدیم شہادت کوتلیہ (چانکیہ) کے ارتھہ شاستر (اقتصادیات) میں ملتی ھے - لیکن دست برد روزگار سے بچی ھوی مورتوں میں سب سے قدیم یوسف زئي ' یا قندھار سے نکلی ھوئی مختلف قامتوں کی بدھہ کی مورتیاں ھیں - متھرا کے کنکالی تیلے والی جین مورتیں اور راجہ کنشک کی بنوائی مورتیں بھی بہت قدیم ھیں - یہہ سب عیسوی سنہ کی پہلی صدی کے قریب کی ھیں - ھندوؤں کے بھاگوت فرقہ کے بشنو مندر قبل مسیح کی دوسری صدی میں موجود تھی - یہہ بات بیس نگر (بدشا) اور نگری (چتوڑ سے سات میل شمال میں) کے کتبوں سے واضح ھے - بیس نگر کے متذکرہ بالا عظیم‌الشان ستون کے کتبے سے پایا جاتا ھے کہ "راجہ اینتی آکلیڈس کے زمانہ میں پنجاب کے رھنے والے دیہ (Dion) کے بیٹے

ہیلیوڈورس (Heliodoros) نے جو بھاگوت (وشنو) تھا دیوتاؤں کے دیوتا باسدیو (وشنو) کا یہہ "گروڑ دھوج" بنوایا - اشومیدھہ یگیہ کرنے والے پاراشری کے بیٹے سرب‌تات نے نارایں‌بٹ نامی مقام پر بھگوان سنکرشن اور باسدیو کی پوجا کے لئے پتھر کا مندر بنوایا - بودھوں میں مورتی پوجا کا رواج مہایان فرقہ کے ساتھہ عیسی کی پہلی صدی میں شروع ہوا ' لیکن مورتی پوجا کی متذکرہ بالا دونوں مثالیں عیسیٰ سے قبل کی ہیں - اِسی طرح عیسوی سنہ کی چھٹویں صدی تک کی سیکڑوں مورتیاں ملی ہیں جن کا ہمارے مخصوص زمانہ سے کوئی تعلق نہیں ہے - ہمارے دور کی بھی ہزاروں ہندو اور جین دیو مورتیاں ملتی ہیں اور کلکتہ ' لکھنؤ ' پیشاور ' اجمیر ' مدراس ' بمبئی وغیرہ کے عجائب خانوں میں ' نیز مندروں میں موجود ہیں - یوں ہی کئی راجاؤں اور دھرم آچاریوں کی مورتیں بھی ملتی ہیں - ان مورتوں کے کمال صناعی کا بڑے بڑے نقادوں نے اعتراف کیا ہے - لیکن یہہ یقینی امر ہے کہ عیسوی سنہ کی بارھویں صدی کے نصف ثانی سے سنگتراشی کے فن کا انحطاط شروع ہوا اور جتنی خوبصورت مورتیں پہلے بنتی تھیں اُتنی پیچھے نہ بن سکیں -

ہندوستانی فن تعمیر کے متعلق یہاں چند علما کی رایوں کا اقتباس بے موقع نہ ہوگا -

مسٹر ہیول نے لکھا ہے : "کسی قوم کے کمال فن کا

صحیح اندازہ کرنے کے لئے یہہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں کہ اُس نے دوسروں سے کیا لیا ھے ' بلکہ یہہ سوچنے کی ضرورت ھے کہ اس نے دوسرے قوم والوں کو کیا سکھلایا ھے - اس اعتبار سے دیکھا جاے تو هندوستانی فن تعمیر کا درجہ یوروپ اور ایشیا کے تمام دیگر طرزوں سے اونچا ھے - قدیم یادگاروں کی تحقیقات سے یہہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ھے کہ فن تعمیر کا کوئی بھی طرز نہ تو کامل طور پر وطنی ھے اور نہ ایسی جس پر دوسرے ملکوں سے کچھہ سیکھنے کی ضرورت نہ پڑی ہو - یونان اور اٹلی کا فن تعمیر بھی اس کلیہ سے مستثنی نہیں ھے - هندوستان نے جو کچھہ غیر ملکوں سے سیکھا ھے اُس کا صد چند غیر ملک والوں کو سکھلایا ھے " (۱) -

مسٹر گریفتھہ کا قول ھے : " غاروں کو غائر مطالعہ کرنے پر ایسا کہیں بھی مجھے دیکھنے میں نہیں آیا کہ کاریگر نے پتھر کو ضرورت سے شمہ بھر بھی زیادہ کاٹا ہو " (۲)

پروفیسر هیرن لکھتے هیں : " مربع ستونوں کی نقاشی ' اور نسوانی شکل کے ستونوں کی تعمیر میں هندو قوم یونان اور مصر سے کہیں بڑھہ چڑھکر ھے (۳) - هیول صاحب فرماتے هیں : " هندوستاني طرز کي مورتوں میں جو عمق ' جو

---

(۱) هیول - انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱۶۹ -

(۲) دي پینٹنگس ان دي بدھست کیو ٹمپلس آف اجنتا -

(۳) هر بلاس شاردا - هندو سوپیریارٹي - صفحہ ۳۴۳ -

معنویت اور جو قوت اظہار هے وہ یونان کے مجسموں میں نہیں نظر آتی - (۱)

نظریات کي ترقي

همارے دور زیر بحث میں نظریات میں بہت ترقی هو چکی تھی - اس صنف کي کئی کتابیں آج بھی موجود هیں - ابھی تھوڑا هی زمانہ هوا راجہ بھوج کی تصنیف کردہ " سمرانگن سوتردهار " ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی تصنیف شائع هوئي هے - اس سے واضح هوتا هے کہ اُس زمانہ میں حیرت انگیز نظری ترقیاں هو چکی تھیں - اس کتاب میں شہر ' قلعہ ' وغیرہ کی تعمیر کے لئے موزوں مقام و محل ' اس کی چاروں طرف خندق کھودنے ' راجاؤں کے خاص خاص قسم کے محلات ' باغیچے اور مورتیاں وغیرہ بنانے کے مفصل اور مشرح اصول و قواعد درج کئے گئے هیں - مگر یہاں هم خوف طوالت سے انھیں نظر انداز کرتے هیں -

نظریاتي ترقیاں

اس کتاب کے اکتیسویں باب میں اوزاروں کا نہایت اهم تذکرہ هے - اُس میں مختلف قسم کے صدها اوزاروں اور آلات کا بیان کیا گیا هے - ان میں سے بعض کا هم ذیل میں ذکر کرتے هیں : -

(۱) هیول - انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱۴۳ -

آلات کے ذریعہ آفتاب کی گردش اور ستاروں کی رفتار بتلائی جاتی تھی - مصنوعی انسان آلات کے ذریعہ باہم لڑتے' چلتے پھرتے اور بنسی بجاتے تھے - چڑیوں کی سی آواز نکالنے والے لکڑی کے پرندے کنگن اور کنڈل وغیرہ بنانے کا بھی اس میں حوالہ ھے - لکڑی کے ایسے انسان بنائے جاتے تھے جو ڈوری کے ذریعہ ناچتے' لڑتے اور اور چوروں کو پیٹتے تھے - مختلف طرز کے خوشنما فوارے لگائے جاتے تھے - ایسے نسوانی مجسمے بنائے جاتے تھے جس کے سینہ' ناف' آنکھہ اور ناخن سے فوارے نکلتے تھے - قلعوں کي حفاظت کرنے والے آلات حرب بھی بنائے اور چلائے جاتے تھے - باغوں میں مصنوعي آبشاریں بھی بنائی جاتی تھیں - زمانہ جدید کے "لفٹ" (اوپر چڑھنے کی کل) جیسے آلہ کا ذکر بھی اُس میں ھے جس کے ذریعہ لوگ ایک منزل سے دوسري منزل پر پھونچ جاتے تھے - ایک ایسي پتلی بنائی جاتی تھی جو چراغ میں تیل کم ھوجانے پر اُس میں تیل ڈال دیتی تھی اور خود تال سے ناچتي تھي - ایک ایسی مصنوعی ھاتھی کا ذکر ھے جو پانی پیتا جاے پر یہہ معلوم نہ ھو کہ پانی کہاں جاتا ھے - اس قسم کے کتنے ھي عجیب و غریب آلات کا ذکر اس میں کیا گیا ھے - لیکن سب سے زیادہ متحیرالعقل اور مہتم بالشان امر جس کا ذکر آیا ھے وہ فضا میں چلنے والے بمان یا ھوائی تخت ھیں - بمان کے متعلق واضح طور پر لکھا ھے کہ وہ مہا بھنگ نام کی لکڑي کا بنایا جاے' اُس میں پارے کا آلہ

رکھا جاے - اُس کے نیچے آگ سے بھرا ہوا ایک آتشدان ہو اس پر بیٹھا ہوا آدمی پارے کی طاقت سے آسمان میں اُڑتا ہے - اس تذکرہ سے قیاس ہوتا ہے کہ گیارھویں صدی میں اِن آلات کا بنانا لوگوں کو معلوم تھا ' یہاں عام طور پر اس کا رواج نہ تھا - اس کتاب کے مصنف نے لکھا ہے کہ ہمیں اور بھی کتنے ہی آلات کے بنانے کا علم ہے ' لیکن اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں اس تصنیف سے اِمعاصرانہ فنی اور علمی ادب پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے - اسی صنف کی بہت سی کتابوں کا ذکر ہم ادبیات کے ضمن میں کر چکے ہیں -

فن تصویر

هندوستان جیسے گرم ملک میں کاغذ یا کپڑے پر کھنچی ہوئی تصویریں بہت عرصہ تک نہیں قائم رہ سکتیں - اسی لئے یہاں سنہ ۱۲۰۰ ع سے قبل کی تصویریں نہیں ملتیں - کتنی ہی کتابوں میں مضموں کے متعلق تصاویر ہیں لیکن وہ سب ہمارے زمانہ مخصوص سے بہت بعد کی ہیں - اُس زمانہ کی رنگین تصویریں وہی ہیں جو گپھاؤں کی دیواروں کو کھود کر بنائی گئی ہیں - وہی ہمارے اس دور اور اس سے قبل کی مصورانہ کمالات کی یادگار ہیں - اب تک چار گپھاؤں کا پتہ ملا ہے - اس اعتبار سے اجنتا کی گپھا کو سب پر فوقیت ہے - یہہ گپھائیں ریاست

حیدرآباد میں ضلع اورنگ‌آباد کے ایک اجنتا نامی موضع سے شمال مشرق کی طرف چار میل پر پہاڑوں میں کھدی ہوئی ہیں - ان میں ۲۴ بہار (متھہ) اور ۵ چیت (وہ شاندار عمارت جس میں مینار ہوتے ہیں) بنے ہوئے ہیں جن میں سے ۱۳ میں دیواروں، اندرونی چھتوں یا ستونوں پر تصویریں منقوش ہیں - تصویر کھینچنے کے پہلے پتھر پر ایک قسم کا پلاستر لگاکر چونے جیسے کسی چیز کی گھٹائی کی گئی ہے اور تصویریں نقش کی گئی ہیں - یہہ سب گپھائیں ایک ہی وقت میں نہیں بنی ہیں - قیاساً تیسری صدی سے ساتویں صدی کے آخر تک ان کا سلسلہ برابر جاری رہا - تصاویر کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے - کئی تصویریں ہمارے دور سے قبل کی ہیں، لیکن زیادہ‌تر تصویریں ہمارے دور کے آغاز یا اُس سے کچھہ ہی قبل کی معلوم ہوتی ہیں - ان تصاویر سے اس زمانہ کی ہندوستانی تصویرنگاری کے پایہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے - ان تصویروں میں گوتم بدھہ کے واقعات زندگی اور ماتری پوشک جاتک، وشوانتر جاتک، شد دانت جاتک رو رو جاتک، اور مہا ہنس جاتک، وغیرہ بارہ جاتکوں میں بیان کی ہوئی روایتوں جو بدھہ کی سابقہ زندگیوں سے متعلق دکھائی گئی ہیں - ان کے علاوہ مذہبی تاریخ اور لڑائیوں کے نظارے، تمدنی اور ملکی مناظر بھی دکھائے گئے ہیں، باغیچوں، جنگلوں، رتھوں، راج درباروں، ہاتھی،

گهوڑے ، هرن ، وغیرہ جانوروں ، هنس وغیرہ پرندوں ، اور کمل
وغیرہ پهولوں کی بے شمار تصویریں بنی هوئی هیں - ان کو
دیکهنے سے ناظر کی آنکهوں کے سامنے ایک ایسے ڈراما کا
منظر پیش هو جاتا هے جس میں جنگلوں ، شهروں ، باغیچوں ،
اور محلسراؤں میں ، راجه ، سورما ، تپسوی ، هر ایک درجه و
حال کے مرد ، عورت ، آسمانی فرشتے ، گندهرب ، اپسرا ،
کِنر ، اپنے اپنے پارٹ کهیل رهے هوں - ایسی صدها
تصاویر میں سے هم ایک تصریر کا ذکر اس خیال سے کرتے
هیں که ان میں سے محض تصاویر کا زمانه معین کرنے میں
مدد ملے - مؤرخ طبری نے اپنی تاریخ میں لکها هے که
شاه خسرو ثانی کے سنه جلوس ٣٢ (مطابق سنه ٦٢٦ ع)
میں اُس کا سفیر راجه پُل‌کیسی کے پاس خط اور تحفے
تحائف لیکر گیا اور پل‌کیسی کا سفیر خط اور تحفے لیکر
خسرو کے پاس پهونچا تها - اُس وقت کے دربار کا منظر
گپها کی ایک دیوار میں یوں پیش کیا گیا هے - راجه
پل‌کیسی گدی سے آراسته سنگهاسن پر بیضاوی تکئے کے
سهارے بیٹها هوا هے ، گرد پیش چنور اور پنکها جهلنے
والی کنیزیں اور دیگر خدام بیٹهے یا کهڑے هیں - راجه کے
مقابل بائیں طرف تین مرد اور ایک لڑکا خوبصورت موتیوں
کے زیورات پہنے بیٹهے هوے هیں - قیاساً یهه لوگ
ولی عهد ، یا راجه کے بهائی اور مشیران خاص هونگے -
راجه اپنا داهنا هاتهه اٹها کر ایرانی سفیر سے کچهه کهه
رها هے - راجه کے سر پر مکٹ (تاج) ، گلے میں بڑے بڑے

موتیوں اور هیروں کی ایک لڑی کنٹھی اور اس کے نیچے خوبصورت جڑاؤ کنٹھا ھے - دونوں ھاتھوں میں باز و بند اور کڑے ھیں ' انار کی جگہ پچ لڑی موتیوں کی مالا ھے جس میں گرہ کی پانچ بڑے بڑے موتي ھیں - کمر میں جواھرنگار کمربند ھے - پوشاک میں نصف ران تک کچھنی ھے ' باقی سارا جسم برھنہ ھے - دکھنی لوگ جیسے دوپٹے کو سمیٹ کر گلے میں ڈال لیتے ھیں اسی طرح ایک دوپٹہ کندھے سے ھٹ کر پیچھے کے تکیہ پر پڑا ھوا ھے ' اور اس کے دونوں سمٹے ھوئے کنارے گدي کے آگے پڑے ھوئے نظر آتے ھیں - اس کا جسم قوی ' اعضا متناسب اور رنگ گورا ھے - (چہرہ کا چونا اکھڑ گیا ھے ' اس سے وہ نظر نہیں آتا -) دربار میں جتنے هندوستانی مرد ھیں ان کے جسم پر وهي آدھی ران تک کچھني کے سوا اور کوئی لباس نہیں نظر آتا ' اور نہ کسی کے ڈاڑھی یا مونچھہ ھے - کمر سے لگاکر آدھی ران یا اس سے کچھہ نیچے تک عورتوں کا جسم کپڑے سے ڈھکا ھوا ھے ' اور بعض کے سینے پر کپڑے کي پٹی بندھی ھوئی ھے - باقی سارا جسم کھلا ھوا ھے - یہاں کي قدیم تصاویر میں عورتوں کے سینے اکثر کھلے ھوئے نظر آتے ھیں ' یا اس پر ایک پٹی بندھی ھوتی ھے - یہہ پرانا رواج ھے - شری مد بھاگوت میں بھی اس کا ذکر آیا ھے (۱) - ایرانی سفیر راجہ کے مقابل

(1) तदंग संग प्रमुदा कुलेंद्रियाः केशांदुकूलं कुचपट्टिकां वा ।
नांजः प्रतिव्यो ढुमलें व्रज स्त्रियो विस्रस्त मालाभरणाः कुरूद्वह ॥

کهڑا اس کی طرف تکتکی لگائے موتیوں کی کئی لڑیں
یا کئی لڑیوں کی مالا هاتهہ میں لئے اُسے نذر کر رها هے -
راجہ اس سے کچهہ کہہ رها هے - سفیر کے پیچهے دوسرا
ایرانی بوتل سی کوئی چیز لئے کهڑا هے ' جس کے پیچهے
ایک تیسرا ایرانی تحائف سے بهری هوئی کشتی لئے هوئے
هے - اُس کے پیچهے چوتها ایرانی پیٹهہ پهیر کر ایک
دوسرے ایرانی کی طرف دیکهہ رها هے جو باهر سے کوئی
چیز هاتهہ میں لئے دروازے میں آ رها هے - اس کے پاس
ایک ایرانی سپاهی کمر میں تلوار لگائے کهڑا هے ' اور دروازے
کے باهر ایرانیوں کی جماعت میں دیگر افراد اور گهوڑے
کهڑے هیں - ایرانیوں اور هندوستانیوں کی پوشاک میں
زمین اور آسمان کا فرق هے ' هندوستانیوں کا قریب قریب
سارا جسم برهنہ هے - ایرانیوں کا سارا جسم ڈهکا هوا هے -
ان کے سر پر اونچی ایرانی ٹوپی هے ' کمر تک انگرکها '
چست پاجامہ ' اور کئی ایک کے پیروں میں موزے بهی
هیں - ڈاڑهی موچهہ سب کے تهے - ایرانی ایلچی کے گلے
میں بڑے بڑے موتیوں کی ایک لڑی ' پاندار کلنٹهی ' کانوں
میں موتیوں کے آویزے ' اور کمر میں مرصع کمربند هے -
دوسرے ایرانیوں کے جسم پر کوئی زیور نہیں هے - دربار
میں فرش پر پهول بکهرے هوئے هیں - راجہ کے سنگهاسن
کے آگے اُگالدان پڑا هوا هے اور چوکیوں پر پاندان وغیرہ
ظروف بسرپوشوں سے ڈهکے رکهے هوئے هیں (۱) - قیاساً یہہ

---

(۱) دی پینٹنگس آف اجنٹا - جان گریفتهس - پلیٹ نمبر ۵ -

تصویر سنہ ۶۲۶ ع کے بعد ھی بنی ہوگی -

اجنٹا کی تصویریں کامل‌الفن استادوں کی بنائی ہوئی معلوم ہوتی ہیں - ان میں اعضا کا تناسب ' خط و خال ' انداز و ادا ' وضع و قطع ' زلف و کاکل ' رنگ روپ دکھانے میں مصور نے کمال کیا ھے - علاوہ ھذا چرند و پرند ' گل و برگ وغیرہ بھی اسی کمال فن کی شہادت دیتے ہیں - کئی تصویریں جذبہ نگاری میں بے مثل ہیں - چہرہ سے دل کی کیفیت صاف عیاں ہوتی ھے - مختلف رنگوں اور ان کی آمیزش میں مصور نے کمال کیا ھے - تصاویر سے عمیق مشاهدہ فطرت اور صحیح ذوق حسن کا پتہ چلتا ھے - ان صفات کے بغیر کوئی انسان ویسی تصویریں نہیں کھینچ سکتا - انہیں اوصاف سے متاثر ہو کر زمانہ حال کے مبصرین نے بھی ان تصاویر کی کھلے دل سے داد دی ھے - مسٹر گریفتھہ نے بستر مرگ پر پڑی ہوئی ایک رانی کی تصویر کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ھے " رقت و درد کے اظہار اور کیفیت باطن کے عیاں کرنے میں ساری دنیائے تصویر میں اس سے بہتر تصویر نہیں مل سکتی - فلورنس کے اساتذہ چاھے خاکہ اچھا کھینچ سکیں ' وینس کے مصور چاھے رنگ اچھا بھر سکیں ' لیکن جذبہ‌نگاری میں اُن میں سے ایک بھی اِس کا ھمسر نہیں - تصویر کی کیفیت یوں ھے :—

رانی کا سر جھکا ہوا ھے ' آنکھیں نیم باز ہیں ' اور جسم

خستہ ہو رہا ہے - وہ بستر مرگ پر اس انداز سے بیٹھی ہوئی ہے اُس کی ایک کنیز ہلکے هاتھوں سے اُسے سنبھالے ہوے کھڑی ہے ' اور ایک دوسری متفکر چہرہ بنائے اُس کا هاتھ یوں پکڑے ہوئے ہے گویا نبض دیکھ رہی ہو - اس کے بشرہ سے اس کے دل کا درد اور اضطراب جھلک رہا ہے گویا اُسے معلوم ہے کہ میری رانی کی روح قفس عنصری سے جلد پرواز کرنے والی ہے - ایک دوسری لونڈی پنکھا لئے ہوے کھڑی ہے اور دو مرد بائیں طرف سے اُس کی طرف دیکھ رہے ہیں - ان کے چہرے بھی اُداس ہیں - نیچے فرش پر اُس کے عزیز و یگانے بیٹھے ہوے ہیں جو اس کی زندگی سے مایوس ہو کر غم میں ڈوبے ہوے ہیں - ایک عورت هاتھ سے اپنا منھ ڈھانپے زار و قطار رو رہی ہے -

اِن تصاویر کے کمال سے فن تصویر کے کئی ماہروں پر اتنا اثر پڑا کہ انھوں نے اُن کی نقلیں کیں اور ان کی تنقید کتابوں کی صورت میں شائع کروائی - چند سالوں کے اندر ایسی کئی تنقیدیں شائع ہو چکی ہیں -

اجنتا کی گپھاؤں میں جو بودھ روایتیں منقوش ہیں اُن کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ اِن کے بنانے والوں نے امراوتی ' سانچی ' بھرھت وغیرہ کے میناروں کی دیواروں پر بنی ہوئی روایتوں اور قندھاری طرز کی سنگتراشی کے

نمونوں کا غائر نظر سے مطالعہ کیا ہے کیونکہ دونوں میں بڑی یکسانیت ہے -

اسی طرح گوالیر راج کے امجھیرا ضلع میں موضع باگھہ کے قریب کی کپھاؤں میں بھی بہت سی رنگین تصاویر ہیں جو قیاساً عیسوی کی چھٹویں یا ساتویں صدی میں بنی ہوں گی - اجنتا کی تصاویر کی طرح یہہ تصویریں بھی بہمہ صفت موصوف ہیں - ان تصاویر کی بھی نقلیں ہو گئی ہیں' اور ان پر ایک کتاب شائع ہو چکی ہے - لندن تائمس نے ان تصاویر کا تبصرہ کرتے ہوے لکھا ہے کہ یوروپ کی تصاویر کمال کے اس راجہ تک نہیں پہونچ سکیں - ڈیلی ٹیلیگراف کا بیان ہے کہ کمال فن کے اعتبار سے یہہ تصاویر اتنے اعلیٰ پایہ کی ہیں کہ ان کی تعریف نہیں کی جا سکتی - اِس کا رنگ بھی بہت اچھا ہے' مناظر حیات کے پیش کرنے اور باطنی کیفیات کے اظہار کے اعتبار سے یہہ تصویریں لاثانی ہیں اور حسن تہذیب کا اونچا معیار پیش کرتی ہیں - محض اتنا ہی نہیں' اُن میں عالمگیر صداقت اور تاثیر بھری ہوئی ہے -

کچھہ عرصہ ہوا سِتّن نواسل میں جو کرشنا ندی کے جنوبی کنارے پر پدو کوتا سے نو میل شمال مغرب کی جانب ہے ایک مندر کا پتہ لگا ہے جو ایک پہاڑ کو کاٹ کر بنایا گیا ہے - اس میں بھی کچھہ ایسی ہی تصویریں ہیں - ان تصاویر کو سب سے پہلے ٹی اے'

گوپی ناتھہ راؤ نے دیکھا - قیاس کیا جاتا ہے کہ یہہ تصویریں پلّو فرمانروا مہندر ورما اول کے زمانہ میں (ساتویں صدی کے آغاز) میں بنائی گئی ہوں گی - اس مندر کی اندرونی چھتوں ' ستونوں اور دیواروں پر یہہ تصویریں بنی ہوئی ہیں - یہاں کی خاص تصویر تقریباً برامدے کی ساری چھت کو گھیرے ہوئے ہے - اس تصویر میں ایک تالاب ' خوشنما کنولوں سے پر نظر آتا ہے - پھولوں کے بیچ میں مچھلیاں ' ہنس ' بھینسے ' ہاتھی اور تین سادھو ہاتھہ میں کنول لئے دکھائی دیتے ہیں - اُن سادھوؤں کے جسم کا تناسب ' اُن کا رنگ اور حسن دیکھہ کر منھہ سے بے اختیار داد نکل جاتی ہے - ستونوں پر ناچتی ہوئی عورتوں کی تصویریں بھی ہیں - اس مندر میں اردھہ ناریشور ' گندھربوں اور اپسراؤں کی تصویریں بھی ہیں - اردھہ ناریشور جٹا ' مکٹ اور کنڈل پہنے ہوے ہیں - ان کی آنکھوں سے تقدس کی شعاعیں نکل رہی ہیں - ان تصویروں میں بعض کا رنگ پھیکا پڑ گیا ہے تاہم تصاویر کی خوبصورتی میں فرق نہیں آنے پایا - ان میں سے بعض تصاویر شائع بھی ہو چکی ہیں - ممالک متوسط کی ریاست سرگوجا میں رام گڑھہ پہاڑی پر ایک گپھا ہے - اُسے جوگی مارا کہتے ہیں - اس کی چھت میں بھی چند تصویریں بنی ہوئی ہیں جو ہمارے دور کے آغاز کے قریب کی ہیں -

اِن چاروں مقامات میں جو قدیم تصویریں ملی ہیں وہی ہمارے دور یا اس سے کچھہ قبل کے فن تصویر کے

بچے کھچے نمونے هیں - تعجب تو یهه هے که ایسے گرم ملک میں بهی یهه تصویریں بارہ تیرہ صدیوں تک زمانه کے هاتهوں سے محفوظ رهیں اور بگڑتے بگڑتے بهی کم و بیش اچهی حالت میں موجود هیں - انهیں سے همارے فن تصویر کی ترقی کا کچهه اندازہ کیا جا سکتا هے -

هندوستاني فن تصویر کا دوسرے ملکوں پر اثر

اس زمانه کے بعد چهه صدیوں تک هندوستانی تصویر کی تاریخ پر تاریکی کا پردہ پڑا هوا هے - اِس زمانه کی کوئي تصویر دستیاب نهیں - مگر چهلی ترکستان کے صوبه ختن، دن‌دن‌یولک اور میرن نامی مقامات میں دیواروں، لکڑی کے تختوں یا ریشم کے کپڑوں پر جو تصویریں ملی هیں ان پر هندوستانی تصویر کا رنگ صاف نظر آتا هے - وہ چوتهی صدی سے گیارهویں صدی تک کی قیاس کی جا سکتی هیں - جیسے لنکا میں هندوستانی تهذیب پهیلی هوئی تهي أسی طرح وسط ایشیا میں ترکستان یا اس سے اور آگے تک هندوستاني تهذیب کا اقتدار تها - اور هندوستان کے مختلف علوم و فنون کی وهاں اشاعت هو گئی تهی -

هندوستاني فن تصویر کي خصوصیت

هندوستانی اور مغربی فن تصویر کے رنگ جدا جدا هیں - مغربی فن تصویر کا معیار حسن هے هندوستانی فن تصویر کا محسوسات باطن - همارے اهل کمال حسن

ظاہر کے نازبردار نہیں - وہ اُس کی باطنی کیفیات
کا اظہار کرنا ہی اپنے فن کا معراج سمجھتے ہیں - ظاہر
میں جو حقیقت مستور ہے اس کو عیاں کر دینا ؛
اُس کا پردہ کھول دینا ہمارے مصوروں کا اصلی نصب العین
ہے - اشیا کی شکل و صورت سے انہیں زیادہ غرض نہ
تھی - وہ اپنی تمامتر توجہ اس کی اندرونی اور معنوی
خوبیوں پر صرف کرتے تھے - مسٹر ای ' بی ' ہیول نے
لکھا ہے " یوروپ کی تصویریں پربریدہ سی معلوم ہوتی
ہیں ' کیونکہ اہل یوروپ صرف حسن مادی کے شیدا
تھے - ہندوستانی فن تصویر حقیقی کیفیات اور ملکوتی
جذبات کی ترجماں ہے " (۱) - بنگال کا جدید رنگ اجنتا
کے قدیم طرز کی طرف جھکا ہوا ہے -

فن موسیقی

یوں تو قدیم ہندوستان ہر قسم کے علوم و فنون میں
بام رفعت پر پہونچ چکا تھا - مگر فن موسیقی میں تو
اس نے انتہائی کمال حاصل کر لیا تھا علماء حال نے
موسیقی کے جو ارکان تسلیم کئے ہیں وہ سب ویدک زمانہ
میں یہاں موجود تھے - اس زمانہ میں کئی قسم کی
بینا ' جھانجھہ ' بنسی ' مردنگ ' وغیرہ باجے مستعمل ہوتے

(۱) انڈین اسکلپچرس اینڈ پینٹنگس - صفحہ ۸۸ -

تھے - ویدک کتابوں میں مختلف قسم کی بینا کے نام ملتے ھیں، جیسے بینا، کانڈ بینا، (۱) اور کرکری (۲)، وغیرہ - جھانجھہ کو آگھاتی (۳) یا آگھات (۴) کہتے تھے - اور اس باجے کا استعمال ناچ کے وقت ہوتا تھا - مردنگ وغیرہ چمڑے سے مڑھے ہوئے باجے آڈمبر (۵)، دندبھی (۶)، بھوم دندبھی (۷) وغیرہ ناموں سے مشہور تھے - علماء حال نے تحقیق کیا ھے کہ ھندوستانی مردنگ وغیرہ باجے تک علمی اصولوں کے مطابق بنائے جاتے تھے - مغربی علما کا قول ھے کہ تار کے سازوں کا استعمال اُسی قوم میں ھونا ممکن ھے جس نے فن موسیقی میں کمال حاصل کر لیا ھو - تار والے باجوں میں بینا سب سے اچھي مانی گئی ھے - اور ویدک زمانہ میں اُس کا عام استعمال یہی ظاھر کرتا ھے کہ اس زمانہ میں علم نغمہ نے بہت ترقی حاصل کر لی تھی حالانکہ دنیا کی دوسری قومیں تہذیب کے آستانے پر بھی نہ پہونچی تھیں -

(۱) کاٹھک سنگھتا ۳۴-۵ -

(۲) رگوید ۲-۴۳-۳ - اتھرو وید ۴-۳۷-۴ -

(۳) ایضاً ۱۰-۱۴۶-۲

(۴) اتھرو وید ۴-۳۷-۴

(۵) باجسنیئي سنگھتا ۳۰-۱۹

(۶) رگوید ۱-۲۸-۵ -

(۷) تیتریہ سنگھتا ۵-۶-۳-۷ -

زمانہ قدیم میں هندوستان کے راجے اور رئیس فن موسیقی
کا بڑا احترام کرتے تھے اور اپنے لڑکوں کو اس کی تعلیم
دلواتے تھے - پانڈووں نے بارہ سال کی جلا وطنی کے بعد
جب ایک سال تک چھپ کر رهنے کی شرط پوری کی
تو ارجن نے بریہن نلا کے بھیس میں راجہ ورات کی
لڑکی اُترا کو گانا سکھانے کی خدمت قبول کر لی تھی -
پانڈو خاندان کے راجہ جنمیجے کا لڑکا اُدین جس کو
بتسراج بھی کہتے تھے یوگندھہ راین وغیرہ وزرا پر سلطنت
کا بار ڈال کر خود بینا بجانے اور شکار و سیر میں مصروف
رهتا تھا - وہ اپنی بینا کی خوش‌الحانی سے هاتھیوں کو قابو
میں کر لیتا تھا اور جنگل سے پکڑ لاتا تھا - ایک بار وہ اجین کے
راجہ چنڈ مہا سین (پردیوت) کے هاتھہ میں پھنس گیا جو
اُس کا جانی دشمن تھا - چونکہ وہ فن نغمہ میں ماهر
تھا راجہ چنڈ مہاسین نے اُسے اپنی لڑکی باسودتا کو
گانا سکھانے پر مامور کیا - ان دو مثالوں سے یہہ ظاهر هے
کہ اس زمانہ کے راجے گانے کے شائق هوتے تھے اور اِس
فن کے استادوں کو اپنے دربار میں رکھہ کر ان کی قدر
کرتے تھے - راجہ کنشک کے دربار کا مشہور شاعر اشوگھوش
فن موسیقی کا بھی ماهر تھا - گپت خاندان کا راجہ
سمدر گپت پریاگ کے ستون پر جو عبارت منقوش کرائی
هے اُس میں اپنے کو فن نغمہ میں تمبرو اور نارد سے
بڑھہ کر رکھا هے یہاں تک کہ اس کے ایک قسم کے
سکوں پر جو تصویر منقوش هے اُس میں وہ ایک باجا

بجا رہا ہے - وکرم سمبت کی پانچویں صدی میں ایران کے بادشاہ بہرام گور کا ہندوستان سے بارہ ہزار کلاونتوں کو ایران بھیجنا ' جس کا ذکر ایران کی تاریخ میں موجود ہے ہندوستانیوں کے نغمہ‌دانی کا کافی ثبوت ہے - (۱)

ہمارے دور میں نغمہ کے فن نے خوب قدم بڑھائے - رقص کا ہماری مجلسی زندگی میں خاص حصہ تھا - عورتوں کو ناچنے کی خاص طور پر تعلیم دی جاتی تھی - ہرش چرت سے ظاہر ہے کہ راج‌شری کو ناچنا سکھانے کا خاص انتظام کیا گیا تھا - خود ہرش کے ناٹک رتناولی میں رانی نے ' پریہ درشکا ' کو نغمہ کے تینوں ارکان کے سکھانے کا انتظام کیا تھا - ہرش کے عہد حکومت میں رقص‌گاہوں اور سرورخانوں کے موجود ہونے کا ذکر ہے - راجاؤں کے دربار میں ناچ اور گانا ہوتا تھا - بان نے ہرش کے دربار میں مردنگ بجانے والوں ' ناچنے والوں ' حمد کی گیت گانے والوں کا ذکر آیا ہے - بھکتی مارگ کے ساتھہ فن موسیقی کی بھی خاص ترقی ہوئي - فن موسیقی کي کتابوں اور اُس کے اساتذہ کا تذکرہ ادبیات کے سلسلہ میں کیا جا چکا ہے - کئی باتوں میں مغربی موسیقی ہندوستانی موسیقی سے مشابہ ہے - اس پر رائے زنی کرتے ہوئے سر ولیم ہنٹر نے لکھا ہے " نشانات نغمہ ہندوستان سے ایران میں ' پھر عرب

(۱) تاریخ راجپوتانہ - جلد ۱ - صفحہ ۲۹-۳۰-

میں اور وهاں سے گائڈو ڈی اریزو (Guido d' Arezzo) نے عیسوی کی گیارھویں صدی میں یوروپ میں اُسے رائج کیا (۱) - پروفیسر ویبر کی بھی یہی راے ہے - ایڈی ولسن لکھتی ھیں " هندوؤں کو اس امر کا غرور هونا چاهئے کہ ان کے نشانات نغمہ سب سے قدیم ھیں " - (۲)

---

(۱) ولیم هنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا - صفحہ ۲۲۳ -

(۲) Short Account of the Hindu Systems of Music, p. 5.

انڈکس

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحه

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحه

صفحہ

صفحہ

صفحه